اللہ اکبر

اشرف التواریخ

حصّہ سوم

معروف بہ

عہد رسالت و سایۂ خلافت

من تصنیف فاضل اجل و مرشد کامل حضرت مولٰنا حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب

ابو العلائی سجادہ نشین خانقاہ شریف داناپور مدظلہٗ

باہتمام خواجہ صدیق حسین

در مطبع آگرہ اخبار محلہ نئی بستی طبع شد

سنہ ۱۳۲۸ھ

۷۸۶

اشرف التواریخ

حصّہ سوم

معروف بہ

عہد رسالت و سایۂ خلافت

الحمد للہ کہ جس لاجواب اسلامی تاریخ کے حصّہ سوم کا مسلمان بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہے تھے چھپ کر تیار ہو گیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے

جن لوگون نے اس تاریخ کے پہلے دونون حصّے دیکھے ہین اُن سے حصّۂ سوم کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اُن لوگون کی واقفیت و آگاہی کے لئے جو اب تک کسی وجہ سے اس قابل دید تاریخ کے مطالعہ سے محروم رہے ہین مختصراً اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ اس نادر تاریخ کے مؤلف حضرت حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب سجادہ نشین خانقاہ دانا پور ہین جن کی سخن طرازی اور مؤرخانہ وقائع نگاری کا زمانہ قائل ہے۔

حصّۂ سوم کو مؤلف موصوف نے بقیہ واقعات سال ہشتم ہجری سے شروع کیا ہے اور سال یازدہم ہجری (جس مین آنحضرت صلعم نے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون) تک کے حالات بالاجمال عہد رسالت مین بیان کئے ہین اور غزوۂ حُنین، غزوۂ طائف، اور غزوۂ تبوک کا تفصیلی حال نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ لکھا ہے۔

عہد رسالت کے بعد سایۂ خلافت شروع ہوتا ہے جس مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل اور حضرت فاروق اعظم سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ دوم کے عہد خلافت کے جملہ فتوحات اور اہم واقعات نہایت شرح و بسط سے بیان کئے گئے ہین جن کی تفصیل بھی اگر لکھی جائے تو ایک دفتر درکار ہو۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر خراش حال وفات پر حصّہ سوم ختم ہو گیا ہے جس کی مجموعی ضخامت تقریباً چارسو صفحہ ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت پاکیزہ۔ کاغذ سپید بہت عمدہ۔ تقطیع ۲۰×۲۶۔ اِن سب خوبیون پر قیمت کچھ بھی نہیں صرف ...... علاوہ محصولڈاک

المشتہر

خواجہ محمد صدیق حسین مالک مطبع آگرہ اخبار آگرہ

فہرست مضامین اشرف التواریخ حصّہ سوم معروف بہ عہد رسالت وسایۂ خلافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ تعالیٰ شانہ وجل جلالہٗ وعم نوالہٗ مین اس کتاب سایۂ خلافت کو بھی تیرے بابرکت نام مبارک سے کہ جو اللہ ہے شروع کرتا ہون اِس مین تیرے برگزیدہ بندے جو تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خلفاے برحق ہین اور تونے اپنے کلام پاک مین اُن سے رضامندی ظاہر فرمائی ہے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ اُن کا ذکر بھی خیر وبرکت کے ساتھ انجام کرا اور اپنے فضل وکرم سے اس کو لباس قبولیت عام وخاص عطا فرما۔ اللہم آمین ثم آمین یارب العالمین اور اس کے تحریر کرنے والے کو اور پڑھنے والے کو صراط مستقیم پر چلا اور اپنی محبت دے اور اپنے برگزیدہ رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شریعت غرا کا فرمان بردار کر اور جملہ برادران اسلام کے دلون کو اپنے نور سے منور کردے اور بزرگان طریقت

رحمہم اللہ تعالےٰ کی اتباع نصیب کر اللہم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔
واضح ہو کہ اس کتاب کی تاریخ تحریر بست و ہفتم ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ ہے
بمقام گیا بمکان نور چشم سید محمد واعظ الحق فرزند رشید سید محمد علی مرحوم خلف منشی سید
بندہ علی مرحوم دیوان ریاست ٹکاری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانَ اللہِ وبحمدہ وسبحانک اللّٰہم بحمدک وتبارک اسمک
وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک الحمد للہ کہ مکہ مکرمہ فتح ہوا اور اُس مالک الملک
نے اس بیت مبارک کو بتون کی نجاست سے پاک کیا اور جیسا کہ عہد ابراہیمی مین تھا
ویسی ہی طہارت اسے پھر حاصل ہوگئی اور اپنے حبیب سیدنا ومولٰنا محمد مصطفےٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نفس مبارک کو شر کفار قریش سے مطمئن فرما دیا
عرب کے لوگ جو آپ کے دشمن جان مبارک تھے فوج در فوج ایمان لائے اور بدخواہ
حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پامال ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔
اب حضور پر نور کو اس بات کا موقع ملا کہ آپ اپنے دار النبوت یعنی مدینہ
طیبہ مین اجلاس کرین اور دور دور کے ملکون مین احکام اسلام جاری فرمائین
اللہ تعالیٰ شانہ نے کفار کو سرنگون اور اسلام کو سربلند کیا الحمد للہ۔

بقیہ واقعات سال ہشتم ہجری

یہ نظارہ بھی قابل دید ہے کہ وہ سرداران قریش جن کے سبب سے آپ دل
شب مین یار غار جان نثار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر سوار
ہو کر تا بہ غار حرا اور وہان سے ناقہ پر سوار ہو کر چھپے ہوے راستون سے مدینہ منورہ

ہین داخل ہوے تھے آج اُس شہر مین فاتح کی حیثیت سے آپ رونق افروز ہین اور وہی دشمنان دین اسیرانِ جنگ کی صورت مین دست بستہ کھڑے ہین اور سوچ رہے ہین کہ ہماری قسمت کا فیصلہ جس دوستِ دشمن کے ہاتھ مین ہے اُس کی زبانِ مبارک سے کیا صادر ہوتا ہے اور اپنی ایذا رسانیون اور نافرمانیون پر خیال کرکے دل ہی دل مین منفعل ہو رہے ہین اور اس کاتب الحروف محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری کی زبان سے پڑھ رہے ہین ؎

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا		سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار مین آلے

اور حضور پُر نور رحمۃ للعالمین سیدنا و مولنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم صحن بیت اللہ مین اس شان سے جلوہ فرما ہین کہ داہنے صدیق اکبرؓ اور بائین عمر فاروقؓ اور گرداگرد اور اصحابؓ باعظمت و شان جیسے شب چہاردہم کو ستارون کے جھرمٹ مین چودھوین رات کا چاند کیا کہا ہے کسی کہنے والے نے

مہ شد تمام تا چو رُخِ او شود نشد		کاہید یار تا خمِ ابرو شود نشد

آپ عرب کی طرف متوجہ ہو کر وعظ فرما رہے ہین دیکھو اور سنو اس مبارک نفس فاتح کو کہ ظالم قوم مفتوح سے وہ کیا سلوک کر رہا ہے کہ جو دوست جانی دوست جانی سے کرتا ہے۔ یہ عالی شان فاتح چاہتا ہے کہ اپنے جانی دشمنون کے دلون کو پاک کردے اور وہ اخلاق جو اللہ تعالےٰ شانہ کے خاص بندون کے ہین ان ظالمون کی طبیعت ہو جائین۔ آپ نے فرمایا کہ اے عرب کے سردارو سنو کہ اللہ تعالےٰ شانہ کیا فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ یعنی ہم نے تم کو پیدا کیا ایک نر اور ایک مادہ سے یعنی آدم اور حوا سے اور مقرر کین تمھاری ذاتین اور گوتین تو آپس کی پہچان ہو اور رشتہ

کے قریب و بعید کا پتا لگے نہ اِس لئے کہ ایک دوسرے پر اپنی بزرگی اور بڑائی کا اظہار کرے اور فخر کرے یہ کہے کہ ہم بڑے ہین اور وہ کہے کہ ہم بڑے ہین اصل تو سب کی وہی دو زن وشو یعنی آدم و حوا ٹھیرے سب اُنہین کی اولاد ہین ایک گوشت ایک پوست ہے نہ تخلیق مین کچھ فرق نہ معاشرت مین کچھ تفاوت مگر ہان بزرگی بھی ایک چیز ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ شانہ کا ڈر ہے اور اُس کے احکام کی بجا آوری ہے اور اُس کے نواہی سے بچنا ہے بزرگی کا حاصل یہ ہے یہ بزرگی نہین ہے کہ ایک زور آور کم زور کو پیس کر سرمہ کردے اور اُس پر فخر و مباہات کرتا پھرے کہ ہم نے فلان شخص پر غلبہ حاصل کرلیا آپ نے فرمایا کہ الحسب المال والکرم التقویٰ یعنی حسب انسان کا مال ہے اور کرم تقوےٰ ہے پھر ارشاد ہوا اِنَّ اللہَ لَا ینظرُ اِلیٰ صورکم و اموالکمُ ولکن ینظر الیٰ قلوبکم و اعمالکم یعنی بے شک اللہ تعالےٰ شانہ نہین دیکھتا تمھاری صورتون کی طرف اور تمھارے مالون کی طرف ولیکن دیکھتا ہے وہ تمھارے دلون کو اور عملون کو کذا فی موضح القرآن والمعالم۔ بزرگون نے فرمایا ہے کہ تقوےٰ اُسی کا نام ہے کہ آدمی شرک اور گناہ سے بچے۔ المتقی من یتقی من الشرك والمعاصی اِس کے بعد مرتبہ تقوائے حقیقی کا ہے اور وہ بچنا شبہات سے ہے اور بعض مباحات سے۔

واضح ہو کہ شعب بڑے قبیلہ کو کہتے ہین اور قبیلہ وہ ہے جو شعب سے چھوٹا ہو۔ شعب جیسے ربیعہ اور مضر اور اَوس اور خزرج اور قبیلہ جیسے بکر ربیعہ مین سے اور تیم مضر مین سے اور جو قبیلہ مین سے چھوٹا ہو اُسے عمارہ بروزن شرارہ کہتے ہین جیسے شیبان بکر مین سے اور دارتیم مین سے اور جو اس سے بھی کم ہو وہ بطن ہے جیسے بنی غالب اور لوی قریش مین سے اور جو بطن سے کم ہو اُس کو فخذ کہتے ہین جیسے بنی ہاشم اور امیہ بن لوی اُس کے بعد فصیلہ ہے پھر عشیرہ ہے

اِس کے آگے پھر کچھ نہین ہے کہ جس سے وصف کیا جاوے۔ اور کہا ہے کہ شعوب عجم سے ہے اور قبائل عرب سے اور اسباط بنی اسرائیل سے۔ اور کہا ہے کہ شعوب وہ ہین جو منسوب ہون طرف مداین کے اور قریٰ کے اور قبائل وہ جو منسوب ہون طرف آبا کے کذا فی معالم۔

اور کہا مقاتل نے کہ فتح مکّہ کے روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم دیا **بلال** رضی اللہ عنہ کو کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہین تو عتاب بن اُسید بن ابی العاص نے کہا الحمد للہ الذی قبض ابی حتی لا یریٰ ھذا الیوم ترجمہ شکر ہے خدا کا کہ مارا جس نے میرے باپ کو کہ نہین دیکھا اُس نے یہ دن اِس شخص کو حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینا بہت ناگوار ہوا کہ باپ کے مرنے پر شکر کیا۔ اور حارث بن ہشام نے کہا اما وجد محمد غیر ھذا الغراب الاسود موذنا ترجمہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سواے اِس کالے کوّے کے اَور کوئی موذن نہ ملا۔ اور سہل بن عمرو نے کہا ان یرد اللہ شیئاً لیغیر ترجمہ جو چاہے اللہ تعالیٰ شانہ کوئی امر تو البتہ متغیر کردے جناب ابوسفیان بھی اُنہین لوگون مین موجود تھے بڑا کرم کیا کہ یہ جملہ فرمایا کہ مین کچھ نہین کہتا ہون ڈرتا ہون کہ آسمانون کا رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خبر کردے گا۔ یہ آپ کی مہربانی ہے کہ اِس خیال نے آپ کو کچھ کہنے سے روک لیا وگرنہ کچھ کہنے کا قصد تو تھا مگر آسمانون کے رب سے ڈر کر سکوت کیا اور اگر یہ خوف نہ ہوتا اور کچھ فرماتے تو کیا جانے کیا فرماتے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اُن لوگون کی تقریر سے خبر دی حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن لوگون سے پوچھا کہ تم لوگ اُس وقت کیا باتین کر رہے تھے اُن لوگون نے اقرار کیا پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے اِس

آیت کو نازل فرمایا جس کا ذکر اس سے قبل اوپر ہو چکا ہے۔
اللہ تعالےٰ شانہ نے اس آیت مین اُن لوگون کو جھڑکا ہے جو نسب کے ساتھ
تفاخر اور تکاثر اموال پر ناز کرتے ہین اور غربا و مساکین کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہین اور
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے ثابت بن
قیس کے حق مین۔
مروی ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس ایک صحابی معتبر تھے اور کانون
سے کم سنتے تھے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سخنان آبدار سننے
کو حضور پُرنور کے قریب ہی بیٹھا کرتے تھے اور نہایت متوجہ ہو کر سنتے تھے اور
اُسے یاد رکھتے تھے۔ ایک دن یہ مجلس شریف مین اُس وقت حاضر ہوئے کہ جب
سب مجلس حاضرین سے معمور ہو چکی تھی اور ان کو اپنی معذوری کے سبب سے
حضرت کے قریب پہنچنا ضرور تھا۔ اُنھون نے کہا تفسحوا یعنی ذرا کھُل کر بیٹھو اور
مجھے حضرت کے قریب جانے دو کہ مین معذور ہون جو لوگ آپ سے واقف تھے
اُن لوگون نے جگہ دی حضرت کے پاس ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا جو آپ سے
واقف نہ تھا اور آپ اُس سے واقف تھے وہ نہ ہٹا اور آپ کا خیال نہ کیا یہ
بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی ثابت نے اُس کی مان کی طرف اشارہ کر کے اُس کو
شرمندہ کیا یہ آیت اُن کی شان مین نازل ہوئی تو حضرت رحمۃ للعالمین پردہ پوش
ہر دو جہان نے فرمایا کہ کون فلانیہ کا ذکر کرتا ہے اور کس لئے اُس کا نام لیا ہے
ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مین کم سنتا ہون اور آپ کے
کلام مبارک کے سننے کا مجھے بہت شوق ہے اور مین اُن کلمات طیبات کو یاد
کر لیتا ہون یہ وجہ ہے کہ مین کوشش کرتا ہون کہ حضور پرنور کے قریب ہی بیٹھون
اس لئے آپ کے قریب آیا چاہتا تھا تو سب نے میرے حال پر رعایت کی مگر

اِس نے مجھ پر مہربانی نہ کی- مین اِس کی ماں کو پہچانتا تھا تو مین نے اُس کا ذکر کیا
بعد اُس کے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو ثابت
نے اپنے قصور سے توبہ کی اور عرض کی کہ یا حضرتؐ اب مین کبھی نسب کا فخر نہ کرون گا
کذافی البحرالمواج- اور معالم مین یون ہے کہ جب ثابت نے پوچھنے پر کہا کہ یارسول اللہ
مین ہون تو آپ نے فرمایا کہ انظرفی وجوہ القوم یعنی دیکھ قوم کے چہرون کی طرف
تو دیکھا ثابت نے- پھر پوچھا حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ
کیا دیکھا تو نے اے ثابت اُنھون نے کہا رَاَیْتُ اَحْمَرَ وَاَبْیَضَ وَاَسْوَدَ یعنی
دیکھا مین نے یارسولؐ اللہ سرخ وسفید وسیاہ تو حضرت نے ارشاد فرمایا فانک
لا تفضلھم الا فی الدین والتقوے یعنی بے شک تجھ کو اُن پر فضیلت نہین
ہے مگر دین اور تقوے کے سبب سے لہذا نازل ہوئی یہ آیت اُن کے حق مین-
اور دوسرے شخص کے حق مین جس نے ثابت کو جگہ نہین دی تھی اُس کے
واسطے اِس آیت کا نزول سورۂ مجادلہ مین ہوا یاایھا الذین اٰمنوا اذا قیل
لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا
یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات واللہ بما تعملون
خبیر ترجمہ یعنی اے ایمان والو جب تم کو کہے کوئی کھل بیٹھو مجلسون مین تو کھل بیٹھا کرو
کشادگی دے گا اللہ تعالیٰ شانہ تم کو اور جب کہے اُٹھ کھڑے ہو تو کھڑے ہو جایا کرو
اونچے کرے گا اللہ تعالےٰ شانہ اُن کے درجے جو ایمان رکھتے ہین تم مین سے-
اور جن کو دیا گیا علم درجے ہین اُن کے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ شانہ اُس
سے خبردار ہے-

فایدہ- یہ آداب ہین مجلس کے لوگون کے کہ اگر کوئی مجلس مین آوے
اور جگہ نہ پاوے تو مجلس والون کو لازم ہے کہ تھوڑا سرک بیٹھین تا مکان کا حلقہ

کشادہ ہوجاے یا اُٹھ کر بڑا حلقہ کرلین اِتنی تکلیف کرنے مین غرور نہ کرین خوے نیک پر اللہ تعالےٰ شانہ مہربان ہے اور خوے بد سے بیزار ہے

ترجمہ موضح القرآن اور مدارج النبوت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم بعد فراغ خطبہ اُمّ ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے اور غسل کیا اور آٹھ رکعتین چاشت کی پڑھین ہلکی سی یعنی قرأت مین طوالت نہ فرمائی اور فرمایا ھذہ سبحۃ الضحیٰ یعنی یہ ہے نماز نفل چاشت کی اور بعض علما کا گمان ہے کہ یہ نماز فتح مکہ کے شکرانہ کی تھی۔ پھر نماز سے فراغت کرکے آپ متوجہ منزل کے ہوے اور شعب ابی طالب اور خیف اور بنی کنانہ مین نظر کی۔

فائدہ۔ یہ شعب وہ جگہ ہے کہ جہان کفار نے آپ کو ابی طالب کے ساتھ گھیر رکھا تھا اور اُن کی خرید و فروخت سب بند کردی تھی اور ابی طالب سے کہتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ہمین دیدو مگر ابی طالب نے آپ کو دینا منظور نہ فرمایا اور سب طرح کی ایذائین اور مصیبتین اُٹھائین۔ آپ نے اُن مصائب کو وہان یاد کرکے اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر کیا۔

جب نماز ظہر کا وقت آیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے۔

واضح ہو کہ یہ بڑا مبارک وقت ہے جو صاحب اِس کتاب کی سیر کرتے ہوئے اِس مقام پر پہنچین تو اُن کو لازم ہے کہ حضور قلب سے جانماز پر بیٹھ کر پروردگار کو سجدہ کرین اور اپنے واسطے دعا کرین یا اللہ جل جلالک تعالیٰ شانک وعم نوالک مین تیرا ایک گنہگار اور بے استعداد بندہ ہون تیرے در پر بیٹھا ہوا ہون تیرے آستانے پر میرا سر ہے میری عرض معروض کو قبول فرما میری عاقبت بخیر کر میرے سب مریدین مریدات اور عزیز و اقارب کی مرادین دینی و دنیوی

سب برلا اللہم آمین یارب العالمین آمین اللھم احینی مسلماً و امتنی مسلماً وحشرنی فی زمرۃ المسلمین + اللھم اعلی الاسلام والمسلمین وھن الکفر والمشرکین آمین اجب دعائنا یارب العالمین ثم آمین یارب العالمین آمین۔

جب مشرکین بے دین نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کی آواز سُنی تو بعض اُن مین سے مثل خالد بن اُسید عتاب بن اُسید کا بھائی اور حارث بن ہشام ابوجہل مردود کا بھائی اور حکم بن العاص نے کچھ کلمات ناسزا کہے حضرت جبریل علیہ السلام نے اِن باتون کی خبر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دی تو آپ نے اُن باتون سے اُن کو آگاہ کیا تو اِس سبب سے بہت سے مشرکین مسلمان ہوے مثل حارث بن ہشام اور عتاب بن اُسید وغیرہما کے اور ایک روایت مین ہے کہ ابوسفیان بھی اُس جماعت مین تھا اور اُس نے اُن لوگون کی نالایق باتین سُنکر کہا کہ مین کچھ نہین کہتا اِس لئے کہ مین جو کچھ کہون گا تو گمان ہے مجھ کو یہ سنگریزے بھی آپ کو ان باتون کی خبر کر دین گے تو پھر جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وہ باتین سنین تو بیان کین اُس وقت ابوسفیان نے کہا کہ مین نے ان مین سے کچھ بھی نہین کہا ہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اُس کی تصدیق کی۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان ابوسفیان کے دل مین آگیا تھا اور وہ حسن الایمان ہوگیا تھا اور علمانے اِس لئے بعض مسلمین فتح مکہ کے حق مین کہا ہے کہ حسن اسلامہ یعنی اچھا ہوا اسلام اُن کا اور بعض نے اُن کے اسلام مین اختلاف کیا ہے۔ غرضکہ بہر تقدیر اُن کو مؤلفۃ القلوب سے کہا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسلمہ فتح مکہ مین سے ہین اور مؤلفۃ القلوب مین سے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ معاویہ رضؓ کا ایمان اُن کے باپ سے پہلے ہے۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مکہ مین داخل ہونے سے پہلے وہ راستہ ہی مین حضرتؐ کی ملازمت مین حاضر ہوکر اسلام لائے تھے۔

اِن واقعات کے بعد حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اِس طرح پر کہ وہان سے بیت اللہ نظر آتا تھا۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کوہ صفا پر تشریف لے جانا اور وہان لوگون کی بیعت لینا

آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور دعا مانگی اور شکر اس فتح مکہ کا بجا لائے اور وہین پر بیٹھ گئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے اور ایک ایک آدمی قریش کا آتا تھا اور بیعت سے مشرف ہوتا تھا بعد مردون کی بیعت کے عورتین حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوئین۔

طریقہ عورتون کی بیعت لینے کا

بیعت لینا عورتون کا زبان سے تھا اور روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ ایک چادر کا گوشہ آپ اپنے دست مبارک مین لیتے تھے اور دوسرا عورت اپنے ہاتھ سے پکڑتی تھی۔ اور ایک طریقہ یہ تھا کہ ایک پیالہ منگایا اور اُس مین پانی بھرا اور پہلے آپ نے اُس مین اپنے ہاتھ ڈالے پھر عورتون نے اُس مین ہاتھ ڈالے اور جو کچھ حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا وہ کہتی گئین

اور اصح وہی پہلا قول ہے کہ بیعت اُن کی زبان سے تھی اور مردون کا ہاتھ پکڑکر
آپ بیعت اُن سے لیتے تھے۔ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مین صریح
آیا ہے اور مبین اس کی یہ آیت ہے یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات
یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن
اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا
یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفرلھن اللہ ان اللہ غفور
رحیم ترجمہ اے نبی جب آوین تیرے پاس بیعت کرنے کو مسلمان عورتین اس پر
کہ شریک نہ ٹھیراوین اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کرین اور بدکاری نہ کرین اور اپنی اولاد
کو نہ مار ڈالین اور بہتان کسی پر نہ لاوین باندھ کر اپنے ہاتھون اور پاؤن مین اور
تیری بے حکمی یعنی نافرمانی تیرے حکم کی نہ کرین بھلے کام مین تو اُن سے اقرار کرا اور
معافی مانگ اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ شانہ سے بے شک اللہ تعالےٰ شانہ بخشنے والا
مہربان ہے موضح القرآن اور معالم التنزیل مین ہے کہ یہ بیعت فتح مکہ کے روز ہوئی ہے
جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کوہ صفا پر مردون کی بیعت
سے فارغ ہوے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس پہاڑ سے نیچے عورتون
کی بیعت لے رہے تھے حضرتؐ کے حکم سے اور پہنچائے جاتے تھے اُن کو حضرتؐ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد اور ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان حمزہؓ
کے خوف سے مُنہ پر نقاب ڈالے ہوے عورتون مین چھپی ہوئی تھی کہ حضرت اُسے
پہچان نہ لین پھر حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بیعت
لیتا ہون مین تم سے اِس پر کہ نہ شریک کرو تم ساتھ اللہ کے کسی کو۔ ہند بنت عتبہ
نے یہ سنکر اپنا سر اُٹھایا اور عرض کی کہ قسم ہے اللہ کی البتہ لیتے ہین آپ ہم سے
وہ عہد کہ کسی مرد سے وہ عہد مین نے آپ کو لیتے ہوے نہین دیکھا سبب اِس کا

یہ تھا کہ بیعت لی تھی آپ نے اُس دن مردون سے اسلام اور جہاد پر فقط پھر حضرت
نے فرمایا کہ اور چوری نہ کرین گے۔ پھر ہند نے کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے اور مین
اُس کے مال مین سے کچھ لے لیتی تھی مین نہین جانتی ہون کہ وہ حلال ہے یا
حرام ہے میرے لئے پھر ابوسفیان نے کہا کہ جو کچھ تونے پہلے لے لیا اور سوا
اُس کے وہ سب تجھ کو حلال ہے اس بات پر حضرت کو تبسم ہوا اور پہچانا اُس کو
آپ نے اور فرمایا کہ بے شک تو ہند ہے عتبہ کی بیٹی اُس نے کہا کہ ہان معاف کرو
میرا قصور جو کچھ کہ گذرا معاف کرے اللہ تعالےٰ شانہ آپ کو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
اور زنا نہ کرین گے ہند نے کہا کہ حرہ کیا زنا کرتی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ قتل نہ کرینگے
اپنی اولاد کو پھر ہند نے کہا کہ پرورش کیا ہم نے اُن کو بچپنے سے سو قتل کیا آپ نے
جب بڑے ہوے پس تم اور وہ جانتے ہو یہ اشارہ تھا اس بات پر کہ ہند کا بیٹا
تھا حنظلہ بن ابوسفیان وہ جنگ بدر مین قتل ہوا تھا اُس کے اِس جواب دینے
پر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس قدر ہنسے کہ بے تاب ہوگئے اور حضور پُرنور
نے بھی تبسم کیا۔ اور پھر فرمایا اور نہ آوین وہ ساتھ بہتان کے کہ افترا کرین وہ
اُس کو اپنے ہاتھ اور پیرون کے روبرو یعنی اَوَرمرد کا جنا ہوا لڑکا اپنے خاوند کا لڑکا
نہ بتاوین تو ہندہ نے کہا قسم ہے اللہ کی تحقیق بہتان البتہ بُرا ہے اور ہم نہین
کئے جاتے مگر ساتھ رُشد اور ساتھ مکارم اخلاق کے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا
اور نافرمانی نہ کرین میری نیک کام مین۔ ہند نے کہا نہین بیٹھے ہم اس مجلس مین
اور حال یہ کہ ہمارے دل مین ہو کہ نافرمانی کرین ہم آپ کی کسی امر مین۔ پس اقرار کیا
سب عورتون نے آپ نے اُن سے عہد لیا۔ اور قتل اولاد سے مُراد قتل کرنا
لڑکیون کا ہے کہ ایام جاہلیت مین کفار عرب اِس غیرت سے کہ کون ہمارا داماد بنیگا
پیدا ہونے کے وقت مار ڈالتے تھے۔

فایدہ - سبحان اللہ وبحمدہٖ **اسلام** کی بہت بلند شان واقع ہوئی ہے کہ روز اول ہی اُس نے اِن بُری رسموں کا عرب سے خاتمہ کردیا ہندوستان مین بھی ہندوون مین یہ بُری رسم جاری تھی **شاہجہان بادشاہ** نے اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو دنیا مین تو جنت یعنی روضہ تاج گنج عطا فرمایا ہی ہے اُس عالم مین بھی باغ ارم مین قصر شاہانہ عنایت فرمائے آمین اس بری رسم کو معدوم کردیا اور ایک محکمہ دختر کشی کا قائم کیا اور شوہر کے ساتھ جو ہندوون کی عورتین ستی ہوجایا کرتی تھین اُس رسم کا بھی پورا پورا بندوبست کردیا یہی بات ہے جس کو خسروؒ نے اپنی ایک غزل کے مقطع مین بیان کیا ہے ؎

خسروا درعشق بازی کم زہندو زن مباش	کز برائے مردہ سوزد زندہ جانِ خویش را

قتل اولاد سے یہی دختر کشی مراد ہے - اور مراد عصیان سے وہ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ کی مرضی اور حکم کے مخالف ہو مثلاً شراب خواری قمار بازی دغابازی چوری زنا - **یا اللہ توبہ یا تواب توبہ یا غفور الرحیم توبہ** -

اے میرے برادرانِ طریقت جب تم نے بزرگان طریقت کی خدمت گزاری قبول کرلی ہے تو اُس کو اُسی شان سے نباہو جو اُس کی شان ہے یہ طریقہ تم نے اس لئے قبول کیا ہے کہ تم کو **اللہ تعالیٰ شانہ** کی لقا یعنی دیدار ہو - دیکھو آنکھ کا چشمہ اگر ذرا بھی میلا ہو تو پھر آنکھین اُسے قبول نہین کرتین اور یہی آنکھین **اللہ تعالیٰ شانہ** کے دیدار کا آلہ ہین اس کا غبار نامحرم عورات کا دیکھنا ہے دامانِ نظر تو آلودۂ نجاست ہوچکا پروردگار کی لقا کے واسطے ایسی پاک نظر ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی جب اُن کو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیاں راہ بتاتی ہوئی آگے آگے چلین تو ہوا سے اُن کا تہہ بند اُڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر اُن کی ساق پا پر بلا قصد پڑی تو آپ نے اپنی آنکھین بند کرلین اور

لڑکیون سے کہا کہ تم میری پشت کی طرف آجاؤ اور اُدھرہی سے راستہ بتاتی چلو اُن کو اِس امر سے تعجب ہوا کہ ہمین پیچھے چلنے کو کیون کہا آپ نے اُن کو اِس کی وجہہ سمجھا دی تو وہ دونون بہنین کہنے لگین کہ یہ مرد تو بڑا امین ہے نظر کی خیانت کو بھی نہین پسند کرتا تو دل اس کا کیا خیانت کرے گا میرے بھائیو اِس قصہ کو خوب یاد رکھو یہ ہرگز بھولنے کے قابل نہین ہے اگر تم کو **اللہ تعالیٰ شانہ** کے دیدار کا شوق ہے اور اگر شاید تم اِس بلا مین مبتلا ہو چکے ہو تو **توبہ** کرو تمھارے پروردگار تعالےٰ شانہ کا ایک اسم گرامی **تواب** بھی ہے وہ تمھاری توبہ قبول فرمائے گا اور بار دگر تمھاری آنکھون کو اپنے دیدار کی عزت حاصل کرنے کے قابل کردے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عورتون کی بیعت لی مگر کلام کے ذریعہ سے اور نہین چھوا آپ نے ہاتھ کسی عورت کا مگر اُس عورت کا جس کے آپ مالک ہوئے **بھائیو یہ مقام** بھی تمھارے نصیحت پکڑنے کے لئے کافی ووافی ہے بچو ہر بُری بات سے یہ بچنا ہی تمھارے جنتی ہونے کی علامت ہے انشاء اللہ تعالیٰ انتھی بانی المعالم۔

اور مدارج النبوت مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے قتل اہل مکہ سے لوگون کو منع فرمایا اور اُن پر لطف واحسان فرمایا تو انصار نصرت شعار کا خیال دوسری طرف ہوا یعنی وہ سمجھے کہ اب حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مکہ معظمہ ہی مین رہ جائین گے اور ہم کو چھوڑ دین گے آپ اپنے کنبے اور قبیلہ کے لوگون پر مہربان ہو گئے یہ خیال اُن کا از روے قاعدہ فطرت انسانی تھا کہ ہر شخص اپنے وطن کی محبت رکھتا ہے انصار یہ سمجھے تھے کہ

اِن لوگون نے حضرت کو کمال درجہ کی ایذائیں دی ہین سب کے سب ایک بار فنا کر دیے جائیں گے اور ایسا نہ ہوا مگر وہ یہ بات نہ سمجھے تھے کہ یہ قاعدہ شاہان دنیا کا ہے اور آپ نبی تھے آپ کا مقصود فتح ملک نہ تھا آپ تو صرف اللہ تعالےٰ شانہ کی توحید کا اقرار اور اپنی رسالت کی شہادت لینے کو بھیجے گئے تھے جب وہ بات حاصل ہو گئی اور وہ لوگ گناہ ماضیہ سے توبہ کر چکے تو پھر انتقام کس سے لیا جاے آپ کا عہدہ تو پروردگار تعالیٰ شانہ کے دربار مین نبوت کا تھا نہ کہ بادشاہی کا۔
انصار باغود ہا اسی قیل و قال مین تھے کہ آثار نزول وحی کے آپ پر ظاہر ہوئے جب وحی منجلی ہوئی تو آپ نے انصار کو بلایا اور فرمایا کہ تم نے ایسا خیال کیا ہے اُن حضرات نے اقرار کیا آپ نے فرمایا حاشا و کلا کہ مین ایسا کرون مین تو بندہ اور رسولؐ خدا کا ہون اللہ تعالےٰ شانہ کے حکم سے مین نے تمھاری طرف ہجرت کی ہے زندگی میری تمھارے ساتھ ہے موت میری تمھارے اندر ہے پس انصار حضور کی اس مہربانی سے جو اُن کے حال پر تھی بہت رولئے۔ اور یہ گریہ اُن کا گریۂ شادی تھا اور سبھون نے دست بستہ ہو کر عرض کی یہ خیال ہمارا اِس سبب سے تھا کہ ہم کو آپ سے نہایت محبت ہو گئی ہے ہم کو آپ کی جدائی مین کیونکر قرار آئے گا ؎

نمی گویم درین گلشن گل و باغ و بہار از من
بہار از یار و باغ از یار و گل از یار و یار از من

انصار کا ترانۂ محبت میری زبان سے

یا رسول اللہ آپ ہماری جان و مال آل و اولاد سب کے مالک۔ ہم آپ کے بندۂ درم ناخریدہ آپ ہمین چھوڑ کر کہان تشریف لے جائین گے ؎

منم کمینہ غلام تو یا رسول اللہ   فتادہ ام بسلام تو یا رسول اللہ

یارسول اللہ ہماری زندگی آپ کا دیدار ہے اگر آپ ہم سے مفارقت فرمائین گے ہم سب کے سب مرجائین گے مدینہ جو ایک بے بہا خاتم ہے اور اُس کے نگین گران قیمت آپ ہین برباد ہو جائے گا ع

کم شود قیمت خاتم جو نگین برخیزد

یارسول اللہ آپ مدینہ ہی مین رونق افروز رہین اور ہم جماعت انصار اور ہمارے بال بچے روز و شب آپ کی زیارت کیا کرین محمد اکبر کی روح بھی انصار نصرت شعار کے مجمع مین حاضر تھی اور عرض کر رہی تھی یارسول اللہ ؎

جب تک آنکھین وا رہین تیرا ہی مُنہ دیکھا کرون
تر رہے جب تک زبان مُنہ مین ترا چرچا کرون
ہے یہی میری تمنا ہے یہی میری دعا
سامنے بیٹھا رہے تو اور مین دیکھا کرون

اللھم آمین یارب العالمین آمین۔ آپ کا دیدار دیدار خدا ہے اس لئے کہ آپ اللہ کے حبیب اور پیغمبر ہین اللہ تعالےٰ شانہ نے ہماری ہدایت کے واسطے آپ کو بھیجا اور آپ نے ہم پر وہ احسان کیا کہ اپنی جان مبارک کو ہزارون طرح کی محنت و مشقت مین ڈالکر تمام دنیا کو توحید کے خوش گوار و شیرین چشمہ سے سیراب کر دیا مکہ بت خانہ بنا ہوا تھا اُس کو آپ نے نئے سر سے اللہ تعالےٰ شانہ کا گھر بنا دیا مکہ والون کو دولت بے زوال یعنی ایمان بخشا اور اللہ سے ملا دیا اُن کو اب اور کیا چاہیے آپ کی جان نازنین کو ہزارون ایذائین دین اور پھر اچھے کے اچھے رہے ؎

بس ہو چکی نماز مصلیٰ اُٹھائیے	فصلِ بہار آئی پیو صوفیو شراب

یارسولُ اللہ اتنے دنون کی مفارقت مدینہ کو بیقرار کر رہی ہے اُس کا ہر گھر اور گھرون کی ایک ایک خشت اور ہر خشت کا ایک ایک ذرہ اور تمام گلیان اور ہر گلی کی راہین اور اُس کے تمام صحرا اور صحرا کے تمام ذرات اور جنگل کے تمام اشجار اور ہر شجر کے برگ اور ہر برگ کے ریشہ آپ کی محبت کا ترانہ گا رہے ہین ؎

یارسول اللہ انظر حالنا	یاحبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مغرق	خذ بیدی سھل لنا اشکالنا

چلئے ناقہ حاضر ہے۔

مروی ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن جندب بن اوبع ہذلی مکہ مین آیا۔ اور جراش بن امیہ کعبی خزاعی نے اُسے دیکھا تو فوراً تلوار میان سے نکال کر اُس کے پیٹ مین ہول دی اُس کی آنتین باہر نکل پڑین وہ اپنی پشت دیوار سے لگائے ہوے اُن آنتون کو دیکھ رہا تھا اور اُس کی آنکھین پھرتی تھین اور اُس نے کہا قوم خزاعہ تم کو یہ قدرت ہو گئی کہ تم نے میرے ساتھ یہ کام کیا پھر وہ گر پڑا اور مر گیا۔ مظاہر الحق مین ہے کہ یہ قتل ہذلی کا اُس خزاعی نے اپنی قوم کے ایک قتیل کے بدلے مین کیا تھا جو ایام جاہلیت مین قتل ہوا تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُس کا خون بہا دلوا کر فتنہ کو مٹا دیا۔

بیان سترہ آدمیون کا جن کو امن نہین ملا تھا

گیارہ اُن مین سے مرد ہین اور چھ عورتین چار مرد اُن مین سے مارے گئے اور چار ہی عورتین

پہلا اُن مین سے ابن خطل ہے اِس کا نام جاہلیت مین عبد العزیٰ تھا

جب وہ مسلمان ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُس کا نام عبداللہ رکھا قصّتہ اُس کا یہ ہے وہ پہلے فتح مکہ سے مدینہ مین آکر مسلمان ہوا حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اِس کو بعض قبائل مین زکوٰۃ کی تحصیل کے واسطے بھیجا تھا اور انصار مین سے بھی ایک شخص کو اُس کے ساتھ کردیا تھا اور ایک اُس کا غلام تھا مسلمان وہ بھی اُس کے ساتھ تھا مراجعت کے وقت ایک منزل مین اُس نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک بکرا میرے واسطے ذبح کرلے اور اُس کو پکاکر تیار رکھ اور وہ سو گیا اتفاقاً وہ غلام بھی سو گیا جب وہ صبح کو جاگا تو کھانا تیار نہ تھا اس نے غصّہ مین اُس غلام کو مار ڈالا اور یہ سوچ کر کہ اگر مدینہ مین گیا تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس کے قصاص مین مجھ کو قتل کرین گے اسلام سے مرتد ہو گیا اور زکوٰۃ کے جانورون کو لیکر مکہ والون سے جا ملا۔ اُنھون نے پوچھا کہ تیرے آنے کا ہمارے پاس کیا سبب ہے اُس نے کہا مین نے تمھارے دین کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دین سے بہتر پایا اور اُس کی دو لونڈیان تھین کہ اُس کے سامنے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھین پھر جب مکّہ فتح ہوا تو وہ آیا اور بیت اللہ شریف کا پردہ پکڑ کر کھڑا ہوا اُس وقت حضور پرنور طواف کررہے تھے صحابہ مین سے کسی نے اُس کو دیکھا تو آپ سے عرض کی کہ حضور ابن خطل کعبہ کا پردہ تھامے ہوے کھڑا ہے آپ نے فرمایا کہ اُس کو مار ڈالو جہان ہو وہ۔ لہذا حضرتؐ کے حکم کے موافق وہ قتل کیا گیا اُس کو ابو برزہ نے مارا اور یہی روایت صحیح تر ہے اور احادیث سے جو اُس کے قاتلون کی ہے۔

دوسرا شخص اُن گیارھون مین کا عبداللہ بن سعد بن ابی السرح تھا یہ شخص حضرت امیرالمؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رضاعی بھائی تھا پہلے

ایمان لایا تھا حضرت نے اس کو وحی کا کاتب کیا تھا آپ قرآن شریف پڑھتے تھے اور وہ لکھتا تھا اور لکھنے مین خیانت کرتا تھا یہان تک کہ کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کچھ نہین جانتے کہ وہ کیا کہتے ہین مین جو چاہتا ہون وہ لکھ دیتا ہون حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش سے اُس کی جان بخشی ہوئی۔

تیسرا شخص اُن مین سے عکرمہ بن ابی جہل ہے۔ یا للعجب یہ خود کون شخص ہے عکرمہ۔ بیٹا کس کا ابوجہل کا اُس کے واسطے کیا حکم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کہ عکرمہ بن ابی جہل مومن ہو کر آتا ہے خبردار کوئی اُس کے باپ کو بُرا نہ کہے اِس لئے کہ گالی دینا مردے کو کچھ نقصان نہین پہنچاتا اپنی ہی زبان خراب ہوتی ہے ؎

عذر خواہِ چون محمد جرم بخش چون اللہ	گر بترسند از گنہ روے گنہگاران سیاہ

غزل از محمد اکبر داناپوری ابوالعلائی

رتبہ ہر چند بڑا ہے بہت ابرارون کا	سامنا ہوگا پر اک روز گنہگارون کا
ہوگی گلگونہ رُخسار شفاعت اِک دن	کیون ہوا جاتا ہے مُنہ زرد گنہگارون کا
یہ وہ ہین جن کے سبب سے ہی نزولِ رحمت	ایک عالم پہ ہے احسان گنہگارون کا
جا بجا ذکر ہے قرآن مین اِن کا واعظ	بے وضو ہو تو نہ لے نام گنہگارون کا
جتنے اوصاف ہین سب تجھ مین ہین زاہد لیکن	دل بھی دیدے تجھے اللہ گنہگارون کا

حشر مین پوچھے گئے پہلے ہمین اے اکبر
حق مقدم ہی رہا سب پہ گنہگارون کا

قصّہ عکرمہ کا یہ ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب جمع الجوامع مین لکھا ہے یہ ایک حدیث اُس مین روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت

سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حالتِ خواب مین جنت کی سیر کی وہان کسی نے آپ کے دست مبارک مین ایک خوشہ انگور یا خوشۂ خرما دیا اور فرمایا کہ یہ خوشہ ابوجہل کی ملک سے ہے آپ نے فرمایا کہ ابوجہل کو جنت سے کیا نسبت ہے اِس خواب کی تعبیر اُس وقت آپ پر ظاہر نہ ہوئی آپ کو اِس خواب سے ایک حیرت تھی جب فتح مکہ کے بعد عکرمہ مسلمان ہوئے تو معلوم ہوا کہ اُس خواب کی یہی تاویل تھی اور کہتے ہین کہ فتح مکّہ کے دن اُن کے ہاتھ سے ایک صحابی شہید ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہ خبر ہوئی تو آپ نے تبسم فرمایا تو ایک صحابی نے اس کا سبب پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ عالمِ غیب سے مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ مقتول اپنے قاتل کے ساتھ کہ وہ عکرمہ ہے دونون ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے جنت مین داخل ہون گے کذا فی مدارج النبوت ۔

اور **روایت** ہے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ اُنھون نے کہا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ دیکھا مین نے جنت مین بہت پانی ابوجہل کے لئے پھر جب عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یہ اُسی خواب کی تعبیر ہے ۔

اور مروی ہے کہ جب عکرمہؓ مسلمان ہوئے تو جب بازار مین نکلتے تو لوگ کہتے کہ یہ اُسی دشمن خدا کا بیٹا ہے یعنی ابوجہل کا تو اُنھون نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے شکایت کی تو خطبہ پڑھا حضرتؐ نے اور حمد و ثنا کی خداے **عزوجل** کی اور فرمایا الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ یعنی آدمی کان ہین جیسے سونے چاندی کی کان ہوتی ہے ۔ اور

یہ بھی فرمایا الناس معادن خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام
اذا فقھو یعنی آدمی کان ہین جو اچھے ہین جاہلیت مین اچھے ہین اسلام مین
جب وہ سمجھین یعنی جب تفقہ فی الدین حاصل کرین یعنی آدمی کان ہین مانند
کانون سونے اور چاندی کے کہ نیک اخلاق اور صفات مین متفاوت ہے مانند
استعداد اور بزرگی ذات کے جیسے کہ ایک کان ہے کہ اُس مین لعل و یاقوت پیدا
ہوتا ہے اور دوسری کان مین سونا چاندی اور تیسری کان مین سرمہ چونہ لوہا
سیسہ تانبا وغیرہم اور اِس کے بعد کے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کفر کی
حالت مین اچھی صفتین رکھتے تھے یعنی سخاوت وشجاعت وغیرہ جب وہ اسلام
لائے اور علم دین حاصل کیا تو اَور اچھے ہوگئے جیسے کہ سونا کان مین خاک مین
چھپا ہوتا ہے ایسے ہی کفر مین آدمی ظلمت کفر مین چھپا ہوتا ہے جب اسلام لایا
اور مسلمان ہوا مثل سونے کے کان سے نکل کر ریاضت و توحید کی بھٹی مین پگھلا
شہادت کے سہاگے نے اُسے صاف اور کھرا کر دیا اور نور علم اور معرفت کی روشنی
نے اُس کی رنگت اور جلا کو اَور بڑھا دیا۔

اور مروی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو عکرمہ وہان ٹھیر نہ سکے اِس لئے کہ
اُنہون نے سُن لیا تھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن کا
خون ہدر کر دیا ہے لہذا ساحل دریا کی طرف وہ بھاگے اور کشتی مین جا کر سوار ہوئے
کہ یمن کو چلے جاوین اسی اثنا مین دریا سے ایک ایسی موج اُٹھی کہ اہل کشتی سب
کے سب گھبرا گئے اور اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین گریہ وزاری کرنے لگے عکرمہ
سے کہا کہ تو بھی اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین تضرع کر اور اپنے گناہ بخشوا۔
اُس نے کہا وہی اللہ کہ محمد ہم کو اُس کی طرف بلاتے ہین اور مین اسی واسطے
بھاگا ہون کہ نام نہ لون۔ راوی کہتا ہے کہ اسی گفتگو مین اُس کی نظر کشتی کی

ایک لکڑی پر پڑی اُس پر یہ لکھا ہوا اُس کو معلوم ہوا وکذب بہ قومک وھو الحق یعنی تکذیب کی اُس کی تیری قوم نے اور وہ حق ہے یہ حرف پڑھکر اُس کے دل مین نہایت تغیر پیدا ہوا اور عکرمہ کی روانگی کے بعد اُن کی بی بی ام حکیم بنت حارث بن ہشام برادر ابو جہل کی اسلام لائی اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے امان لیکر عکرمہ کے پیچھے چلی اور اُن کو حضرت کی امان دینے سے آگاہ کیا اُس حالت مین کہ لوگ کشتی کے موج دریا کے صدمون سے بیقرار تھے اور جناب باری عز اسمہٗ کے حضور مین فریاد وزاری کر رہے تھے یہ بھی دریا کے کنارے پر جا پہنچی اور اپنی چادر کو ایک لکڑی سے باندھ کر ہلانے لگی اہل کشتی نے اِس کی چادر دیکھکر کشتی کا لنگر ڈال دیا پھر وہ ایک چھوٹی کشتی پر بیٹھکر اُس کشتی پر پہنچ گئی اور عکرمہ سے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے مین تیرے پاس آئی ہون ایک ایسے شخص کے پاس سے کہ وہ تمام دنیا کے آدمیون سے زیادہ نیک ہے اور رحیم تر ہے اور صلہ رحم کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والا ہے مین نے تیرے لئے اُس سے امان مانگی اُس نے تجھ کو امان دی۔ عکرمہ نے کہا کہ کیا تو نے یہ کام کیا ہے اور اُس نے باوجود اُن ایذاؤن کے کہ مجھ سے دیکھی ہین اور میرے ہاتھون سے کھینچی ہین اور مجھ کو امان دی اُس نے کہا بے شک وہ اِس سے بہت زیادہ کریم ہے کہ اُس کے اوصاف کوئی بیان کرے اللہ اللہ۔ یا اللہ جب تیرا رسولؐ ایسا کریم ہے تو تیرے کرم کا کیا ٹھکانا ہے

رباعی

شاہا تو کریمی و رسولِ تو کریم مارا چہ غم از جزاے محشر باشد	صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم سلطان چو کریم آمد و دیوان چو کریم

سبحان اللہ وبحمدہ کرم یہ ہے ع کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد +

میرے عزیزو میرے نورچشمون سب کے سب جب اِس مقام کو دیکھو تو اپنے
دشمنون کی طرف سے جو تمہارے دلون مین غصہ بھرا ہوا ہو فوراً نکال ڈالو
اے میرے پیارے مریدو اور اے پیاری اولادو حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نبوت ختم ہوئی ہے
اُن کے اخلاق کریمہ اختیار کرنے سنت ہین اور یہ سنت قیامت تک باقی رہیگی۔
الغرض ام حکیم نے اپنے شوہر عکرمہ سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ہلاک مت کر
پھر عکرمہ اپنی زوجہ ام حکیم کے ساتھ پلٹ آئے۔ راہ مین عکرمہ کو اپنی زوجہ کی طرف
التفات کرنے کی خواہش ہوئی بی بی نے انکار کیا اور کہا کہ تو ابھی کفر کی حالت
مین ہے اور مین مومنہ ہون ایمان لانے تک مجھ سے جدا رہ۔ پھر وہ اپنی بی بی
کے ساتھ حوالی مکہ مین پہنچا تو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے نورِ نبوت کے مشاہدہ سے فرمایا کہ عکرمہ بن ابی جہل مومن اور مہاجر ہو کر آتا
ہے خبردار اُس کے باپ کو کوئی گالی نہ دے اِس لئے کہ گالی دینا مردے کو
نہ کچھ اذیت پہنچاتا ہے نہ کچھ نقصان اور زندہ لوگ اُس سے ایذا پاتے ہین۔
پھر عکرمہ اپنی بی بی کے ساتھ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
خیمہ کے دروازہ پر آئے جب حضرت کی چشمانِ مبارک اُن پر پڑین تو آپ نے
فرمایا مرحبا یالراکب المہاجر پھر آپ بیٹھ گئے اور عکرمہ کھڑے رہے اور عرض
کی کہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ میری بی بی کہتی ہے کہ آپ نے
مجھ کو امان دی ہے آپ نے فرمایا کہ ہان مین نے امان دی ہے۔ عکرمہ نے کہا
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وانک عبد اللہ ورسولہ
اور کمال شرمندگی سے سر اپنا جھکا لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ تمام آدمیون
مین سب سے زیادہ نیکوکار اور راست گو اور وفادار ہین آپ نے کہا کہ جو چیز مجھ سے

مانگنا چاہتا ہے مانگ اگر وہ میرے اختیار مین ہو گی تو مین تجھے دون گا۔ عکرمہ رضی اللہ
عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ جو کچھ کہ گستاخیان مین نے آپ سے جاہلیت مین
کی ہین آپ اُس کی مغفرت اللہ تعالیٰ شانہ سے کرا دیجئے آپ نے دست مبارک
اُٹھائے اور فرمایا کہ الٰہی بخش عکرمہ کی سب عداوتین جو حالت شرک مین اُس نے
مجھ سے کی ہین اور جو غیبتین اُس نے میری کی ہین اور جو راستے تیرے بندون کے
تیری راہ مین روکے ہین۔ پھر عرض کی عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ یارسول اللہ
جو درم اور دینار مین نے جاہلیت مین آپ کی دشمنی مین خرچ کیا ہے تو اب مین نے
نیت خالص کی ہے کہ اللہ کی راہ مین صرف کرون اور جو کوشش کہ مین نے خدا
کے سچے بندون سے لڑنے مین کی ہے اُس سے دوچند اب اللہ کے دشمنون
سے لڑنے مین کرون۔ پس توڑ ڈالے اُنہون نے ہر دوستی اور عہد جو کافرون سے
رکھتے تھے اور کوشش کی اُنہون نے تقویت دین حقہ مین اور مداومت کی اُنہون نے
جہاد فی سبیل اللہ پر یہان تک کہ شہید ہوے وہ زمان خلافت حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین غزوہ اجنادین مین سبحان اللہ ابوجہل سے شخص کا
بیٹا صاحب ایمان ہو جائے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو
الفضل العظیم ع بگڑی یون بنتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے + کذا فی روضۃ
الاحباب۔ اور اسماء رجال المشکوٰۃ مین ہے کہ شہید ہوے وہ جنگ یرموک مین ہجرت
کے تیرھوین ۱۳ سال اور عمر اُن کی شہادت کے وقت باسٹھ ۶۲ برس کی ہوئی تھی اور
بدایۃ النہایہ مین ہے کہ عامل کیا اُن کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ملک عمان پر پھر جب وہان کے لوگ مرتد ہو گئے تو آپ نے اُن پر فتح پائی۔ پھر
ملک شام کی طرف گئے وہان بھی بعض لشکرون پر امیر رہے اور بعد اسلام لانے
کے کوئی گناہ ان سے سرزد نہین ہوا۔ اور آپ کے شہادت کے مقام مین اختلاف

ہے کہ کس جگہ اور کس جنگ مین شہید ہوے مگر شہادت مسلم ہے۔

چوتھا شخص صفوان بن امیہ تھا جب اُس کو معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے میرا خون حلال کردیا ہے تو وہ سنکر اپنے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام یسار تھا بھاگا اور چاہتا تھا کہ کشتی پر سوار ہو کر کسی طرف کو چلا جاے عمیر بن وہب جمجی کہ اُس کے اقارب سے تھا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسولؐ اللہ ہماری قوم کا سردار صفوان بھاگ گیا اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کرڈالے اور دریا مین جاکر ڈوب جاے۔ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون اگر آپ اُس کو امان دین تو کیا ہو آپ نے فرمایا کہ مین نے اُس کو دوٗ مہینے کی امان دی۔ پھر عمیر صفوان کے پیچھے گئے اور راہ مین اُس سے ملے اور امان دینے کی حقیقت بیان کی اُسے یقین نہ آیا اُس نے کہا کہ اگر آپ کی کوئی نشانی لے آ تو مجھے باور ہو عمیر حضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی اور آپ سے نشانی مانگی آپ نے اپنی چادر مبارک جو فتح مکہ کے دن اوڑھے ہوے تھے دی وہ لیکر آیا اُس نے اُس چادر شریف کو پہچانا۔ عمیر نے کہا کہ اے صفوان اُٹھ اور حضرتؐ کے حضور مین حاضر ہو کہ وہ جملہ مخلوقات سے بہتر اور نیک ہین تجھ کو اسلام کی طرف بُلاتے ہین اگر تو اُس پر راضی ہو جاے گا تو تو نے دولت ابدی اور سعادت سرمدی پائی اور نہین تو وہ تجھ کو امان دیتے ہین کہ دوٗ مہینے تک امان مین ہے جہان چاہے وہان چلا جا۔ صفوان عمیر کے ساتھ مکے مین آیا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو دوٗ مہینے کی امن دی ہے آپ نے فرمایا کہ اے صفوان مین نے تجھ کو چار مہینے

مہینے کی امن دی پھر جب حضرتؐ غزوۂ حنین کو تشریف لے گئے ہین تو باوجود کفر کے وہ آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے سو زرہین مع اسباب وسامان کے اُس سے لین صفوان نے عرض کی کہ یا محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیا غصب سے لیتے ہو آپ نے فرمایا کہ عاریتاً لیتا ہون کہ پھر پھیر دی جاوین پھر جب حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حُنین اور طائف سے مراجعت فرمائی اور جعرانہ مین پہنچے تو ایک گھاٹی مین جاتے تھے صفوان حضرت کے ہمراہ تھا اور وہ گھاٹی تمام شترون اور بھیڑ بکریون سے جو غنیمت مین آئے تھے بھری ہوئی تھی صفوان اُنہین تیز نگاہ سے دیکھ رہا تھا اور اپنی نظر اُن کی طرف سے نہ پھیرتا تھا حضرتؐ اُس کو گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرمارہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابا وہب کیا یہ تجھے اچھے معلوم ہوتے ہین اُس نے عرض کی یارسول اللہ ہان۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب مال مین نے تجھ کو دیا اُس نے اُن سب کو اپنے قبضہ مین کیا اور کہا نہین خوش ہوا کسی کا نفس ایسی بخشش سے مگر نفس نبیؐ کا جو ایسی بخشش کرتا ہے وہ بے شک نبی ہوتا ہے اور وہین وہ اسلام لایا کذا فی روضۃ الاحباب پھر بعد مسلمان ہونے کے یہ مکہ مین رہے پھر ہجرت کی طرف مدینہ کے اور آئے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور اپنا ہجرت کرنا بیان کیا حضرت عباسؓ نے یہ حال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ لا ھجرت بعد الفتح یعنی نہین ہے ہجرت بعد فتح مکّہ کے۔

فائدہ۔ اِس کے مطلب یہ ہین کہ جب تک مکّہ فتح نہ ہوا تھا تو مکّہ کے رہنے والون کو بلکہ اور گرد و نواح کے لوگون کو وطن چھوڑنا اور مدینہ مین آنا حضرت کے پاس آپ کی مدد کرنے کو اور کافرون سے لڑنے کو فرض تھا جب مکہ فتح ہوا

تو دار الاسلام ہوا تو اس ہجرت خاص کا حکم باقی نہ رہا اور یہ صفوان شرفاے قریش سے تھے جاہلیت مین اور اسلام لائین ان کی زوجہ ان سے ایک ماہ پہلے پھر جب صفوان مسلمان ہوئے تو مقرر رکھا حضرت ؐ نے اُن دونون کو اُسی نکاح سابق پر نکاح جدید کی کچھ حاجت نہین تھی اور وفات پائی صفوان نے ۴۲ھ ہجری مین۔

پانچوان شخص حویرث بن نقید تھا اور یہ شقی شاعر تھا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے دن جو اُس نے اپنے خون کی اباحت سنی تو اپنے گھر مین چھپ کر بیٹھ رہا اور دروازہ بند کر لیا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اُس کے گھر گئے اور اُسے پوچھا گھر والون نے کہا کہ وہ جنگل کو گیا ہے جب اُس نے سُنا کہ مجھ کو ڈھونڈ رہے ہین تو اُس نے اتنا توقف اپنے گھر مین کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اُس کے دروازہ سے ہٹ گئے تو اُس نے چاہا کہ وہان سے نکل کر دوسرے گھر مین چلا جاوے اور چھپ رہے۔ کوچہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے مل گئے اور اُس کو قتل کیا۔

چھٹا شخص مقیس بن خبابہ اس سے یہ جرم ہوا تھا کہ اِس کا بھائی ہشام بن خبابہ مدینہ شریف آ کر مسلمان ہوا اور غزوہ مریسیع مین ملازم حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تھا ایک انصاری نے بنی عمرو بن عوف سے اُس کے مشرک ہونے کا گمان کیا اور اُس کو مار ڈالا مقیس یہ خبر سن کر مدینہ مین آیا اور اپنے بھائی کے خون کا دعویٰ کیا مگر چونکہ یہ قتل خطا سے واقع ہوا تھا اُس کا خون بہا اُس کو دلوا دیا گیا بعد خون بہا لینے کے وہ مسلمان ہوا اور پھر بھی اُس نے انصاری کو مار ڈالا اور مرتد ہو کر مکے کو چلا گیا۔ فتح مکہ کے روز مشرکین کے ساتھ شغل مے نوشی مین مصروف ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ نمیلہ بن عبد اللہ لیثی نے اُس کے حال پر

اطلاع پائی اور اُسے وہان جاکر قتل کیا کذافی مدارج النبوت۔
ساتوان شخص ہبار بن الاسود تھا اُس نے حضرت کو بہت ایذا
دی تھی اُن حرکات ناشائستہ سے ایک حرکت اِس نامعقول کی یہ بھی تھی کہ
جب ابوالعاص بن ربیع شوہر حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم غزوہ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ مین مقید ہوا تو حضور پرنور نے اُس پر
احسان کرکے اِس شرط پر مکے کو بھیجا کہ مکہ مین پہنچکر حضرت زینب کو مکہ سے مدینہ
پہنچا دے اور حضرت نے اپنے مولا رافع اور سلمہ بن اسلم کو آپ کے لانے کے
لئے بھیجا حضرت زینب کو ایک ہودج مین سوار کیا اور مدینہ کو لے چلے ابوالعاص
نے اپنے کنبے کے لوگ بھی ساتھ کردے تھے جب ہبار کو یہ خبر ہوئی تو ایک
جماعت اوباش لوگون کی لیکر آپہنچا اور راستہ روکا اور اُن لوگون سے لڑا
حضرت بی بی زینب حاملہ تھین اُن کو بھی ایک نیزہ لگا وہ اُس کے صدمہ سے
گرین حمل اُن کا ساقط ہوگیا اِس صدمہ سے وہ بیمار ہوئین اور اُسی مرض میں
انتقال فرمایا اِس سبب سے حضرت اُس شقی سے بہت رنجیدہ تھے اور اُس کا
خون مباح کردیا تھا۔ ایک بار ایک سریہ مکہ کے اطراف مین حضرت نے روانہ فرمایا
اور اُن سے کہا کہ اگر ہبار پر قدرت پانا تو اُسے جلا دینا۔ پھر فرمایا انما یعذب
بالنار رب النار یعنی نہین عذاب کرتا ہے آگ کا مگر پروردگار آگ کا یعنی عذاب
کرنا آگ سے سوا سے پروردگار کے اُس کی مخلوق کو شایان نہین ہے۔ مگر وہ کسی
صحابہ کو ملا نہین مگر ایک دن آپ اپنے اصحاب کی مجلس میں رونق افروز تھے کہ
وہ ناگہان آگیا اور دور سے پکار کر اُس نے کہا کہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم مین مُقِر آیا ہون اسلام کا اور بے شک مین پہلے اس کے گمراہ تھا
اب اللہ تعالیٰ شانہ نے میری مدد کی اور مجھ کو ہدایت کی اسلام کی گواہی دیتا ہون

ہین کہ اللہ تعالےٰ شانہ ایک ہے اور محمدؐ اُس کے بندہ ہین اور رسول ہین اور عرض کی کہ آپ کے سامنے نادم اور گنہگار ہون حضرت نے سر مبارک جھکا لیا اور اُس کی معذرت سے آپ نے شرم کی کہ اُس پر عتاب کرین پھر اُس کے اسلام کو آپ نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ہبار مین نے تجھ کو عفو کیا اور اسلام کی شان یہ ہے کہ وہ پہلے گناہ نیست و نابود کر دیتا ہے

آٹھوان شخص حارث بن طلاطلہ تھا وہ بھی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ایذا دینے والون مین تھا۔ فتح مکّہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس پر قابو پایا اور اُسے قتل کیا۔

نوان شخص کعب تھا بن زہیرہ وہ حضرتؐ کی ہجو کرتا تھا اور فتح مکہ کے دن بھاگ گیا تھا پھر بعد اُس کے اپنے بھائی بجیرؓ بن زہیرہ کے ہمراہ متوجہ ملازمت حضور پرنور ہوا اور آگے سے اپنے بھائی کو حضرتؐ کے استمزاج لینے کو بھیجا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس کا قصور معاف کرین گے یا نہین بجیرہ حضرتؐ کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور اسلام لایا اور اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ حاضر خدمت والا ہو اور اسلام لا حضرت تیرے قصور کو معاف فرمائین گے وہ یہ سنتے ہی حضرت کی خدمت عالی مین حاضر ہوا حضرت اُس وقت مسجد مین بیٹھے تھے کہ کعب بن زہیرہ آکر مسلمان ہوا اور قصیدہ بانت سعاد کہا اور حضور کو سنایا اُس کا مطلع یہ ہے۔

بانت سعاد فقلبی الیوم مبتول	متیم آثرھا لم یفدء مکبول

اور مقطع اُس کا یہ ہے:۔

لا یقطع الطعن الا فی نحورھم	وما لھم عن حیاض الموت تھلیل

اور یہ تمام قصیدہ اکسٹھ بیت کا ہے۔ کہتے ہین جب کعب ان بیتون پر پہنچے

ان الرسول لسیف یستضاء بہ نبئت ان رسول اوعدنی	مھند من سیوف اللہ مسلول والعفو عند رسول اللہ مامول

حضرت نے صحابہؓ سے اشارہ کیا کہ سنو کیا کہتا ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت سُن کر خوش ہوے اور ایک چادر اپنی اُسے اُڑھادی اور اُس چادر کو امیر معاویہؓ صاحب نے زر کثیر دے کر خرید ا تھا یہ وہی چادر ہے کہ جس کو خلفاے راشدین ان سے مانگ کر عیدین مین اوڑھا کرتے تھے۔ اور اسلام لانا ان کا سال نہم مین تھا۔

دسوان اُن مین کا وحشی ہے قاتل حضرت حمزا رضی اللہ تعالےٰ

عنہ کا صحابہ اِس کے قتل پر بڑے حریص تھے اور حضرت نے بھی حکم دیا تھا مگر وہ طائف کی طرف چلا گیا تھا اور وہین رہا کیا جب طائف کے وکیل حضرت کی خدمت مبارک مین آئے تو لوگون نے کہا کہ حضرت وکیلون کو نہین مارتے ہین نہ ایذا دیتے ہین تو بھی اُن مین چلا جا اور ایمان لا۔ پھر وہ وکیلون کے ساتھ حضرت کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور کہا اشھد ان لا إلہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ آپ نے اُس سے فرمایا کہ کیا وحشی ہے اُس نے عرض کی کہ ہان مین وحشی ہون آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جا اور مجھ سے بیان کر کہ تو نے کیونکر میرے چچا حمزہؓ کو مارا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس نے تمام کیفیت سید الشھدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی آپ نے فرمایا کہ تو میرے سامنے نہ آ اور اپنا مُنہ مجھے نہ دکھا وحشی کہتا ہے کہ جب مین حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ملاقی ہوتا تو آپ کے روبرو نہ آتا اور آپ کی پشت مبارک کی طرف ہو جاتا۔

اور جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت مین مسلیمہ کذاب پر چڑہائی ہوئی تو مین بھی اُس لشکر کے ساتھ ہو لیا اور جس حربے سے مین نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا اُسی حربے سے مین نے اُس پر حملہ کیا وہ اُسکی

پشت سے پار ہو گیا اُس کے بعد ایک انصاری نے پہنچکر ایک تلوار اُسے ماری مجھے معلوم نہین کہ وہ کس کے حربہ سے مارا گیا میرے حربہ سے یا انصاری کی تلوار سے مگر مین نے سنا کہ ایک عورت نے چھت پر سے پکار کر کہا کہ ایک کالے غلام نے مسلیمہ کو مار ڈالا اور یہ بھی وحشی سے منقول ہے کہ قتلت خیر الناس فی الجاھلیة وقتلت شر الناس فی الاسلام ترجمہ یعنی قتل کیا مین نے بہترین آدمیون کا جاہلیت مین اور بدترین آدمیون کا اسلام مین۔

گیارھوان آدمی عبداللہ ابن زبعری یہ شخص شعراے عرب سے تھا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہجو کیا کرتا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی بھی اور مسلمانون کی لڑائی پر کافرون کو جرأت دلاتا تھا فتح مکہ کے روز جب اُس نے سنا کہ میرا خون ہدر کیا گیا تو بخران کی طرف بھاگ گیا پھر بعد چند عرصہ کے اپنے معاملات جاہلیت سے پشیمان ہو کر اسلام کی طرف راغب ہوا اور حضرتؐ کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا جب آپ نے دور سے اُس کو دیکھا تو فرمایا کہ ابن زبعری آتا ہے اِس کے چہرہ پر ایمان کا نور ہے پھر وہ آپ کے قریب آیا اور کہا السلام علیک یارسولؐ اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ تعالیٰ شانہ ایک ہے اور آپ اُس کے رسولؐ ہین اور اُس اللہ تعالیٰ شانہ کا احسان ہے کہ اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی۔ یارسولؐ اللہ مین نے بہت قصور کئے ہین اور بہت بے ادبیان ہوئی ہین آپ کی اور آپ کے یارون کی جناب مین۔ اب مین بہت نادم ہون اب جو حکم آپ کا ہو۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی ھداک الی الاسلام اور معلوم ہو تجھ کو اسلام گناہان ماضیہ کو نیست ونابود کر دیتا ہے۔

اور چھہ عورتون کے قتل کا حکم ہوا تھا

اوّل ہند بنت عتبہ بی بی ابوسفیان کی اُس کا ایذا دینا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مشہور ہے غزوۂ احد کے روز حضرت حمزہؓ کو قتل کروانا اور اُن کو مُثلہ کرنا اور اس کے اسلام کا ذکر اور حضرتؐ سے گفتگو کرنا اوپر گذر چُکا ہے۔ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ہند بنت عتبہ نے حضور سے عرض کی یارسولؐ اللہ کوئی خیمہ والا روے زمین پر ایسا نہین کہ خیمہ اُس کا دوست تر ہو مجھ کو آپ کے خیمہ سے۔ آپ نے اُس کے جواب مین فرمایا کہ وایضاً شراح حدیث نے اس لفظ کی توجیہہ مین دو معنی بیان کئے ہین ایک یہ ہے کہ اور زیادہ محبت پیدا ہوگی تجھ کو جو ایمان ترے دل مین قرار پکڑے گا۔ دوسرے معنی یہ ہین مین بھی تیرے ساتھ یہی حال رکھتا ہون مگر پہلے معنی اولیٰ اور انسب اور ظاہر تر ہین پھر آپ نے اُس کے سامنے کچھ آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی اور وہ آیات بیعت کا سنانا معلوم ہوتا ہے کہا ہند نے کہ مین چاہتی ہون کہ بیعت کے وقت آپ کے دست مبارک سے ہاتھ ملاؤن آپ نے اِس سے انکار کیا اور کہا کہ مین عورتون سے مصافحہ نہیں کرتا میرا قول ایک عورت سے ایسا ہے کہ مثل سو عورتوں کے کذافی مدارج النبوت پھر جب ہند لوٹ کر اپنے گھر گئی تو سب بُتون کو توڑ ڈالا اور کہا کہ آج تک ہم تمھارے فریب مین تھے۔ اور دو بکریون کے بچے حضرت کو تحفہ بھیجے اور عذر کیا کہ میری بکریان کم ہین اور جتنی تھین آپ نے اُن کے واسطے دعائے برکت کی پھر اُس کی بکریان بہت ہوگیئن۔ پھر ہند کہا کرتی تھی کہ ھذا من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذافی روضۃ الاحباب۔ اور وفات پائی ہند نے خلافت

عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین جس روز کہ انتقال کیا ابو قحافہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے۔

دوسری تیسری عورتین دوسری کا نام قریبا بروزن حمیرا اور تیسری کا نام قرتنا بروزن گندنا یہ دونون ابن خطل کی کنیزین تھین کہ حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھین قریبا ماری گئی اور قرتنا بھاگ گئی اُسکے واسطے امن کی درخواست کی گئی آپ نے اُسے امن دی۔

چوتھی عورت ارنب ہے وہ ابن خطل کی کنیز تھی اُسی دن ماری گئی۔

اور پانچوین سارا یہ کنیز بنی مطلب کی تھی اس کا نام سارا تھا اور بعض اہل سیر کی رائے ہے کہ یہ وہی عورت ہے جو خط حاطب بن ابی بلتعہ کا مکہ کو قریش کے پاس لئے جاتی تھی پھر وہ مرتد ہو کر مکّے کو چلی گئی۔ اور صاحب کامل التواریخ نے کہا ہے کہ وہ فتح مکّہ کے روز حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ سے ماری گئی مگر ابن ہشام اور صاحب عیون الاثر کہتے ہین کہ اُس کے لئے امان چاہی گئی تو حضرت نے اُس کو امان دی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین ایک سوار نے گھوڑا اُس پر ہانک دیا موضع البطح مین وہ مر گئی۔

اور چھٹی عورت ام سعد ہے وہ بھی ماری گئی مگر یہ معلوم نہین کہ اُسے کس لئے مارا اُس کا کیا گناہ تھا اور وہ کون تھی واللہ اعلم کذا فی مدارج النبوت۔

اور اختلاف کیا ہے اس مین کہ حضرت جب مکّہ مین داخل ہوے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا یا عمامہ سیاہ اور جمع بین الروایتین یہ ہے کہ داخل ہونے کے اوّل وقت تو خود تھا اور پھر اُسے اُتار کر عمامہ سیاہ باندھ لیا تھا کہتے ہین کہ مکّہ معظمہ رمضان مبارک کی تیرہوین تاریخ کو فتح ہوا اور ایک جماعت کے نزدیک بیسوین تاریخ کو فتح ہوا حضرت کو باقی مہینہ اور چند روز شوال کے وہان رہنے کا

اتفاق ہوا اُن دنون مین آپ نے نماز قصر کرکے پڑھی اِس لئے کہ ارادہ سفر کا تھا وہان اقامت کا نہ تھا اور ان دنون مین وہان بہت وقائع واقع ہوئے۔

جسکو کرم کرنا نہ آتا ہو اور اُسے شوق ہو کرم کرنے کا تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق پر نظر کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ کریم ہوجائیگا

عذرخواہ چون محمدؐ جرم بخش چون اِلٰہ
گر بتر سند از گنہ روئے گنہگاران سیاہ

اے میرے فرزندان صوری و معنوی نور اللہ قلوبکم بانوار الایمان والعرفان میری عرض سنو اور اُسے اپنے دل مین رکھو۔ دیکھو یہ سترہ مرد وعورت کیسے کیسے سخت گنہگار تھے اُن مین سے جو حضور پُرنور کی نظر مبارک کے سامنے آیا اُس کی جان بخشی ہوگئی اور جو نہ آیا وہ مارا گیا اور یہ سب وہ لوگ تھے جو حضرت کے ایذا دینے والے تھے بہت سے لوگ ایسے ہین کہ جن کو شیر کے مارتے مین کمال حاصل ہے مگر آدمی کی ایک بات بھی اُن سے اُٹھائی نہین جاتی۔ اگر تم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق سیکھ لو تو ایک آدمی کیا تمام دنیا تم کو ستائے تو تمھارے مشرب کا چشمۂ صفا کبھی مکدر نہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہلا واقعہ چوری کے جرم مین ایک عورت کا ہاتھ کاٹا گیا

ایک عورت جس کا نام فاطمہ تھا بنت اسود بن عبد الاسد۔ ابو سلمہ بن عبد اللہ مخزومی کی بھتیجی کہ اشراف قبیلہ مخزوم سے تھی اُس کو چوری کی علت مین پکڑا۔

اور حضرتؐ کے پاس لائے۔ پھر جب چوری اُس پر ثابت ہوگئی تو آپ نے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا اُس کی قوم کے لوگ اس فکر مین ہوئے کہ کسی کو حضرت کے حضور مین اُس کے واسطے شفاعت کرنے والا کھڑا کرین شاید حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس کو معاف کردین سب نے ملکر کہا کہ کوئی اس کام پر آپ کے سامنے دلیری نہ کرسکے گا مگر دوست اور دوست کا بیٹا یعنی اُسامہ بن زید سے مراد تھی اس لئے کہ حضرتؐ نے اَور قضیون مین اُن کی سفارش قبول فرمائی تھی لہذا سب اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا اور سفارش کی خواہش ظاہر کی۔ اُسامہؓ حضرتؐ کے حضور مین حاضر ہوئے اور اُن لوگون کی بیقراری اور اضطرابی کی حالت عرض کی اور اُس کی سفارش کی حضرتؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا اور بر سبیل استفہام انکاری کے فرمایا کہ اُسامہ تو اللہ تعالیٰ شانہ کی حدود مین سفارش کرتا ہے۔ اُسامہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کو غضبناک دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ میرے واسطے استغفار فرمائیے پھر حضرتؐ نے سب لوگون کے مجمع مین خطبہ پڑھا مضمون اُس کا یہ ہے بعد حمد و ثنا باری تعالےٰ کے اے گروہ آدمیون کے جانو تم اور آگاہ ہو کہ پہلی امتون کو ہلاک کیا اِس بات نے کہ جب کوئی شریف اُن مین کا چوری کرتا تو چھوڑ دیتے اور اللہ تعالےٰ شانہ کی حد اُس پر جاری نہ کرتے اور جو کوئی ضعیف اِس جرم کا مرتکب ہوتا تو اُس کو حد مارتے۔ قسم ہے اُس خدا کی کہ محمدؐ کی جان اُس کے قبضہ مین ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرے تو اُس کا بھی ہاتھ کاٹ لون گا اور حکم کیا تو اُس عورت مخزومیہ سارقہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہین کہ بعد اس کے جب اُس عورت کو کوئی مہم درپیش ہوتی تو میرے پاس آتی اور مجھ سے وہ بیان کرتی۔

مین اُس حال کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کرتی اور
ایک روایت مین ہے کہ حضرت پھر اُس پر مہربانی اور انعام کرتے اور مروی ہے
کہ اُس عورت نے حضرت کی خدمت فیض درجت مین عرض کی کہ یارسول اللہ
میری توبہ اللہ تعالیٰ شانہ کے یہان قبول ہوئی ہوگی آپ نے ارشاد کیا کہ تو آج کے
دن اپنے گناہون سے ایسی پاک ہے جیسے کوئی اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہو۔

دوسرا واقعہ حضرتؐ نے منع فرمایا شراب کی قیمت لینے سے یعنی شراب
بیچنا حرام ہے جب شراب بیچنا حرام ہے تو افسوس ہے پینے والون کے حال پر۔
یا اللہ مسلمانون کے حال پر رحم فرما اللھم اٰمین

تیسرا واقعہ نذر ماننے کا۔ ایک شخص نے حضرتؐ کی خدمت مین آکر
عرض کی کہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب پروردگار تعالیٰ شانہ آپ پر مکہ فتح کرے گا
تو مین بیت المقدس مین جاکر نماز پڑھون گا تو آپ نے فرمایا کہ یہین پڑھ لے یعنی
مسجد الحرام مین ادا کرلے تین بار اُس نے یہ بات عرض کی اور آپ نے تینون
بار یہی فرمایا۔ جب چوتھی بار پھر کہا اُس نے تو آپ نے فرمایا شانک اذا یعنی
تجھے اختیار ہے۔ فرمایا کہ یہان پر نماز پڑھنا افضل ہے ہزار نماز سے کہ اَور جگہ
پڑھی جاوے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک نماز بیت الحرام مین پڑھنی
اَور جگہ کی مسجدون کی لاکھ نمازون کے برابر ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ ایک نماز
مدینۂ طیبہ کی برابر ہے دس ہزار نماز کے جو اَور جگہ پڑھی جاتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ کی فضیلت کے قائل ہین مکہ معظمہ پر
لہٰذا وہ مدینہ مین نماز پڑھنا افضل کہتے ہین اَور سب جگہ سے اور وہ فرماتے ہین گو کہ
عدد اور کمیت مین اور جگہ کی نماز اکثر ہو مگر مدینے کی نماز بحسب کیفیت اور نفاست
کے برکت جوار شریف حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے افضل ہے

اور عدد اور کثرت مین زیادہ ہونا منافات نہین رکھتا ہے ساتھ نفاست قلیل کے
جیسے کہ چھوٹا سا جواہر بیس ہزار روپیہ کی قیمت کا ہوتا ہے ؎

صدف را کہ بینی ز دُر دانہ پُر		نہ آن قدر دارد کہ یک دانہ دُر	

فائدہ- یہ زیادتی اور کمی نماز فرائض کے لئے ہے نوافل اس بحث سے جدا ہے اُس کے واسطے تو یہ حدیث ہے۔ روایت کی یہ حدیث دونون شیخون نے صحیحین مین زید بن ثابت سے کہ کہا انہون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے کہ نماز آدمی کی بہتر ہے اُس کے گھر مین اُس نماز سے جو ہو میری مسجد مین سوائے فرائض کے۔

چوتھا واقعہ سریہ خالد بن ولید بہ موضع نخلہ

حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو تیس سوار ہمراہ کر کے موضع نخلہ کی طرف جہان عُزیٰ بت تھا اُس کے خراب کرنے کو پچیسوین رمضان کو بھیجا تھا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور اُس بت خانے کو کھود کر خراب کر دیا اور وہان سے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کہ اُس بُت خانے کو کھود ڈالا خالد نے عرض کی کہ ہان- آپ نے فرمایا کہ تم نے وہان کچھ دیکھا تھا عرض کی کہ نہین- آپ نے فرمایا کہ تم نے اُس میدان کو خراب نہین کیا- خالد یہ سن کر غضبناک ہو کر پھر وہین گئے اور وہان پر خوب تلاش کیا تو ایک سیہ فام عورت برہنہ سر کے بال بکھرے ہوئے نظر آئی وہ ننگی تلوار سے اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا یا عزیٰ کفرانک لا سبحانک انی رایت اللہ قد اھانک اے عزیٰ انکار ہے تجھ سے نہین پاکی ہے تجھ کو تحقیق دیکھا مین نے اللہ تعالیٰ شانہ کو تیری اہانت فرماتا ہے یہ کہکر

اُس پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوگئے پھر وہ لوٹ کر وہان سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور سب حال آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ وہی عُزّیٰ تھی اب سے پھر کبھی کوئی تمھارے بلاد مین عُزّیٰ کی پوجا نہ کرے گا اور یہ بت قریش کا معبود تھا اور تمام بنی کنانہ اُس کو پوجتے تھے اور اُن کے سب بتون سے بڑا تھا اور دربان اور خادم اُس کے بنو شیبان سے تھے اور فرمایا ہے حضرتؐ نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ من حلف باللات والعزیٰ فلیقل لا الٰہ الا اللہ یعنی جو کوئی قسم کھاوے لات اور عزیٰ کی اُسے چاہیئے کہ کہے وہ لا الٰہ الا اللہ ازراہ کفارہ اُن لفظون کے اس لئے کہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ شانہ نے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی بیشک نیکیان دور کرتی ہین بدیون کو پس یہ توبہ ہوگی غفلت سے اور دوسرے یہ کہ جاری ہون نام لات وعزیٰ کے زبان پر بقصد تعظیم اُن کے تو یہ کفر اور ارتداد صریح ہے کہے لا الٰہ الا اللہ تجدید ایمان کے واسطے پس یہ توبہ شرک سے ہوگی کذا فی مظاہر الحق نقلاً عن المرقات - ظاہرا یہی حال قدیم الاسلام کا ہے کہ اگر سہواً بلا قصد تعظیم کے یہ نام زبان پر جاری ہون تو کفر نہین اور اگر تعظیم کے قصد سے یہ لفظ جاری ہون تو صریح کفر ہے

پانچوان واقعہ سریہ عمرو ابن عاص

وہ یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عمرو ابن عاص کو تخریب معبد سواع کے واسطے بھیجا سواع قبیلہ ہذیل کا بُت تھا یہ حالت عرب کی تھی کہ ہر قبیلہ کے بُت جداگانہ خدائی کر رہے تھے یہ بُت مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ جب مین وہان پہنچا تو اُس کے مجاورین نے

پوچھا کہ توکیا چاہتا ہے مین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس بت خانہ کو خراب کرنے کے واسطے مجھے بھیجا ہے اُس نے کہا کہ تو یہ کام نہ کر سکے گا مین نے کہا کیون نہ کر سکون گا اُس نے کہا کہ تو اُس کی طرف سے منع کیا جاے گا مین نے اُس سے کہا کہ تو اب تک اپنی اُسی گمراہی پر ہے کیا کچھ بات یہ بُت سُنتا ہے یا کچھ دیکھتا ہے جب یہ کوئی قدرت نہین رکھتا ہے تو کیا کریگا پھر مین اُس بت کے پاس گیا اور اُس کو توڑ ڈالا اور اپنے یارون کو حکم دیا کہ وہان کا خزانہ کھودو اُن لوگون نے کھودا مگر کچھ نہ پایا پھر مین نے وہان کے خادم سے پوچھا کہ کیون دیکھا تو نے اُس نے کہا اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ یعنی اسلام لایا مین اللہ تعالیٰ شانہ پر۔

چھٹا واقعہ سریہ سعد بن زید اشہلی

سعد بن زید اشہلی کو بیس سوار ہمراہ کرکے موضع مُشلَّل کی طرف کہ مابین حرمین کے ہے کہ وہان معبد منوت کا تھا بھیجا۔ یہ بت اَوْس اور خَزرج اور غَسّان کا تھا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہان گئے اُس معبد کے خادمون نے پوچھا کہ تو کس کام کو آیا ہے اُنہون نے کہا کہ منوت کو توڑنے آیا ہون اُن لوگون نے کہا تو جان اور وہ جانے پھر سعد اُس بُت خانے کے پاس گئے وہان سے ایک عورت سیاہ فام مو پریشان نکلی اور ہاتھ اپنے سینہ پر مارتی تھی اور چیختی تھی سعد نے اُس کو ایک تلوار مار کر واصل جہنم کیا اور بت خانے کو کھود کر گرا دیا اور حضرتؐ کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے۔

ساتوان واقعہ سریہ خالد بن ولید بہ قبیلہ بنی جذیمہ

جب خالد بن ولید موضع نخلہ بُت خانہ عزیٰ کی تخریب سے فرصت کرکے واپس ہوئے
ہین تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ساڑھے تین سو آدمی مہاجرین
وانصار و بنو سلیم سے ان کے ہمراہ کرکے قبیلہ بنی جذیمہ پر یلملم کی طرف بھیجا۔
کہ وہان جاکر اُن کو دعوت اسلام کرین نہ اس لئے کہ اُن سے جدال وقتال
کرین اور اُس قبیلہ والون نے ایام جاہلیت مین خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چچا کو
کہ فاکہ نام تھا مار ڈالا تھا اور عبدالرحمٰن کے باپ عوف کو بھی قتل کیا تھا یہ دونون
یمن سے تجارت کرکے آرہے تھے راہ مین ٹھیرے ہوئے تھے تو بنو جذیمہ نے بطمع
مال ان کو مار ڈالا اور سب مال واسباب اُن کا لے لیا۔ پھر جب خالد رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کے آنے کی خبر اُن لوگون نے سنی تو بطریق ہوشیاری اور احتیاط کے اپنے اپنے
گھرون سے ہتیار باندھ کر باہر آئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے پوچھا
کہ تم کون لوگ ہو انھون نے کہا ہم مسلمان ہین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم اور اُن کی شریعت اور اُن کے دین پر ایمان لائے ہین اور نماز پڑھتے ہین
اور ہم نے مسجد بنائی ہے اُس مین اذان واقامت کہتے ہین اور جمعہ اور جماعت
ادا کرتے ہین حضرت خالد نے کہا پھر ہتیار باندھ کر ہمارے پاس آنے کا کیا سبب
تو اُن لوگون نے کہا کہ قوم عرب سے ایک قوم ہے کہ جس سے ہم سے عداوت ہے
ہمین یہ خوف ہوا کہ شاید وہی قوم ہم پر چڑھ آئی ہے۔ حضرت خالد کو یہ عذر اُن کا
مقبول نہ ہوا اور اُن سے کہا کہ تم ہتیار اپنے کھول ڈالو۔ اُن لوگون نے ہتیار کھول
ڈالے پھر حکم دیا کہ ان کی مشکین باندھ لو مشکین باندھی گیئن اور ہر ایک کو اپنے
یارون مین سے ایک ایک قیدی دے دیا۔ اور پھر سحر کے وقت آواز دی کہ جس کے

پاس جو قیدی ہو اُس کو مار ڈالے بنو سلیم نے حضرت خالد کے حکم کے موافق اُن کو مار ڈالا جو قیدی اُن کے پاس تھے مگر مہاجرین و انصار نے اُن قیدیون کو نہ مارا جو اُن کے پاس تھے اور چھوڑ دیا۔ اُن مین سے ایک آدمی نے جا کر یہ حال حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا حضرت یہ خبر سن کر غصہ ہوئے اور دو تین بار فرمایا اللھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد یعنی اے اللہ تعالیٰ شانہ مین بیزار ہون اُس سے جو کچھ خالد نے کیا بعد اس کے آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سے روپیہ دیکر قبیلہ بنی جذیمہ مین بھیجا کہ اُن کے مقتولون کی دیت ادا کرین اور جو مال اُن کا تلف ہوا ہے اُس کی قیمت ادا کرین اور اُن کو راضی کرین اور خالد کو اس کار ناشایستہ کرنے کے سبب سے ملامت کرین پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہان جا کر سب کا کفارہ اور جو مال و اسباب جس کا تلف ہوا تھا اُس کی قیمت ادا کی اور بعد کفایت جملہ مہمات کے جو کچھ بچ رہا تھا وہ بھی آپ نے اُنہین لوگون کو حوالہ کیا اور اُن کو رضامند کیا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کتنی مدت تک حضرت خالد سے اس قصور پر ناخوش رہے۔ جب بنی جذیمہ راضی ہوگئے تو بعض صحابہ کی سفارش سے آپ خالد رضی اللہ عنہ سے خوش ہوئے اور وہ ملال حضرت کا جاتا رہا اور اس قصہ کو بہت تفصیل سے کتب احادیث وسیر مین بیان کیا ہے

عرض فقیر محمد اکبر۔ اہل شوق میرے اختصار پر ناخوش نہ ہون میری آنکھون کے غبار نے مجھے مجبور کر دیا ہے اب تو مجھے یہ خیال ہے کہ کسی طرح یہ تیسری جلد تمام ہو تو آنکھون کو آرام دون۔ اللہ تعالےٰ شانہ میری مدد فرمائے اللھم آمین

غزوۂ حُنین

آٹھوان واقعہ اُن مین سے غزوۂ حُنین ہے اور حُنین تصغیر کا صیغہ ہی حُسین کے وزن پر نام ایک جگہ کا اور نام ایک پانی یعنی چشمہ کا ہے مکّہ معظمہ اور طائف شریف کے بیچ مین واقعہ ہے مکہ سے اُس پانی تک تین روز کا راستہ ہے طائف سے قریب ہے اور اس غزوہ کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہین اور ہوازن نام ایک قبیلہ کا ہے جو اُس زمین مین رہتا ہے اور قصّہ اُس کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فتح مکّہ سے فارغ ہوئے تو اکثر قبائل مُطیع اور فرمان بردار ہوئے مگر دو قبیلے ہوازن اور ثقیف یہ دونون قبیلے گردن کش اور جنگجو تھے اور مالدار۔ پھر اشراف اُن قبیلون کے جمع ہوئے اور کہا کہ محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس قوم سے لڑے کہ جو فن جنگ سے ماہر نہ تھے لہذا مغلوب ہو گئے اگر ہم سے لڑین تو حقیقت معلوم ہو جاے اب وہ شاید قصد ہم سے لڑنے کا کرین لہذا پہلے اس سے کہ یہ معاملہ اُن سے وقوع مین آئے ہم کو اُن کی طرف بڑھنا چاہیئے۔

جب حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ قبیلہ ہوازن مع اپنے اہل وعیال اور مال ومنال کے لڑائی کے لئے نکلے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب مال مسلمانون کی غنیمت ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور قبیلۂ ہوازن کا مالک اور شیخ مالک بن عوف نضری تھا اور سردار ثقیف کا کنانہ یا لیل ثقفی تھا اور بعض کہتے ہین کہ قارب بن الاسود تھا پھر یہ دونون متوجہ ہوے اپنی جماعت کے ساتھ وادی حُنین کی طرف اور بعض اَور قبائل بھی جو اُن کے ہم جوار تھے مثل نضر اور جشم اور سعد بن بکر اور کچھ لوگ بنی ہلال سے بھی اُن کے ساتھ ہو گئے اور قبیلۂ ہوازن مین سے بنی کعب اور کلاب نے تخلف کیا کل چار ہزار آدمی کا لشکر تیار کر کے حضرت

صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مقابلہ کو نکلے اُن مین ایک بوڑھا آدمی درید
بن صمہ تھا اندھا ایک سو بیس برس کی عمر کا اور ایک روایت مین ہے ایک سو ساٹھ
برس کی عمر کا اُس کو تبرّک کا اپنے ساتھ لائے تھے جب منزل اوطاس مین وہ پہنچے
تو اُس بڈھے نے لڑکون کے رونے اور عورتون کی اور چارپایون کی آوازین سُنین
تو پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے جو مین سُنتا ہون تو اُس سے کہا مالک بن نضری اپنے اہل و
عیال اور مویشی و اموال ہوازن کے اپنے ساتھ لایا ہے پھر اُس نے مالک کو بُلا کر
اُن کے لانے کا سبب پوچھا اُس نے کہا کہ یہ مین اس لئے لایا ہون کہ سب اپنے
اہل وعیال کی حفاظت کے خیال سے دشمن کا مقابلہ اچھی طرح کرین اور مُنہ نہ پھیرین
اُس نے کہا کہ یہ خیال تیرا اچھا نہین ہے اِس لئے کہ جب آدمی دشمن سے شکست
کھا کر بھاگتا ہے تو سواے قضا کے اور کوئی چیز اُس کو روک نہین سکتی اگر تیرا اقبال
یاور ہے تو مردانِ شمشیرزن اور بہادرانِ نیزہ باز و تیر افگن کے سوا دوسرا کوئی تیرے
کام نہ آئیگا اور بدقسمتی تیرے نصیب مین ہے تو رسوا ہوگا اہل وعیال کے روبرو
پھر اُس بڈھے نے پوچھا کہ کعب اور کلاب کے لوگ کہان ہین اُس نے کہا کہ وہ نہین
آئے ہین۔ اُس پیر مرد نے کہا کہ بخت اور اقبال تم سے دور ہے اگر تم کو علو و رفعت
نصیب ہوتی تو وہ لوگ تمھارے ساتھ ہوتے۔ افسوس ہے تم نے بھی ایسا ہی
کیا ہوتا جیسا اُنھون نے کیا ہے۔ اور اے مالک مناسب یہ ہے کہ اہل و عیال اور
مال و منال کو کسی محفوظ جگہ مین رکھ دے اور تو خود سوارون کو لیکر میدان جنگ مین
قیام کر۔ مالک نے اُس کے مشورے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ تو بڑھاپے کے سبب
سے بدحواس ہے تیری عقل ٹھکانے پر نہین ہے تجھ کو شعور نہین ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے
اُس نے کہا کہ اے قوم ہوازن تم مالک کے کہنے پر ہرگز مت جانا یہ تم کو دشمن کے
پنجہ مین گرفتار کرا کر بھاگ جائے گا اِس بات سے قوم ہوازن کو ایک نوع کا تزلزل

ہوا مالک نے یہ حالت قوم کی دیکھ کر اپنی تلوار میان سے نکالکر اُس کا پھیلہ اپنے سینے پر رکھا اور کہا کہ اے گروہ ہوازن جو تم میری تابعداری نہ کروگے تو مین ابھی اپنا کام تمام کئے ڈالتا ہون قوم ہوازن نے اس کام سے اُس کو روکا اور مجبور اُس کی فرمان برداری پر آمادہ ہوے اور متفق ہو کر حُنین کو چلے۔

القصہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے قوم ہوازن کے آمادگی کا حال سنا تو عبداللہ بن ابی حَدْرَدْ اسلمی کو بھیجا کہ اُن کے لشکر مین جاکر اُن کا حال دریافت کرے۔

عبداللہ بن ابی حَدْرَدْ کا حال یہ ہے کہ اوّل حاضر ہوئے وہ صلح حدیبیہ مین پھر غزوہ خیبر مین اور اُن کے بعد جو غزوات ہوے اُن مین اور وفات پائی اُنھون نے ۷۱ھ ہجری مین اور عمر ہوئی اُن کی ۸۱ برس کی اور شمار کئے جاتے ہین مدینیین مین سے اور روایت کی اُن سے ابن القعقاع وغیرہ نے کذا فی اسماء الرجال المشکوٰۃ

اور عتاب بن اُسید کو مکّہ کا حاکم کیا اور معاذ بن جبلؓ کو تعلیم مسائل فقہ اور احکام شرع کے واسطے وہان چھوڑا اور آپ وہان سے ہفتہ کے دن چھٹی شوال کو بارہ ہزار سوارون کے ساتھ اور ایک روایت سولہ ہزار آدمیون کی جمعیت سے اُن کی طرف چلے اور اتنی مشرک آدمی بھی ہمراہ لشکر ظفر پیکر تھے حضرتؐ نے سَو زرہین صفوان بن اُمیہ سے عاریۃً لی تھین مع ساز وسامان کے اور اُسی سے فرمایا تھا کہ تو ہی اپنی باربرداری پر لے چل لہٰذا حسب ارشاد حضور پُر نور وہ اُن کو اپنے اونٹون پر لادکر ہمراہ لشکر ظفر پیکر ہو لیا راہ مین عبداللہ بن حَدْرَدْ کہ جاسوسی کو گئے تھے آئے اور سب حال عرض کیا۔ اور جو کچھ اُن کا ارادہ تھا وہ سب بیان کیا اور اندازہ اُن کی جمعیت کا بھی بیان کیا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تبسّم فرمایا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ سب مال مسلمانون کی غنیمت ہوگا۔

الغرض جب لشکر ظفر پیکر وادی حُنین کے نزدیک پہنچا تو مالک بن عوف مسلمانون
پر سبقت کرکے راتون رات اپنے لشکر کو وادی حُنین مین لایا اور اُن کو لڑائی پر آمادہ کیا
اور کہا کہ گھات کی جگہ پکڑلو جبکہ لشکر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ظاہر
ہو فوراً حملہ کردو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صبح کے وقت لشکر
کی ترتیب کی اور نشان لوگون کو دیئے مہاجرین کا نشان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو دیا اور ایک نشان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور ایک حضرت سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ اور اَوس کا نشان اوسید بن حضیر کو دیا اور
خزرج کا نشان حباب بن المنذر کو دیا اور ایک نشان سعد بن عبادہؓ کو دیا اور ہر ایک قبیلہ کے
اَوس و خزرج مین جدا جدا نشان تھے اور سوا ان کے اَور قبائل بھی حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ تھے ہر ایک کا جدا نشان تھا اور صبح کے طلوع
کے وقت میدان حُنین مین نشیب کے رستہ سے داخل ہوئے چونکہ راستہ تنگ تھا
ایک دفعہ سب نہ داخل ہوسکے اس لئے فوج فوج ہوکر کئی جگہ سے آلئے۔ خالد بن ولید رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قبیلہ بنی سلیم کے ساتھ پیشرو لشکر اسلام تھے اور قوم ہوازن کمین گاہ مین اور
مسلمان اس واقعہ سے بالکل بیخبر اور یہ تیر اندازی مین بہت تیز دست تھے ایک بار سب نے
نکلکر حملہ کیا اور ان پر تیر برسنے لگے پہلے لشکر خالد پیچھے ہٹا اس لئے کہ اُن مین اکثر لوگون کے
پاس ہتیار نہ تھے اور بعض لوگ اُن مین مسلمان قریب العہد بھی جاہلیت سے تھے پھر جب
لشکر کا انتظام بگڑا تو اَور لوگ بھی منتشر ہوگئے اور پھیل گئے اُس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے آپ لشکر کے منتشر لوگون کو تن تنہا جمع فرما رہے
تھے اور فرماتے تھے کہ یا انصار اللہ و انصار رسولہ اے انصار اللہ تعالےٰ کے
اور اُس کے رسول کے اَینَ اَیھَا النّاس کدھر جاتے ہو اے لوگو۔ القصّہ سب
لشکر دور اور الگ ہوگیا چند اصحاب خاص حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے

ساتھ ثابت قدم رہے یہ لوگ سو آدمیون سے کم تھے جو لوگ دشمن کے آپ کی طرف متوجہ
ہوتے تھے وہ مارے جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نہایت
استقلال کے ساتھ اپنے مرکب پر رونق افروز تھے اور آپ دشمنون پر حملہ کا قصد فرماتے تھے
مگر ابوسفیان بن حرب نے خچر کی باگ پکڑلی اور عباس بن عبدالمطلب نے رکاب
تھام لی اور آپ کو حملہ کرنے سے باز رکھا اور آپ فرماتے تھے انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب اور یہ بات بڑی بہادری اور دلیری کی تھی کہ آپ اُس روز
خچر پر سوار تھے اور خچر میدان جنگ کے قابل ہرگز نہین ہے یہان گھوڑا ہی کام دیتا ہے
اور جو آپ کو اپنے اللہ تعالیٰ شانہ پر کامل بھروسا تھا یہ سب سبب اُسی کا تھا۔ اللہ
تعالیٰ شانہ اپنے کلام پاک مین خبر دیتا ہے ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ
وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا یعنی پھر اوتاری اللہ تعالیٰ شانہ نے
تسکین اپنے رسول پر اور مومنون پر اور اوتار اوہ لشکر کہ تم اُس کو نہ دیکھتے تھے۔

مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عباسؓ
سے فرمایا کہ آواز دو اہل لشکر کو پھر پکارا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگون کو اور سبھون نے
اُن کی آواز سنی اور لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹے اور سب حضرت کے حضور مین
حاضر ہوگئے اور اس بیقراری سے دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے کہ جیسے شہد کی مکھیان
اپنے بادشاہ کی طرف ہجوم کرکے اُڑتی ہوئی جاتی ہین اور فوراً سب کفار سے جنگ
مین مشغول ہوگئے اور اس جوش سے لڑے کہ لوگون کو حیرت ہوگئی۔ آپ نے فرمایا
اب جنگ کا تنور گرم ہوا حضور پر نور کے لفظ مبارک یہ ہین جن کی فصاحت اہل عرب
ہی جانتے ہین اَلْآنَ حَمِیَ الْوَطِیس پھر حضرت سواری سے اُترے اور ایک مٹھی
کنکریان زمین سے اُٹھا کر فوج کفار کی طرف پھینکین اور فرمایا شاھت الوجوہ
یعنی برے ہون اُن کے چہرے۔

منقول ہے کہ قریب سو آدمیون کے حضرتؐ کے پاس جمع تھے اور مشغول جنگ تھے ہوازن اتنی دیر بھی نہ ٹھیر سکے جتنی دیر مین اونٹنی دو ہی جاتی ہے - پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وہ ایک مُشت کنکریان پھینکنے کے بعد فرمایا کہ یا اللہ تعالیٰ شانک اپنا وعدہ سچا کر یہ بات مجھے اچھی نہین معلوم ہوتی کہ کفار مسلمانون پر غالب ہون - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ دعا پڑھی اللھم لک الحمد والیک المشتکا وانت المستعان وبک المستغاث وعلیک التکلان یعنی یا اللہ تیرے واسطے ہے حمد اور تجھ سے ہے شکایت کی گئی اور تجھ سے ہی مدد چاہی گئی اور تجھ سے ہی فریاد ہے اور تجھی پر بھروسا ہے پھر شکست کھائی اُن لوگون نے قسم ہے پروردگار محمد کی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم - پھر آئے حضرت جبریل علیہ السلام اور کہا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آج کے دن اللہ تعالےٰ شانہ نے وہ کلمات آپ کو تلقین فرمائے جو موسیٰ علیہ السلام کو دریا کے شگافتہ ہونے کے دن تلقین کئے تھے اِس دعا کے پڑھنے کے بعد قوم ہوازن پر ایسی شکست پڑی کہ بدحواس ہوکر بھاگ اُٹھے اور مسلمان تلوارین کھینچے ہوئے اُن کے پیچھے تھے - اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اس جنگ مین حضرتؐ کی مدد فرشتون سے کی تھی -

فائدہ ؎ نزدیکان رابیش بود حیرانی + اس ابتدائی شکست کا سبب جو لوگ کہ غفلت مین پڑے ہوئے ہین ہزارون گناہ کرتے ہین اُن کی کچھ بھی تنبیہ نہین ہوتی اچھے لوگون سے ذراسی بھی خطا ہوئی اور فوراً گرفت ہوئی تاکہ وہ خبردار ہوجائین کہ ہم اپنے مالک کی طرف سے غافل ہوگئے لہذا ہم ہوشیار کر دئے گئے جب مسلمانون کے جاسوس نے اُن کی قلت فوج کی خبر دی تو بعض صحابہ کہنے لگے کہ ہماری فوج اُن سے بہت زیادہ ہے فوراً فتح کرلین گے پروردگار بے نیاز نے اُن کو آگاہ کر دیا کہ

فاعل حقیقی ہم ہین تم کو ہر حال مین ہم پر بھروسا کرنا چاہیے۔

اور جو لوگ کہ کہتے ہین کہ صحابہؓ بھاگ گئے تو اُن کو یہ سمجھ لینا چاہیے الفراد مما لا یطاق من سُننِ المرُسلین۔ صحیح بخاری مین ہے کہ براء بن عازب سے پوچھا کیا حُنین کے روز تم بھی بھاگ گئے تھے کہا اُنھون نے کہ ولیکن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے مرکز استقامت پر مستقیم رہے۔ پھر جب ہم نے ہوازن پر حملہ کیا تو وہ سب متفرق ہوگئے۔ پس گر پڑے ہم لوگ غنیمتون پر پھر اُن لوگون نے پلٹ کر ہم کو گھیر لیا اور تیرون سے مارنے لگے تو اشارہ کیا براء بن عازبؓ نے اس بات کی طرف کہ یہ شکست بھی ہم پر ہمارے ہی قصور کے سبب سے ہوئی۔ اُحد کے روز بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب کفار ہوازن کو شکست ہوئی تو وہ تین گروہ ہوکر بھاگے۔ ایک گروہ طائف کو گیا مالک بن عوف اُس مین تھا اور ایک گروہ اوطاس کو گیا کہ وہان اُن کا مال واسباب محفوظ تھا اور ایک گروہ بطن نخلہ کی طرف بھاگا۔

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُنین کے دن ایک مشرک کو مین نے دیکھا کہ وہ ایک مسلمان کو گرا کر اُس کے سینہ پر بیٹھا ہے مین نے اُس کے پیچھے جاکر ایک تلوار اُس کی گردن پر ماری وہ زخمی ہوا پھر اُسے چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے پکڑ کر اس زور سے دبوچا کہ مین نیکے قریب ہوگیا۔ پھر وہ گر پڑا اور مر گیا۔ پھر جب لڑائی کا قصہ تمام ہوا تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جس کافر کو مارا ہے وہ اُس کا اسباب لیوے یہ سن کر مین اُٹھا اور مین نے کہا کہ کون ہے جو میری گواہی دے۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر تھوڑی دیر مین بیٹھ کر اُٹھا اور پھر مین نے وہی کہا پھر کسی نے کچھ جواب نہ دیا پھر تیسری بار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا ہے اے ابو قتادہ

مین نے وہ سب حال عرض کیا اِتنے مین ایک آدمی نے کہا کہ یارسولؐ اللہ یہ سچ کہتا ہے اُس کافر کا اسباب میرے پاس ہے اُس کو میری طرف سے خوش کر دیجئے کہ وہ مجھ کو اپنے قتیل کا اسباب دیدے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یون نہ چاہئے قسم خدا کی اس وقت قصد نہ کرین گے پیغمبر خدا طرف شیر کے خدا کے شیرون سے کہ ابو قتادہ لڑتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشی کے لئے کہ پھیر دیوین تجھ کو اسباب اُس کا پس فرمایا رسولؐ خدا نے اُس شخص کو کہ سچ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیدے ابو قتادہ کو اسباب اُس مشرک کا تو دیدیا مجھے اُس شخص نے اسباب اُس کا پس خریدا مین نے اُس اسباب کی قیمت سے ایک باغ کہ وہ قبیلہ بنی سلمہ مین تھا وہ پہلا مال تھا کہ جمع کیا مین نے اسلام مین۔ اس لڑائی مین چار مسلمان شہید ہوئے اور ستّر کفار واصل جہنم ہوے

سریہ ابو عامر اشعری

بعد فتح حنین کے ایک نشان تیار کر کے آپ نے ابو عامر اشعری کو دیا اور اُن کو صحابہ کی ایک جماعت پر امیر کر کے کہ جس مین زبیر بن العوام اور ابو موسیٰ اشعری اور سلمہ بن الاکوع بھی تھے ایک گروہ کے پیچھے جو بھاگ گئے تھے اوطاس کی طرف روانہ فرمایا ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہان پہنچے تو وہ لوگ اُن کے مقابلہ کو نکلے اور دُرید بن الصمہ کہ اُس جماعت کا سردار تھا ابن الدغنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور ابو موسیٰ اشعری سے کہ جو بھتیجا ابو عامر کا تھا صحت کو پہنچا ہے وہ کہتے ہین کہ حضرتؐ نے ابو عامر کو اوطاس کی طرف بھیجا اور مجھ کو اُن کے ساتھ کر دیا جب ہم وہان پہنچے تو جنگ ہوئی بنی جشم کے ایک آدمی نے ایک تیر ابو عامر کے زانو پر مارا وہ تیر اُن کے زانو مین گھس گیا مین اُن کے پاس گیا اور مین نے کہا کہ اے چچا یہ تیر تم کو کس نے مارا اُنھون نے اُس کا نام بتایا مین اُس کے پیچھے چلا وہ بھاگا جاتا تھا اور کھڑا نہین ہوتا تھا مین نے اُس سے

کہا کہ تجھے شرم نہین آتی بھاگنے سے کھڑا ہوجا اور مجھ سے لڑ پھر وہ ٹھیر گیا اور تلوار سے میرا مقابلہ کیا مین نے اُس کو مارا اور وہان سے مین ابو عامر کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے تمھارے دشمن کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا پھر اُنہون نے مجھ سے تیر نکالنے کو کہا مین نے اُن کے زانو سے تیر نکالا اُس زخم سے خون پانی کی طرح سے بہنے لگا جب اُنہون نے اپنا یہ حال دیکھا تو زندگی سے نا امید ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اے بھتیجے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو میرا سلام کہنا اور آپ سے میرے لئے دعاے مغفرت کی درخواست کرنا اور سرداری لشکر اسلام کی مجھے دی اور فتح میرے ہاتھ پر ہوئی اور ابو عامر تھوڑی دیر کے بعد راہی جنت ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر مین پلٹ کر حضرت صلعم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا آپ اپنے دولتخانہ مین کھجور کی لیف کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اُس چٹائی کے نقوش آپ کے پہلوے مبارک پر نظر آتے تھے پھر مین نے سب واقعہ ابو عامر کا اور اُن کی درخواست دعا کا عرض کیا آپ نے پانی منگایا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور اتنا دست مبارک بلند تھا کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی دعا یہ تھی کہ اے اللہ بخش ابو عامر کو اور کر اُس کو میری برترین اُمت سے جنت مین۔ پھر مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا کیجئے صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک واصحابک وسلم آپ نے میرے لئے بھی دعا کی اُس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ معاف کر عبد اللہ بن قیس کے گناہ اور داخل کر اُس کو قیامت کے دن بڑی جگہ مین۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم کیا کہ غنائم حنین کو موضع جعرانہ مین جمع کرین اور خوب محافظت سے نگاہ رکھین فرصت کے وقت تقسیم کی جائے گی۔ جعرانہ نام ایک جگہ کا ہے جو

اوطاس کے قریب ہے اور حُنین مکہ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر ہے حضرتؐ نے
وہان سے راتون رات چلکر مکہ مین عمرہ ادا کیا اور منادی کو فرمایا کہ ندا کرے کہ جو کوئی
ایمان لایا ہو اللہ پر اور روز قیامت پر تو وہ مال غنیمت مین سے کچھ بھی نہ لے پھر جس
کسی نے صحابہ مین سے جو کچھ لیا تھا پھیر دیا یہان تک کہ عقیل بن ابی طالب
رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک سوزن اُس مین سے لی تھی اور اپنی زوجہ فاطمہ بنت
ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو کپڑے سینے کے لئے دی تھی جب منادی کی آواز سُنی
تو فوراً مال غنیمت مین داخل کر دی۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے عباد بن بشیر انصاری کو غنایم حُنین کا امیر کیا۔ ایک برہنہ آدمی اُن کے
پاس آیا اور کہا کہ جو مال غنیمت مین چادرین ہین اُن مین سے ایک مجھے دو کہ مین اسے
اوڑھون اُنھون نے کہا کہ یہ سب مسلمانون کے حق ہین جو جو اس غزوے مین
موجود تھے یہ اُنہین سے متعلق ہین مجھ کو لایق نہین کہ اُن کی ملک کے کپڑون مین
سے مین تجھ کو دون مین تنہا ان کا مالک نہین ہون۔ اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اُن سے کہا کہ ایک چادر اُس کو دو کہ اُس کو اوڑھے برہنگی سے نماز نہین
پڑھ سکتا اور میرے حصّہ مین اُسے مجرا کرنا مین اس امر کی حضرتؐ سے گفتگو کر لونگا
عباد بن بشیر نے اُن کے کہنے سے ایک چادر اُس کو دی اور پہلے اِس سے کہ
اُسید حضرتؐ کے حضور مین عرض کرین آپ کو خبر ہو گئی کہ عباد نے ایک چادر مال
غنیمت مین سے ایک شخص کو دی ہے آپ نے عباد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا
کہ تم نے ایسا کیون کیا۔ عباد نے جو واقعہ تھا وہ عرض کیا کہ مین نے چادر اُس کو
نہین دی جب تک اُسید بن حضیر نے اُس کی ضمانت نہین کی اور اُنھون نے
کہا کہ مین حضرتؐ سے عرض کر لونگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ انتم الشعار والناس
دثار یعنی تم لوگ میرے شعار ہو اور لوگ دثار ہین۔ شعار اُس کپڑے کو کہتے ہین

جو بدن سے لپٹا رہتا ہے اور دثار اُس کپڑے کو کہتے ہین جیسے چادر لنگی وغیرہ
مُراد اس کلام بلاغت نظام سے تنبیہ تھی یعنی تم لوگ خاص ہو تم ہر بات میری
اجازت سے کیا کرو اِسی اثنا مین اُسید بن حضیرؓ بھی حاضر ہوئے اور اُنہون نے
عرض کی کہ وہ چادر مین نے دلوائی ہے میرے حصّہ مین مجرا ہو

حال شیما بنت الحارث بن العزالعینی دائی حلیمہ سعدیہ کی دختر کا

منقول ہے کہ ان سب قیدیون مین شیما بنت الحارث دائی حلیمہ کی بیٹی
بھی تھین اور جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن سب قیدیون کو لئے جاتے تھے
رستہ مین اُن مین سے کسی نے اُن سے کچھ سختی کی۔ شیما نے کہا کہ مین تمھارے صاحب
کی رضاعی بہن ہون یعنی حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تو کسی نے
اُن کا کہنا یا ورنہ کیا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین
لائے آپ نے اُن سے پوچھا کہ تیرے رضاعی بہن ہونے کی کون سی دلیل ہے
اُنہون نے چند واقعات ایام رضاعت بیان کئے اور آپ کو یاد دلائی آپ نے
اُن کو سُن کر قبول فرمایا اور ایک واقعہ اُن مین سے یہ تھا کہ آپ نے کسی سبب سے
اُن کے انگوٹھے مین کاٹا تھا وہ نشان دانت کا آج کے دن کے واسطے باقی رہ گیا
تھا اُنہون نے دکھایا اُس وقت آپ اُن کی گود مین تھے آپ نے اُس کو دیکھا اور
پہچانا اور آپ اُٹھے اور اپنی چادر بچھائی اور اُس پر اُن کو بٹھایا اور اُن کی بڑی
توقیر اور تعظیم کی اور آپ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے اپنے
رضاعی مان اور باپ کا حال پوچھا۔ شیما نے عرض کی وہ مر گئے پھر آپ نے فرمایا
کہ اگر تم چاہو تو میرے گھر مین رہو کہ عزت سے رہو گی اور اگر چاہو تو کچھ دے کر

تمھارے وطن کو بھیجدون اُنہون نے اپنے وطن ہی جانا پسند کیا آپ نے اُن کو تین غلام اور ایک لونڈی اور دو اونٹ اور بہت سی بکریان اور کچھ مال وغیرہ دیکر رخصت کیا اور اُن سے کہا کہ نام تمھارا حُذافہ ہے اور لقب شیما ہے پھر وہ جعرانہ مین آئین تو آپؐ نے اُن کو اور اُن کی قوم کو بہت مال دیا جب آپ تقسیم غنایم فرماتے تھے۔

اور جو جماعت ہوازن کی مالک بن عوف کے ساتھ بھاگی تھی وہ طائف کو گئی اور وہان کے قلعہ مین ایک برس کا سامان خور و نوش کا جمع کر کے قلعبند ہو گئی

غزوۂ طائف

اُن لوگون نے وہان جا کر سب دروازے قلعہ کے بند کر دئے اور سب رستے آمد و رفت کے مسدود کر دئے اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے طائف حجاز کے شہرون مین سے ایک شہر کا نام ہے مکہ معظمہ سے دو تین مرحلہ پر ہے اور جو عرفات اور وادی نعمان ہو کر کہ پہاڑی رستہ ہے جاوین تو ایک رات بسے کا رستہ ہے وہان ہر قسم کے میوے کثرت سے ہوتے ہین اور ٹھنڈا ملک ہے جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے طائف کا قصد فرمایا تو خالد بن ولید کو ہزار آدمی پر سردار کر کے مقدم لشکر کیا اور روانہ کیا ادھر کو راہ مین جب گذر آپ کا ہوا تو موضع لیہ مین ایک محل مالک بن عوف نضری کا دیکھا آپؐ نے اُس کو خراب کر دینے کا حکم دیا پھر لوگون نے اُس کو جلا دیا اور جو آثار شرک اُس مین تھے اُن کو نیست و نابود کر دیا پھر اسی راہ سے ایک دوسری بستی مین کہ طائف کے متعلقات سے تھی پہنچے اُس مین بہت مال کافرون کا تھا آپؐ نے وہان قاصد بھیجا۔ وہان ایک قلعہ بھی تھا کہ امن مانگ کر پناہ مین آجاوین وہ پناہ مین آگئے اور قلعہ کو خراب کر دیا اور جو کافرون کا

مال تھا وہ سب لے لیا اور طائف کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے آپ نے طفیل بن عمرو دوسی کو بتخانہ ذوالکفلین کی تخریب کو روانہ فرمایا اور وہ بُت چوبین تھا تو آپ گئے اور اُس کو خراب کیا اور پھر اپنی قوم سے مدد لیکر طائف مین شریک لشکر ظفر پیکر ہوئے اور وہ اپنے دیار سے چند آلات قلعہ کشائی کے بھی ساتھ لائے تھے وہ منجنیق اور دبابہ تھے جب لشکر اسلام قریب پُہنچا تو قلعہ کے متصل اُترا تو اُن لوگون نے لشکر اسلام پر تیر اندازی کی چند صحابہ شہید ہوئے آپ نے وہان سے کوچ کرکے ایک اور جگہ لشکر کو اُتارا مگر وہ لوگ آڑ مین تھے لشکر اسلام کے تیر وہان تک نہ پُہنچتے تھے۔ آپ نے چالیس روز تک اُس قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کشائی کے آلات سے بہت سے کفار مارے گئے اور صحابہ بھی زخمی ہوئے اور بارہ آدمی قوم دوسیون سے شہید ہوئے

مروی ہے کہ جب محاصرے کو طول ہوا اور وہ قلعہ سے باہر نکل کر لڑتے ہی نہ تھے ہر چند لشکر اسلام نے اُن کو غیرت دلائی کہ باہر میدان مین آؤ کیا عورتون کی طرح قلعہ مین چھپے ہوئے بیٹھے ہو مگر وہ قلعہ سے باہر نہ آئے تو صحابہ نے اُن کے باغات جو قلعہ کے باہر تھے میوہ دار عمدہ عمدہ درخت کاٹنے شروع کردئے تو یہ خبر اُن لوگون کو پُہنچی اُن لوگون نے نہایت عاجزی اور انکساری سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کی کہ خدا کے واسطے اور واسطے قرابت صلہ رحم کے ہم لوگون پر رحم کیجئے اور اپنے اصحابؓ کو درختون کے کاٹنے سے منع فرمایئے کذا فی مدارج النبوت۔

پردہ نشینی عورات کی

مدارج النبوت اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ روایت صحت کو پُہنچی ہے۔ اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اُنہون نے کہ ایام محاصرہ

طائف مین ایک دن حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میرے خیمہ مین تشریف لائے اُس وقت میرا بھائی عبداللہ بن ابی اُمیہ میرے پاس تھا اور ایک مخنث بھی اُس کے ساتھ تھا یعنی زنخا جس کو فارسی زبان مین زنک کہتے ہین اُس سے اکثر عورتین پردہ نہین کرتین پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہ داخل ہوا کرین تمہارے گھرون مین یہ مخنث یہ حکم مرد کا رکھتے ہین نقل کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے۔

الغرض جب اُن لوگون نے بہت عاجزی کی تو آپ کو رحم آیا اور آپ نے محاصرہ طائف سے اُٹھا لیا اور کوچ کیا آپ نے وہان سے جعرانہ مین آپ تشریف لائے وہان حُنین کی فتح کی غنیمت جمع تھی۔

غنیمت فتح حنین

چھ ہزار غلام اور چوبیس ہزار شتر اور چالیس ہزار سے زائد بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔ اوقیہ کا وزن چالیس درم کے برابر ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک بخشش کی طرف دراز فرمائے۔ آپ نے زید بن ثابت کو فرمایا تو اُنھون نے آدمیون کو شمار کیا پھر گوسفندون اور شترون کو گنا اور اُن کو بانٹا تو ہر آدمی کو چار اونٹ اور چالیس دنبے پہنچے اور ہر سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس دُنبے پہنچے اور زیادہ ایک گھوڑے سے حصہ نہ دیا اور کہتے ہین کہ زر نقد کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس جمع کیا تھا ابو سفیان بن حرب نے آکر حضرت کے حضور مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج کے روز آپ سب قریش سے زیادہ مالدار ہین آپ نے تبسم فرمایا پھر اُنھون نے عرض کی کہ اس مال مین سے آپ مجھ کو بھی عنایت کرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور

سو اونٹ ان کو دے اُنھون نے عرض کی کہ میرے بیٹے یزید کا بھی حصّہ دیجیے یہ ان کا بڑا بیٹا تھا اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہین کے نام پر اپنے ناخلف خلف کا نام یزید رکھا تھا پھر آپ نے یزید کو بھی اُسی قدر چاندی اور اونٹ دلوائے پھر اُنھون نے دوسرے بیٹے معاویہ کا بھی حصہ مانگا اور پایا پھر ابوسفیان نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون خدا کی قسم آپ کریم ہین حالت جنگ اور حالت صلح مین آپ نے بہت بڑے درجہ کی نوازش کی اور مروت اللہ تعالیٰ شانہ جزاے خیر آپ کو دے اللھم آمین۔

روایت صحیحہ سے یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ یہ بخشش آپ نے اپنے خمس مین سے کی ؎ مالکِ کونین ہین اور پاس کچھ رکھتے نہین
دو جہان کی نعمتین ہین اُن کے خالی ہاتھ مین

واقعات سال نہم ہجرت حضرت خیر البشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دلون مین بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحابِ فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ ہون گے۔ مکہ کی فتح کے بعد سب عرب کو اسلام کی حقیت کا اعتقاد ہوگیا اور فوج فوج دائرہ اسلام مین داخل ہوے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہوگئے اور کچھ آدمی اُن لوگون نے شرایع اسلام کی تعلیم کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین بھیجدیئے وہ لوگ جو حضور مین اِس کام کے لئے آتے تھے اُن کو وفد کہتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال مین وفد بکثرت آئے وہ یہی سال نہم ہجری

عرب اس سال کو عام الوفود کہتے ہین آپ وفود کی بڑی خاطرداری فرماتے تھے اور بہ توقیر و تواضع اُن کو ٹھیراتے تھے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کرتے تھے۔

حال مسیلمہ کذاب

جس نے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا وہ بھی بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینہ مین آیا تھا اُس کے ساتھ کچھ مسلمان ہوگئے اُس نے جہان ٹھیرا تھا وہین سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ بعد اپنے آپ مجھے خلیفہ کردین آپ وہان گئے اور ایک شاخ کھجور کی آپ کے دست مبارک مین تھی آپ نے فرمایا کہ اگر یہ شاخ تو مجھ سے مانگے گا تو یہ بھی تجھے نہ دونگا اور جو کچھ خدائے تعالیٰ شانہ نے تیرے لئے مقدر کیا ہے وہ نہ ٹلے گا اور تو میرے بعد رہیگا تو خداوند تعالیٰ شانہ تجھے ہلاک کریگا اور ایک شخص تھا اسود عنسی اُس نے یمن مین پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا آپ نے خواب مین دیکھا کہ سونے کے کنگن آپ کے دونون ہاتھون مین پڑے ہین اور آپ کو ناگوار اور گران معلوم ہوئے اور آپ کو الہام ہوا کہ ان پر پھونک مارو آپ نے پھونک ماری وہ دونون اُڑ کے جاتے رہے آپ نے صحابہ سے یہ خواب بیان فرماکر تعبیر اُس کی فرمائی کہ ان دونون کنگن سے مُراد یہ دونون کذاب ہین مسیلمہ اور اسود ان دونون کو اللہ تعالےٰ شانہ ہلاک کرے گا۔

ف۔ وجہ اس تعبیر کی علمانے یہ لکھی ہے کہ سونا صورت زینت دنیا کی ہے ان دونون کی غرض دعوی نبوت سے حصول دنیا تھی لہذا اس صورت مین نظر آئے اور آپ کے تصرفات عامہ کو روکنا چاہتے تھے اور ہاتھ آلہ تصرف ہے لہذا بھاری کنگن کی صورت مین ہاتھون مین معلوم ہوئے اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ہوا۔ اسود آپکے سامنے ہی مارا گیا یمن کے بلاد مین اُس نے دخل کر لیا تھا فیروز ایک صحابی رسول اللہ

کے تھے اُنھون نے اُس کی زوجہ سے کہ وہ بنت عم فیروز کی تھی اور وہ مسلمان تھی اور وہ بہ جبر اسود کے پاس تھی اُس سے موافقت کرکے ایک دن اُس کے مکان کی پشت سے نقب لگا کر اُسے قتل کیا قتل کے وقت وہ بہت زور سے چیخا کہ گھر کے باہر تک آواز گئی پہرے والون نے جو دروازہ پر تھے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے اُسکی زوجہ نے کہا کہ تمھارے پیغمبر پر وحی آئی ہے اُس کی آواز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُسی روز مدینہ مین اسود کے قتل کی خبر دی اور مسیلمہ نے بہت قوت پیدا کر لی تھی ایک لاکھ آدمی سے زیادہ اُس کے ساتھ ہو گئے تھے وہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین لشکر خالد بن ولید مین وحشی غلام کے ہاتھ سے مارا گیا یہ بڑا واقعہ خلافت صدیقی کا ہے۔

فائدہ۔ یہ جو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہلاک ہوگا تو اُس سے مُراد موت نہ تھی اِس لئے کہ مرنے کے لئے تو ہر بشر ہے کیا صالح کیا غیر صالح جو پیدا ہوا ہے وہ مرنے والا ہے۔ ہلاک ہونا یہ ہے کہ آدمی جس امر کے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اُس مین ناکام رہے اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہی کہ کسی کا نام اُس کے مرنے کے بعد بُری صفت بُرے لفظون کے ساتھ استعمال کیا جاسے اچھے لوگون کے خیال مین مرنا اُس کا نام ہے۔ ابو جہل کا نام بھی بہت مشہور ہے۔ یزید پلید کا نام بھی مشہور ہے حضرت حسین گلگون قبا شہید کربلا علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ ہی خیال مین آجاتا ہے تو کیا یہ زندگی ہے ہرگز نہین۔ زندگی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اور حسین علیہ السلام کی ہے کہ اس وقت تک زندہ ہین اور قیامت تک زندہ رہین گے انشاء اللہ تعالےٰ اس کا نام زندگی ہے۔ بڑے بڑے بادشاہون کی قبرین دنیا مین موجود ہین اُن کی قبرون پر جا کر کوئی اللہ تعالیٰ شانہ کو نہین یاد کرتا اگر خیال آتا ہے تو

یہ آتا ہے کہ کس مشکل اور خون ریزی سے ان لوگون نے دنیا کو حاصل کیا تھا آخر سب کو چھوڑ چھاڑ کر فنا ہو گئے - اور اسی آگرہ مین تاج محل مشہور عمارت ہے جس کی تعمیر مین پانچ کرور پچیس لاکھ پندرہ ہزار روپیہ صرف ہوا ہے اُس مقام پر کوئی اللہ تعالیٰ شانہ کا طالب اللہ تعالیٰ شانہ کو ڈھونڈھنے نہین جاتا اور اسی آگرہ مین حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی قدس سرہٗ کا مزار ہے نہ کوئی اولاد اُن کی وہان ہے نہ کوئی نواسہ ہے نہ پوتا ہے نہ کچھ جاہ وحشم ہے نہ بڑا گنبد مزار پر ہے - صرف خشتی چہار دیواری سے گھرا ہوا ہے لیکن طالبان خدا کا مرجع ہے اے اللہ تعالیٰ شانہ کے بندو زندگی اس کا نام ہے اور یہ حضرات ہین جو مر کر بھی زندہ رہے اور ہمیشہ زندہ رہین گے انشاء اللہ تعالیٰ ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

اور اُس مردود کا حال جس نے حضرت کے سامنے دعوائے نبوت کا کیا تھا اس مصرعہ کا مصداق ہے ع　　مر گیا مردود جس کا فاتحہ نہ درود

مرنا اس کا نام ہے اور حضرت تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زندگی کا حال میری زبان پر اس سے زیادہ نہین آسکتا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کے نام مبارک وبابرکت کے ساتھ کرورون آدمیون کی زبان پر ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ - الحمد للہ علیٰ احسانہ اُس اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر ہے کہ جس نے ان الفاظ سے میری زبان اور میرے قلم کو جاری کیا اور میرے دل مین اپنی محبت اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی فرمان برداری کا شوق ڈال دیا ثم الحمد للہ یا اللہ تو نزدیک و دور کی آوازین برابر سنتا ہے اور تو اندھیرے اُجالے مین نزدیک و دور کی چیزون کو برابر دیکھتا ہے میری اور میرے فرزندانِ صوری ومعنوی اور میرے دوستون اور میرے روشناسون کی اور جس نے میرا نام سنا ہے اور مجھے

نہین دیکھا ہے اُن کی بھی التجائین قبول فرما اللہم آمین پروردگار جب تجھ سے مالک سے کوئی بندہ کوئی التجا کرے تو جی کھول کر کرے اِس لئے کہ تیرے خزانے مین کمی کا نام نہین ہے پروردگار میری دعا مین سب مسلمان دنیا بھر کے شریک ہین اور کافرون کو بھی شریک کرتا ہون تو اُن لوگون کو بھی دولت ایمان سے مالامال کر دے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

غزوہ تبوک

منجملہ غزوات مشہورہ غزوہ تبُوک ہے۔ تبُوک ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام مین۔ لشکر ہمایون وہان جاکر ٹھیرا تھا اِس لئے اِس غزوہ کا نام غزوہ تبوک ہے اور غزوہ عسرہ بھی اِسے کہتے ہین اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تکلیف کے دنون مین اس کی تیاری ہوئی تھی۔

سبب اِس کا یہ ہوا کہ آپ کو خبر پہُنچی کہ ہرقل آپ پر لشکر کشی کیا چاہتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود آگے بڑھ کر اُس کو روکین قبائل عرب کو اطلاع کی گئی بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار آدمی کا لشکر اس غزوے مین ہمراہ رکاب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تھا آپ کی عادات شریف سے یہ بات تھی کہ عزم جہاد کو مخفی رکھتے تھے مگر اس جہاد مین باین سبب کہ سفر دور و دراز اور موسم گرمی کا تھا کہ اہل لشکر مطلع ہوکر اچھی طرح سامان سفر درست کرلین صاف حال عزم جہاد کا فرما دیا تھا اور لوگون کو ترغیب دی گئی کہ بقدر استطاعت سامان اِس غزوے کا ہر شخص حضور مین حاضر کرے اور فرمایا کہ جو اِس لشکر کا سامان کردے اُس کے لئے جنت ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس معاملہ مین بھی جنت حاصل کی اور اتنا بہت مال دیا کہ جناب اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بہت راضی ہوے کہتے ہین کہ تیس ہزار آدمی لشکر ہمایون مین تھے اُن مین سے بیس ہزار آدمیون کا سامان آپ نے کر دیا حضورؐ نے فرمایا کہ یا اللہ مین عثمان سے راضی ہون تو بھی راضی ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کوئی عمل آج کے بعد عثمانؓ کو ضرر نہ کرے گا۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ ہمیشہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امور خیر مین مجھ پر غالب رہا کرتے تھے زمانۂ تجہیز غزوہ تبوک مین مجھے بہت اچھی فارغ البالی تھی مین سمجھا کہ اس مرتبہ مین آپ پر غالب رہون گا آپ نے سب مال مین سے آدھا حضور اقدس مین حاضر کیا اور آدھا گھر مین چھوڑا آپؐ نے پوچھا کہ عیال و اطفال کے لئے کیا چھوڑا مین نے عرض کی کہ اتنا ہی جتنا حضور مین حاضر ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سب مال لیکر حاضر ہوئے آپؐ نے پوچھا لڑکے بالون کے واسطے کیا رکھا ہے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ اللہ اکبر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ فرق تم دونون مین ایسا ہی ہے جیسا تم دونون کے کلمون مین ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ مین تم پر کبھی غالب نہ ہونگا۔

روایت آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینے مین ٹھیرنے کا حکم فرمایا آپ نے عرض کی کہ حضور عورتون اور بچّون مین مجھے چھوڑے جاتے ہین حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ تم اس بات پر رضامند نہین ہو کہ تم میرے لئے مثل ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر پیغمبری بعد میرے نہین ہے یعنی جیسے کوہ طور پر جاتے وقت حضرت موسیٰؑ اپنے بھائی ہارون کو اپنی اُمت کا نگہبان کر گئے تھے اُسی طرح مین تم کو چھوڑے جاتا ہون۔

اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بالشکر عظیم کہ تیس ہزار

آدمی کی فوج تھی موضع تبوک مین پہنچکر متوقف ہوے اور ہرقل نے مارے خوف کے کہ وہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اِدھر کا رُخ نہ کیا- آپ نے اطراف وجوانب مین لشکر روانہ کئے اور وہ کامیاب آئے وہ اُن سے بھی معترض نہ ہوا- تبوک مین آپ نے دو مہینے اقامت فرمائی پھر صحابہ سے آپ نے استشارہ فرمایا- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ رائے قرار پائی کہ آپ کا رعب اور دبدبہ ہرقل پر ہوگیا اور وہ خوف سے جنگ کے لئے آمادہ نہ ہوا فی الحال اور آگے بڑھنے کی ضرورت نہین ہے- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اسی رائے کو پسند فرمایا اور معاودت فرمائی-

حال ابوعامر راہب کا

یہ ایک بڑا مفسد قوم خزرج مین سے تھا اُس نے پچھلی کتابین پڑھی تھین اور نصرانی ہوگیا تھا پہلے پیغمبر صاحب کی خبرین اہل مدینہ سے بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ مین پہنچے تو اُسے حسد ہوا اور اس رنج سے مسلمان نہ ہوا اور آپ کی عداوت اور ایذارسانی مین سرگرم ہوا بعد غزوۂ بدر کے بھاگ گیا اور قریش کے ساتھ ہوکر جنگ اُحد مین آیا اور سب سے پہلے تیر مسلمانون پر اُسی نے چلایا پھر روم کو چلا گیا اِس لئے کہ لشکر بادشاہ روم کا آپ پر چڑھا لاوے یہ صورت نہ بندھی اُس نے مدینہ مین پھر آنا چاہا اور منافقانِ مدینہ کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بنا دین مین بیٹھ کر تعلیم وتلقین کرونگا اور مشورت کے لئے ایک تنہائی کا مکان ہو جائیگا قبل تشریف لے جانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وہ مکان تیار ہوچکا تھا مسجد قبا کے سامنے- وہ لوگ حضور اقدس مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپ اُس مسجد مین چل کر جو ہم نے بنائی ہے نماز پڑھین آپ نے فرمایا کہ اب تو مین جہاد کو جاتا ہون-

وہان سے آکر دیکھا جائے گا- جب اُن لوگون نے حضرتؐ کی مراجعت کی خبر سنی تو کچھ لوگ اُن مین سے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم نے جو مسجد بنائی ہے آپ اُس مین چل کر نماز پڑھین تاکہ برکت ہو اُن کی غرض یہ تھی کہ اُس مسجد کو رونق ہو جائے - اللہ تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ اور اُن کے مکر سے آپ کو مطلع کیا آپ نے اُس اطلاع شریف کے مطابق اُس مسجد کو کھدوا ڈالا اور جلا دیا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے مسجد قبا کی ثنا کی اور اُس کے نمازیون کی پاکیزگی اور تعریف نازل فرمائی اور ارشاد کیا کہ اُس مین ایسے لوگ ہین کہ پاکیزہ رہنے کو دوست رکھتے ہین اور خداے تعالیٰ شانہ پاکیزہ رہنے والون کو دوست رکھتا ہے-

روایت - تین آدمی اصحاب مخلصین مین سے بھی رہ گئے تھے جو جنگ تبوک مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ نہین گئے تھے حضرت کعب بن مالک کہ یہ بدری نہ تھے مگر بیعت عقبہ مین جو انصار نے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین ایام حج مین کی تھی اور سبب مدینہ کی ہجرت کا وہی بیعت ہوئی تھی حاضر تھے اور اُس بیعت کی بڑی فضیلت ہے حتی کہ صحیح بخاری مین حضرت کعب سے روایت ہے کہ اگرچہ فضیلت بدر کی بہت مشہور ہے لیکن بیعت عقبہ مین میری حاضری ایسی ہے کہ اس کی فضیلت کے سبب سے اگر حضور بدر مجھے حاصل نہین ہوا تو چندان رنج نہین ہے اس حاضری سے میرے دل کو تسکین ہو جاتی ہے اور دو صحابی بدری تھے ایک کا نام ہلال بن امیہ تھا اور ایک کا نام مرارہ بن الربیع تھا ان تینون شخصون نے جب آپ تشریف لائے تو صاف صاف عرض کر دیا کہ ہمین کچھ عذر نہ تھا صرف شامت نفس کے سبب سے ہم لوگ رہ گئے- حدیث کعب بن مالک مین کہ صحیح بخاری مین روایت کی گئی ہی یہ قصہ مفصل مذکور ہے بقول حاجی رفیع الدین خان صاحب مرادآبادی

موقف ذکر الحبیب کے وہ قصہ مذاق ایمان مین نہایت خوش مزہ ہے لہذا مطابق
حدیث مذکور کے اس مقام پر عشاق رسول اللہ کے واسطے درج کتاب ہوتا ہے
حضرت کعب بن مالک کہتے ہین کہ جن دنون حضور اقدس غزوۂ تبوک کو تشریف
لئے جاتے تھے مین صحیح وسالم تھا اور فراغت مالی بھی اچھی طرح مجھے حاصل تھی اور
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم صاف صاف سنا دیا تھا
کہ تبوک کا قصد ہے مگر مین یہی خیال کر رہا تھا کہ اب سامان کرکے چلدون گا اور
سامان چلنے کا نہ ہوا یہان تک کہ آپ روانہ ہوگئے ہر روز مجھے خیال یہی ہوتا تھا کہ اب
چل کر ملجاؤن گا یہان تک کہ لشکر خدا دور نکل گیا سوائے ضعفا کے یا ایسے اشخاص
کے جو متہم بہ نفاق تھے اور کوئی نظر نہ آتا تھا طبیعت سخت گھبرائی۔ آپ نے لشکر مین
ایک دن میرا حال پوچھا ایک شخص نے کہا کہ اپنے کپڑون کی وضعداری دیکھنے مین
رہ گیا ہے تو معاذ بن جبیل نے کہا کہ وہ ایسا نہین ہے اور میری تمنا سے جمیل کی۔
ایک دن مین گھر مین آیا میری ازواج نے انگور کی ٹٹیون مین چھڑکاؤ کرکے دوپہر
کے سونے کے لئے میری خوابگاہ درست کی مین نے اون سے کہا کہ مین اس مین
نہ سوؤن گا کہ جناب رسول اللہ تو نہین معلوم سفر کی حالت مین اس سخت گرمی کے
موسم مین کس طرح آرام فرماتے ہون گے اور مین اس خنکی مین آرام کرون۔ الغرض
بڑی مشکل سے یہ دن کٹتے تھے۔ جب خبر آپ کی تشریف آوری کی سنی تو مین بہت
زیادہ گھبرایا کہ آپ کو کیونکر منہ دکھاؤن گا اور کیسے آپ کے سامنے جاؤن گا دل مین
طرح طرح کے منصوبے آئے آخر کو یہی بات دل مین ٹھیرائی کہ جو کچھ ہو سچ عرض
کردون گا اور حضور اقدس مین حاضر ہوا آپ نے پوچھا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مجھے کچھ عذر نہ تھا نہ بیمار تھا نہ بے مقدور صرف شومی بخت کے سبب سے یہ سعادت
مجھے نصیب نہ ہوئی آپ نے فرمایا کہ ٹھیرو جیسا خدائے تعالیٰ شانہ تمھارے باب مین

حکم فرمائے ویسا کیا جائے گا وہان سے رخصت ہوکر گھر مین آیا اور منافقین نے
جھوٹے عذر و حیلے کئے اُن سے آپ نے کچھ نہ کہا لوگون نے مجھے ملامت کی کہ
تو بھی کچھ عذر بنا کر کہہ دیتا آپ تیرا عذر بھی سن لیتے پھر مین نے پوچھا کہ اَور کسی کا بھی
میرا سا حال ہوا ہے لوگون نے اُن دولون بدریون کا حال بیان کیا مین نے کہا کہ
وہ لوگ اچھے ہین اِس لئے کہ سچے ہین آپ نے فرمایا کہ ان تینون آدمیون سے کوئی
کلام نہ کرے سب نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا دونون میرے ساتھی تو گھر مین بیٹھ رہے
مین جوان آدمی تھا مسجد مین جاتا آپ کے ساتھ نماز پڑھتا اور آپ کو سلام کرکے چلا آتا
آپ کے لبہائے مبارک کو دیکھتا کہ جواب سلام کے لئے حرکت فرماتے ہین یا نہین
مگر معلوم نہ ہوتا شاید دل ہی دل مین جواب دیدیتے ہون۔ جب مین نماز پڑھتا
تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب مین حضور کی طرف دیکھتا تو آپ مُنہ پھیر لیتے
ایک دن مین بازار مین چلا جاتا تھا راستہ مین بادشاہ غسان کا بھیجا ہوا آدمی مجھے
تلاش کرتا ہوا ملا اُس نے اپنے بادشاہ کا خط مجھے دیا اُس مین لکھا تھا کہ مین نے
سنا ہے کہ تمھارے صاحب نے تمھین علیحدہ کر دیا ہے اور تم سے ناخوش ہین
لہذا مین تم کو لکھتا ہون کہ تم میرے پاس چلے آؤ تم تو ایسے آدمی نہین ہو کہ تم سے
کوئی ناخوش ہو مین تمھاری بہت عزت کرون گا اور تم کو بہت خوش رکھونگا۔ خط
پڑھ کر مجھے بہت رنج ہوا اور مین نے اپنے دل مین کہا کہ یا اللہ میری یہ حالت ہوگئی
کہ کافر مجھ کو بُلاتا ہے اور میرے ایمان کو لیا چاہتا ہے مین نے اُس کے خط کو تنور مین
ڈالدیا اور کچھ جواب اُس کے خط کا نہ دیا۔

اے ناظرین اس مقام کو خوب غور سے پڑھنا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کے ایمان کی شان کو دیکھنا۔ یہ مرتبہ اصحاب رسول اللہ کو جب ملا ہے کہ وہ تمام
امت رسول اللہ سے جو بعد اُن کے ہین افضل ہین۔ یا اللہ تعالیٰ شانہ مین

کعب بن مالک کے ایمان کو تیرے حضور مین اپنے انجاح مرام کے واسطے شفاعتاً پیش کرتا ہون یہ وہ بندہ ہے کہ تو نے اس برگزیدہ بندے کی توبہ قبول کی ہے میری التجائین بھی قبول فرما اللہم آمین یارب العالمین آمین ثم آمین۔

حضرت کعبؓ کہتے ہین کہ پھر آپ کا حکم پہنچا کہ تم تینون آدمیون مین سے زوجہ کسی کے پاس نہ رہے مین نے یہ سنکر عرض کی کہ حکم ہو تو طلاق دیدون کہا گیا کہ صرف علیحدہ رہنا منظور ہے طلاق کا حکم نہین ہے۔ مین نے اپنی زوجہ کو اُس کی مان کے گھر رخصت کردیا۔ میرے ایک ساتھی ہلال بن اُمیہ کی زوجہ نے حضرت سے عرض کی کہ میرا شوہر بوڑھا ہے اُس کو میرے نہ رہنے سے بڑی تکلیف ہوگی آپؐ نے اُس کو اجازت دی کہ اُس کا کام کرے مگر جدا رہے۔ مجھ سے لوگون نے کہا کہ تم بھی عرض کرو اجازت ہو جائے گی مین نے کہا کہ مین جوان ہون مجھے شرم آتی ہے مین کچھ عرض نہ کرونگا جیسی حضور کی مرضی۔ پچاس۵۰ دن اسی حالت مین گذرے اور حقیقت مین جیسا خداے تعالیٰ نے فرمایا ہے ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یعنی تنگ ہوگئی زمین ہم پر اتنی کشادہ ہونے پر بھی یہ حالت ہماری ہوگئی تھی کہ یکبارگی صبح کے وقت ایک پہاڑی سے پُکار کر ایک شخص نے کہا کہ کعب ابن مالک تمھین بشارت ہو کہ تمھاری توبہ قبول ہوئی مین نے اُسی وقت سجدۂ شکر کیا۔ حافظ شیرازی کی روح نے ان سچّے مسلمانون کو عالم ارواح سے مبارک باد دی۔

حافظ شیرازیؒ

المنۃ ﷲ کہ در مے کدہ باز است ‌ ‌ ‌ ‌ زان رو کہ ترا بر در او روے نیاز است

کعب کہتے ہین کہ مین بعد سجدۂ شکرانہ کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مجلس شریف مین حاضر ہوا مہاجرین مین سے سب سے پہلے طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُٹھ کر مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی یہ احسان طلحہؓ کا مجھے کبھی

نہ بھولے گا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ چہرۂ مبارک آپ کا خوشی سے درخشان تھا جیسے ماہ شب چہاردہم۔ آپؐ نے فرمایا بشارت ہو تجھے ایسے دن کی جو بہت بہتر ہے سب دنون مین جب سے تیری مان نے تجھے جنا ہے مین نے عرض کی کہ اس کی خوشی مین میرے دل مین آتا ہے کہ سب مال اپنا خدا کی راہ مین خیرات کر دون آپ نے سب مال تصدق کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ کچھ اپنے پاس بھی رہنے دو۔ اور منافقین حیلہ ساز کو خداے تعالیٰ شانہ نے فضیحت کیا وہ بہت رسوا ہوے اور ہمارے لئے بعد توبہ قبول کرنے کے سورۂ برات مین یہ آیت نازل فرمائی یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ہو تم سچون کے ساتھی ہم کو اللہ تعالےٰ شانہ نے سچا فرمایا۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین اُس روز سچائی کی عزت معلوم ہوئی۔

میرے جگر گوشگان صوری ومعنوی اللہ تعالیٰ شانہ تم کو سچ بولنے اور سب گناہون سے بچنے کی توفیق کرامت فرمائے اللّٰھم آمین۔

فرضیت حج اور حضرت ابو بکر صدیق اعظم کا امیر الحاج ہونا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سال نہم ہجرت اللہ جل جلالہ وتعالیٰ شانہ وعم نوالہ نے اسی سال بیت مکرمہ حج فرض کیا خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بسبب شغل تعلیم و ہدایت وفود کے اور امور غزوات کے تشریف نہ لیجا سکے حضرت ابو بکر صدیق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے امیر الحاج مقرر کرکے مکہ معظمہ کو روانہ فرمایا کہ لوگون کو موافق شرایع اسلام کے حج کرادین اور سورہ برات واسطے سنانے نقض عہد کے

آپ کے ساتھ کردی جب وہ روانہ ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ معاملۂ نقض عہد کا اظہار زبانی کسی شخص کے اہل بیت سے چاہیئے کہ عرب کے لوگ ایسے امور مین اقارب ہی کی بات قبول کرتے ہین تو آپ نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے ناقہ عَضبا پر سوار کرکے پیچھے حضرت صدیق اعظم کے روانہ فرمایا کہ سورہ برات وقت حج کے تم سناؤ حضرت ابوبکر صدیق اعظم نے آواز ناقہ کی سنکر خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خود تشریف لائے ٹھیر گئے جب قریب آئے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہین آپ نے پوچھا اَمِیْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ یعنی آپ امیر ہوکر تشریف لائے ہین یا مامور ہوکر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تابع ہوکر یعنی امیر آپ ہی ہین مین تو صرف سورہ برات سنانے کو آیا ہون بعد اس کے حضرت صدیق اعظم نے سب لوگون سے حج کرایا اور خطبہاے موسم حج پڑھے اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے سورہ برات لوگون کو سنائی اور مضمون اُس کا بہ آواز بلند پکارا اور ندا کرادی حضرت ابوبکر صدیق اعظم نے آپ کی مدد کے لئے کچھ لوگ مقرر کردئے کہ باری باری سے منادی کرتے تھے منادی مین یہ بات تھی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور طواف کعبہ کوئی ننگا آدمی نہ کرے اور جنت مین سوا مسلمان کے کوئی نہ جائیگا اور کافرون مین جس نے عہد میعادی باندھا ہے وہ پورا کرلے اور جس کا عہد بے میعاد ہے یا مطلق عہد نہین ہے اُسے چار مہینے کی امان ہے بعد اس کے اگر مسلمان نہ ہوگا تو وہ قتل کیا جائے گا۔

—•✻✻✻•—

سال دہم ہجری

بیان مباہلے کا

عرب مین نصاریٰ کا ایک قبیلہ بنی نجران تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُنہین نامہ لکھا تھا اور اسلام کی طرف دعوت کی تھی اُن لوگون نے چودہ آدمی اپنی قوم مین سے منتخب کرکے جو اُن کے یہان دانشمندون مین شمار کئے جاتے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین روانہ کئے پہلے روز وہ ریشمین لباس اور سونے کی انگوٹھیان پہن کر حضور اقدس مین حاضر ہوئے آپ نے اُن کے سلام کا اور کلام کا کچھ جواب نہ دیا وہ حیران ہوے دوسرے دن حضرات عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے مشورے سے کہ اُن سے اُن لوگون سے پہلی ملاقات تھی حسب راے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہٗ کہ اُس وقت اُن صاحبون کے پاس بیٹھے تھے ریشمین کپڑے اور سونے کی انگوٹھیان اُتار کر رُہبان کے سے سادے کپڑے پہن کر مجلس شریف مین حاضر ہوئے آپ نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور اُن سے کلام کیا اور اسلام کی طرف دعوت کی اُنھون نے قبول نہ کیا اور بہت مباحثہ بیجا کیا اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا حال پوچھا آپ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ حال عیسیٰ کا اللہ تعالیٰ شانہ کے نزدیک مثل آدم کے ہے کہ پیدا کیا اُسے اللہ تعالیٰ شانہ نے مٹی سے اور کہا اُسے ہو جا بس وہ ہوگئے حق تیرے رب کی طرف سے ہے اُس مین کچھ شک مت کر پھر جو کوئی جھگڑے تجھ سے تو کہہ کہ آؤ بُلائین ہم اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے کو ہم اپنی عورتین اور تم اپنی عورتین اور خود ہم بھی آوین اور تم بھی خود آؤ پس مانگین لعنت اللہ کی

جھوٹون پر۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آیتین اُن کو سنا دین اُنہون نے مضمون آیت کا اقرار نہ کیا اور مباہلے کے باب مین کہا کہ ہم کل آئینگے اور اس باب مین جو مناسب ہوگا کہین گے۔ اپنے مکان پر جاکے اُنہون نے عاقب سے کہ اُن کا بڑا سردار تھا پوچھا اُس نے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیغمبر برحق ہین اور پیغمبر سے مباہلہ کرنا بے شک تباہ ہوجانا ہے مباہلہ ہرگز نہ کرنا۔

مباہلہ کہتے ہین کہ دو شخص جو آپس مین نزاع رکھتے ہین یکجا ہوکر بمبالغہ تمام اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین دعا کرین کہ جو باطل پر ہو اُس پر خداے تعالیٰ کی لعنت نازل ہو اور خداے تعالیٰ شانہ اُسے تباہ کردے اور زیادہ مبالغہ کی صورت یہ ہی کہ طرفین اپنی اولاد کو اور اپنی عورتون کو محل مباہلہ مین حاضر کرین خداے تعالیٰ نے آپ کو ایسے ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔

دوسرے دن نصاریٰ حضور مین آئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم مع حضرت سیدنا علی و جناب حسن و حسین و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم میری دعا کے ساتھ آمین کہو۔ نصاریٰ پنج تن پاک کی صورتین دیکھکر گھبرائے اور ابوالحارث بن علقمہ نے کہا کہ یہ ایسے لوگ نظر پڑتے ہین کہ اگر خداے تعالیٰ شانہ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا مانگین تو پہاڑ ٹل جائے ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا اور اُن لوگون نے مباہلہ نہ کیا اور اطاعت اختیار کی اور ہزار حلّے ہرسال بطور پیشکش کے نذر قبول کر کے رخصت ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو سب کی صورتین مسخ ہوجاتین اور جنگل اُن پر آگ برساتا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

بیان حجۃ الوداع

دسوین سال ہجرت سے جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خود حج کو تشریف لے گئے اِس حج مین آپ نے ایسی باتین فرمائین جیسے کوئی کسی کو وداع کرتا ہے یعنی لوگون کو رخصت کرتا ہے لہذا اس کا نام حجۃ الوداع ہوا۔ قبائل عرب کو خبر ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حج کو تشریف لئے جاتے ہین ہر طرف سے لوگون نے حج کی تیاریان کردین لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہوگئے آپ نے حج ادا فرمایا اور خطبون مین احکام حج کے اور اس کے سوا اَور بھی مواعظ ونصائح مفیدہ ارشاد فرمائے اور یہ بھی بعضے خطبون مین ارشاد فرمایا کہ شاید سال آئندہ مین تم مین نہ رہون مسلمانون کے حفظ جان ومال کی تاکید اور خون ریزی کی بہت ممانعت کی اور فرمایا کہ مرد اپنی زوجہ کا حق پہچانے اور عورتون کے ساتھ سلوک اور احسان کرو اور خدائے تعالےٰ سے اُن کے معاملہ مین ڈرو یعنی اُن کو بیجا تکلیف نہ دو۔ اور مردون کی عورتون پر تاکید کی کہ اطاعت اپنے شوہرون کی کرین اور مرد بیگانہ کو اپنے گھر مین نہ آنے دین اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور ارشاد کیا کہ جو کتاب اللہ کو خوب مضبوط پکڑوگے تو گمراہ نہ ہوگے بعد تمام کرنے خطبے کے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ تم سے میرا حال پوچھے گا کہ کیا کیا معاملہ کیا اور کیسے رہے تو تم کیا کہوگے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم کہین گے کہ احکام الٰہی بخوبی پہنچائے اور نصیحت اُمت کی بہت اچھی طرح کی۔ آپ نے آسمان کی طرف کلمہ کی اُنگلی اُٹھائی اور تین بار فرمایا اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ یا اللہ گواہ رہ اور فرمایا کہ تین چیزین سبھون کو پاک وصاف رکھتی ہین۔ ایکؔ اخلاص عمل مین یعنی عبادت الٰہی محض خالص خدا

کے واسطے کرنا اور ہر کام کو دل سے بے ریا کرنا۔ دوسرے مسلمانون کی جماعت مین
شریک رہنا۔ تیسرے مسلمان بھائی کی خیر خواہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو لوگ حاضر
ہین غائبون کو سب باتین پہنچا دین۔

روایت حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن مین تھے وہ وہان سے بقصد
حج روانہ ہوئے اور آپ نے احرام اس طرح باندھا کہ جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے احرام باندھا ہے ویسا ہی مین بھی باندھتا ہون۔
اِس مین اختلاف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے احرام افراد کا کیا تھا یا قران کا یا تمتع کا۔

افراد اسے کہتے ہین کہ فقط حج یا عمرے کے لئے احرام کرے۔
اور قران اسے کہتے ہین کہ حج اور عمرے دونون کے لئے ساتھ احرام باندھے
اور تمتع اسے کہتے ہین کہ حج کے مہینون مین پہلے عمرہ بجالاوے بعد اسکے حج کرے
احرام حج یا عمرہ کی نیت باندھنے کو کہتے ہین کہ کپڑے بدل کے نادوختہ کپڑے
پہنے اور زبان سے بھی کہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِحَجَّةٍ نرے حج کی یہ نیت ہے اور
لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ نرے عمرے کی یہ نیت ہے اور لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ
قران کی یہ نیت ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
احرام قران کا باندھا تھا اسی لئے قران ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک افضل ہے
نسبت افراد اور تمتع کے۔

روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایام حج مین بے نماز
ہوگئین تو وہ روتی تھین۔ حضرت ص نے پوچھا کہ کیون روتی ہو۔ آپ نے اپنی معذوری
بیان کی۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک امر ہے

کہ خدائے تعالیٰ نے آدم کی بیٹیون پر مقدر کر دیا ہے کچھ حرج نہین سوائے طواف کے اور سب ارکان حج کے بجالاؤ بعد حصول طہارت کے طواف کر لینا۔

روایت بروز عرفہ کہ جمعہ تھا یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج کامل کیا مین نے تمھارے لئے دین تمھارا اور پوری کی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا تمھارے لئے دین اسلام کا۔ مسلمانون کو اس آیت کے نزول سے بڑی خوشی ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر ایسی آیت ہم مین نازل ہوتی توہم لوگ روز نزول کو عید قرار دیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خوب جانتا ہون جس روز یہ آیت نازل ہوئی ہے عرفہ کا دن تھا اور جمعہ تھا یعنی مسلمانون کی بھی اُس دن عید ہوتی ہے اور جمعہ بھی عید ہے مسلمانون کی۔

روایت۔ بعد فراغت حج کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلم مدینہ کو روانہ ہوے راہ مین منزلِ غدیر خم مین خطبہ ولایت اور تاکید محبت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائی۔ غدیر کہتے ہین بڑے تالاب کو اور خُم اُس غدیر کا نام تھا۔ سبب اس خطبہ کا یہ ہوا کہ یمن مین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو لوگ تھے اُن لوگون نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت شکایت کی اور شکایت اُن لوگون کی بالکل بیجا تھی بسبب اُن کی نافہمی کے ہر مسلمان کو ضرور ہے آپ سے محبت رکھنی اور اگر شاید کوئی ایسا ہی بدبخت مسلمان ہو کہ جسے آپ سے محبت نہ ہو تو وہ کوشش کرے اس محبت کے حاصل کرنے مین

ہر کہ را ہست با علی کینہ نیست در دستش آستینِ پدر	در سخن حاجت درازی نیست دامنِ مادرش نمازی نیست

لہذا آپ نے اُس منزل مین اس شکایت کے رفع کرنے کے واسطے خطبہ پڑھا اور اِس سے آگاہ کرنے کے لئے کہ محبت آپ کی اہل اسلام پر واجب ہے۔

پہلے آپ نے سب لوگون سے فرمایا کہ کیا مین سب مسلمانون کے لئے اُن کی جانون سے زیادہ واجب المحبۃ نہین ہون سب نے عرض کیا کہ بے شک آپ کی محبت ہماری جانون سے زیادہ ہم پر واجب ہے پھر آپ نے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنی مین جس کا مولیٰ ہون علی اُس کے مولیٰ ہین یعنی جو مجھ سے محبت رکھے علی سے بھی وہ محبت رکھے یا اللہ دوست رکھ اُسے جو علی سے دوستی رکھے اور دشمنی رکھ اُس سے جو علی سے دشمنی رکھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد سماعت اس خطبہ کے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی اور کہا کہ آپ مولیٰ ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے بعد ازین بہ طیِّ منازل مدینہ طیّبہ مین پہنچکر کار ارشاد خلق و عبادت الٰہی مین مشغول ہو گئے۔ لیکن اکثر آپ ایسے کلمات فرماتے تھے جس سے یہ بات خیال مین آتی تھی کہ اب آپ اس دار ناپائدار کو چھوڑا چاہتے ہین۔

سال یازدہم ہجری

دربیان وفات شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

جو اصحاب کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تقرب خاص رکھتے تھے اُن حضرات نے اِس آیۃ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے مطلب سمجھ لئے اُن کو اِس کے نزول کے بعد بڑا رنج ہوا اُنھون نے اِس آیۃ سے حضرت رحمۃ للعالمین کی وفات کا مطلب سمجھ لیا اس لئے کہ پیغمبر کا کام دنیا مین رہنے سے اکمال دین ہے

اور جب دین کامل ہو گیا تو پیغمبر کو لاحق ملاء اعلیٰ ہونا چاہیے دنیا اُس پاک سرشت
کے رہنے کی جگہ نہین ہے الدنیا سجن المومنین اتنے زمانہ تک تو ضرورتاً
آپ کا رہنا تھا جب ضرورت رفع ہو گئی تو پھر قیام کی کیا ضرورت ہے۔ اور
انہین دنون سورہ نصر نازل ہوئی إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ یعنی مکہ معظم
فتح ہو گیا فوج در فوج آدمی مسلمان ہونے لگے آپؐ نے دین کو درست کر دیا
اب آپ کے خلفاء کام چلا لین گے پیغمبرؐ کو اللہ تعالےٰ شانہ نے اپنے جوار رحمت
مین بُلا لیا۔ اس سورہ کے نزول سے بھی صحابہؓ حضرتؐ کی وفات کا مضمون
سمجھ گئے تھے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ ایک بار آپ نے خطبے مین ارشاد فرمایا۔ ایک بندے کو
اختیار دیا گیا اِس بات کا کہ دنیا کے ناز و نعمت مین سے وہ جو چاہے اُسے ملے
یا اُس چیز کو جو خدا کے پاس ہے اختیار کرے اُس نے دنیا کو اختیار نہ کیا جناب
اقدس الٰہی مین جو ہے یعنی آخرت اُس کو اختیار کیا ابو بکر صدیق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ پر ہمارے مان باپ فدا ہون
راوی کہتے ہین کہ ہم لوگ متحیر ہوے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم تو ایک بندے کا حال بیان کرتے ہین صدیق اعظم کیون روتے ہین پھر
معلوم ہوا کہ اُس بندے سے خود حضرت کی ذات پاک مُراد تھی اور صدیق اعظم
ہم سب لوگون مین بہت زیادہ سمجھ دار تھے کہ آپ کا مطلب سمجھ گئے آپ نے فرمایا
کہ اے ابو بکر مت رو سب آدمیون مین سے مجھ پر احسان تیرا مال دینے مین اور
رفاقت کرنے مین بہت زیادہ ہے اور اگر مین کسی کو خلیل یعنی دوست جانی بناتا
تو تجھی کو بناتا لیکن تو اسلام کا بھائی اور دوست ہے اور مسجد مین کسی کا دروازہ
نہ رہے گا سوائے تیرے خوخہ کے۔

روایت۔ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت کی خدمت مین آئیُن آپ نے اُن سے کان مین کچھ باتین کین تو وہ خوب روئیُن پھر آپ نے اَور باتین کان مین کین تو وہ ہنسنے لگین۔ مین نے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ واقعہ پوچھا تو اُنھون نے فرمایا کہ مین جناب رسول اللہ کا راز فاش نہ کرونگی بعد وفات جناب رسولؐ اللہ کے پھر مین نے اُن سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اب مضائقہ نہین ہے بتاتی ہون۔ پہلی سرگوشی مین آپ نے فرمایا تھا ہر سال جبریلؑ رمضان مین ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے امسال دو بار دور کیا اِس سے مین جانتا ہون کہ میری اجل قریب ہے تم خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کرو کہ مین اچھا بزرگ تمھارا تم سے پہلے جاتا ہون اس پر مین روئی۔ پھر آپ نے میرے کان مین یہ بات کہی اہل بیت مین سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی یعنی تمھاری وفات میری وفات کے بعد بہت جلد ہوگی اس پر مجھے خوشی ہوئی مین ہنسی۔

ف۔ یہ پیشین گوئی حضرت کی صادق ہوئی یعنی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بہت جلد انتقال ہوا صرف چھ مہینے آپ کی وفات کے بعد زندہ رہین۔

روایت۔ بخاری مین ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپ سے سنا تھا کہ پیغمبرون کو قبل موت اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہین دنیا مین رہنا اختیار کرین چاہین ملاء اعلیٰ مین جانا قبول کرین تو مین نے آپ کو قبل وفات کہتے ہوئے سنا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ اَعْلٰی یعنی یا اللہ مجھے منظور ہے اوپر والے رفیقون کے پاس جانا تو مین سمجھی کہ آپ کو اب ہمارے پاس رہنا منظور نہین ہے۔

قبل وفات آپ نے یہ کلمہ فرمایا اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ خوب

محافظت کرنا نماز کی اور لونڈی غلامون کی۔

ف۔ کیون بے نماز فقیر و تمنے کیا سمجھ کر نماز ترک کر دی ہے۔ کیا تم مسلمان نہین ہو کیا رسول اللہ تمھارے پیغمبر نہین ہین کیا تم اللہ کے بندے نہین ہو اگر تم مسلمان ہو تو جھک جاؤ اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین اور رکھ دو سر کو زمین عجز و انکسار پر دیکھو آپ نے اخیر وقت نماز کی تاکید کی ہے اور لونڈی غلامون پر مہربانی کی بھی تاکید ہے۔

بیان تاریخ وفات

روایت۔ بقول مشہور بارھوین ربیع الاوّل ۱۱ھ ہجری دوشنبہ کے دن دوپہر ڈھلے آپ نے وفات فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جب تکلیف نزع آپ کو ہوتی تو آپ فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ چہرۂ مبارک کا رنگ کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینۂ مبارک پر تکیہ لگائے ہوئے تھے اُسی حال مین آپ اللہ واصل ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھین کہ آپ کی وفات سے گویا مدینہ مین قیامت قائم ہو گئی تھی. اصحاب و اہل بیت پر ایسا رنج ہوا کہ بیان مین نہین آسکتا حضرت عثمانؓ کو سکوت لاحق ہوا۔ حضرت عمرؓ کے ہوش جاتے رہے وہ کہنے لگے کہ رسولؐ اللہ نے وفات نہین کی جو کہے گا کہ آپ نے وفات کی ہے مین اُسے قتل کرون گا۔ ابوبکر صدیقؓ اور عباسؓ اِن کے ہوش بجا تھے۔ جب آپؐ کے مرض مین تخفیف ہو گئی تو حضرت صدیق اکبر آپؐ سے اجازت لیکر بمقام سنح کہ مدینہ کا ایک محلہ ہے وہان کچھ ضرورت سے چلے گئے وفات کی خبر سُنکر آئے تھے دیکھا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدہوشانہ تلوار نکالے کھڑے ہین اور لوگ اُن کے گرد ہین وہ کہہ رہے ہین جناب رسولؐ اللہ کا انتقال نہین ہوا آپؐ کو اللہ تعالیٰ شانہ نے

بُلا لیا ہے جیسے موسیٰ کو طور پر بُلا لیا تھا آپ تشریف لا کر منافقین کے ہاتھ پاؤں کٹوائین گے منافقین نے جو خبر آپ کی وفات کی اوڑائی ہے سب اِس کی سزا پائین گے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہی کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا مین جہان آپؐ رونق افروز تھے چلے گئے اور چہرۂ مبارک سے چادر اُٹھا کر پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور کہا طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا آپ پاکیزہ ہین حیات مین بھی اور بعد موت کے بھی اور آپ پر خداے تعالیٰ دو موتین جمع نہ کریگا جو موت آپ کی مقدر تھی وہ ہو چکی۔ پھر باہر نکلے اور حضرت عمرؓ کو اُن کے مقولہ سے روکا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت

فائدہ۔ یہ کام تھا شیخ کامل کا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ قوم حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر اُن کی طرف آئی آپ نے خطبہ پڑھا اے میرے ناظرین کتاب سایۂ خلافت مین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ کے الفاظ پڑھو اور سمجھو دو ہی لفظ ہین مگر کتنے کثیر المعنی ہین مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اور اِس کے بعد یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ط وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ط وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ۝ اس خطبے کے سنتے ہی سب ہوش مین آگئے اور سمجھ گئے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اللہ کے رسول ہین اور بندے ہین اور بندہ موت سے مستثنیٰ نہین ہے اور وہ عہدۂ رسالت پر مامور تھے وہ اپنا کام پورا کر چکے بس اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو اِس دنیا سے جو آپ کے لایق رہنے کے یہ جگہ نہ تھی اُٹھا لیا اور ملاء اعلیٰ مین جگہ

عنایت کی اور آپ کے خلفاء اور جانشین آپ کا کام انجام دین گے سب کی عقلین ٹھیک ہو گئین۔

حصن حصین مین ہے ملائکہ نے صحابہؓ سے تعزیت کی اور کہا اِنَّ اللّٰہَ عَزَآءٌ مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَخَلَفًا مِّنْ کُلِّ فَآئِتٍ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ترجمہ اللہ کے نزدیک تسلی ہے ہر مصیبت کی اور بدلہ ہے ہر گئی ہوئی چیز کا پس اللہ ہی پر اعتماد کرو اور اُسی سے اُمید رکھو محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم رہے اور سلام تم پر اور رحمت خدائے تعالیٰ کی اور برکتین اُس کی۔

یہ بھی حصن حصین مین ہے کہ ایک آدمی موٹا اور گورا سا ڈاڑھی اُس کی سیاہ وسفید آیا اور لوگون کو پھلانگ کر بھیتر گیا اور رویا اور صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے کہا اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَآءً مِن کل مصیبۃ وعوضًا من فائتٍ وخلفًا من کل ھٰلک فالی اللّٰہِ انیبوا والیہ فارغبوا ونظرہ اِلَیکم فی البلاءِ فَاِنَّ الْمُصَابَ مَنْ لَّمْ یُجَبَّرْ وہ آدمی یہ کہکر چلا گیا لوگ اُسے پہچانتے نہ تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا یہ خضر تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُس کی تصدیق کی۔

واقعہ عظیم

اِتنے مین یہ خبر پہُنچی کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہو کر یہ تجویز کی ہے کہ سعد ابن عبادہ کو امیر بنالین یہ خبر سُنکر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے۔ سقیفہ کہتے ہین پٹے ہوئے مکان کو اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہے انصار مین سے اَوس کا یہ ایک مکان بطور چوپال کے تھا جو اَوس کے قبیلہ کے لوگون کی مشورت کی جگہ تھی۔ وہان پہُنچکر اس باب مین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو شروع کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے اُس وقت ایک تقریر اپنے دل مین سوچ رکھی تھی مین نے چاہا کہ مین کرون حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روکا اور خود تقریر کی۔ جو باتین مین نے سوچی تھین نہایت شائستگی اور متانت سے وہ ادا کین اور انصار کے فضائل اور مناقب بیان کئے اور اُن کے حقوق کو بھی تسلیم کیا اُنھون نے امارت کے باب مین جو پہلے دعویٰ کیا تھا تو وہ کُل امارت چاہتے تھے پھر اُنھون نے کہا کہ ایک امیر ہم مین رہے ایک تم مین۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ حدیث پڑھی اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ سردار اور بادشاہ قریش مین سے ہون۔ انصار اِس حدیث کو سن کر خاموش ہو رہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو آدمی عمر اور ابوعبیدہ ہین ان مین سے کسی سے بیعت کرو۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ سب تقریر مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پسند آئی۔ ایک یہی تقریر ناپسند ہوئی اگر گردن میری ماری جاتی تو مجھے گوارا تھا بہ نسبت اِس کے کہ جس جماعت مین ابوبکر ہون مین اُس مین امام مقرر کیا جاؤن مین نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ سوائے تمھارے کون امیر ہو سکتا ہے مین نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پھر تو تمام حاضرین جلسہ ٹوٹ پڑے اور اجماع ہو گیا۔

فائدہ۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ صحابہ دنیا کے جھگڑون مین پڑ گئے اور مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نعش مبارک کو بے گور و کفن کے چھوڑ دیا۔ یہ دنیوی جھگڑا نہ تھا یہ عین دینی جھگڑا تھا یہ وہ جھگڑا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عمر بھر کی محنت کا باغ لگایا ہوا چشم زدن مین خزان زدہ ہو جاتا یہ اُنھین حضرت یعنی شیخ کامل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روشنی عقل نے خبر اس جھگڑے کی سنتے ہی سمجھ لیا تھا کہ اگر اسی وقت اس کا انتظام نہ ہوا تو ہزارہا مسلمانون کا فریقین سے خون دریا کے پانی کی طرح معرکۂ جنگ وجدل مین بہہ جائیگا اور برسون مین بھی یہ سرسبزی جو باغ اسلام مین اب ہے پھر نہ آئے گی علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد * فوراً آپ اُس کے انتظام کے لئے کھڑے ہوگئے اور صرف دو آدمی اپنی ہمراہ لے گئے اور چند منٹ مین کس خوبی سے اُس کا فیصلہ کرکے چلے آئے کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی ہزارون آدمیون کی خون ریزی تو کیسی۔

دیکھئے شہادت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد صرف چھہ سات روز مدینہ طیّبہ بے خلیفہ رہا تھا وہ فساد کتنا بڑھا اور کس قدر خون ریزیان وقوع مین آئین کہ دوسرے مذہب کے لوگون کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ یہ جھگڑا اسلام کی کمر توڑنے والا تھا اور خود حضرت مولیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہٗ کی جان مبارک اُسی جھگڑے مین راہی فردوس برین ہوئی نہ حضرت امام حسن علیہ السلام سا امام دنیا مین ہو نہ وہ خونریزی مٹے اور یون تو زبان ہر شخص کے مُنہ مین ہے جو چاہین کہین مگر سخن حق یہی ہے کہ اُس بہت بڑے فساد کو روکنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچائی اور راست بازی کا کام تھا۔

صواعق محرقہ مین روایت معتبر لکھی ہے مسند امام احمد سے کہ بعد سمجھانے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سعد بن عبادہ نے بھی جو خود دعویدار خلافت تھے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو قبول کرلیا اور اُسی جلسہ مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جو خبر اس کے خلاف ہے وہ غلط ہے سعد بن عبادہ مدینہ ہی مین رہے۔

غسل جسد اطہر

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ غسل مجھے میرے اہل بیت دین۔ پہلے ایک آواز آئی کہ آپ کو غسل مت دو وہ خود پاک ہین کفنے والے کو تلاش کیا کوئی نہ ملا۔ پھر ایک آواز آئی کہ غسل دو مین خضر ہون وہ آواز دینے والا شیطان تھا۔ حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غسل دیا حضرت ابوبکرؓ بھی غسل کے وقت حاضر تھے انصار نے بھی خواہش کی کہ ہمین بھی اس شرف مین سے کچھ حصہ ملے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو انصار مین سے لے لیا وہ پانی دیتے جاتے تھے

نماز جنازہ

یون ہوئی حسب الحکم حضور عالی کے بدفعات جو لوگ آتے جائین تنہا تنہا نماز پڑھتے جائین منظور یہ تھا حضرت کو کہ کوئی اس شرف سے بے نصیب نہ رہے اسمین بڑی دیر ہوئی یہ بات تو معلوم ہی تھی کہ جسد اطہر انبیا علیہم السلام کا متغیر نہین ہوتا اس لئے تاخیر کا کچھ اندیشہ نہ تھا حسب الحکم عالی سب کو نماز سے شرف یاب ہولینے دیا تاخیر اتنی ہوئی کہ سہ شنبہ کو بوقت سہ پہر یا چارشنبہ کی شب کو آپ مدفون ہوئے

ذکر قبر شریف

قبر شریف کے باب مین یہ بات قرار پائی کہ جس جگہ آپ کی روح مبارک جسد اطہر سے جدا ہوئی ہے وہین آپ دفن ہون اس واسطے کہ انبیا وہین دفن ہوتے ہین جہان اُن کی روح قبض ہوتی ہے حضرت صدیق اکبر وحضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے

روایت کی ہے۔

اور مدینہ مین دو آدمی قبر کھودتے تھے ایک ابو طلحہ یہ بغلی قبر کھودتے تھے اور دوسرے ابو عبیدہ بن الجراح یہ سیدھی قبر کھودتے تھے یہ بات قرار پائی کہ جو پہلے آئے وہ اپنا کام کرے۔ ابو طلحہ پہلے آئے لہذا حضرت کی قبر مبارک بغلی کھودی ایک آپ کے آزاد غلام شُقران تھے اُنھون نے آپ کے بچھانے کی کملی قبر مین آپ کے بچھادی آپ حجرہ شریفہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مین دفن ہوئے۔

فائدہ۔ حضرت صدیقہؓ کی یہ بڑی فضیلت ہے کہ آپ کے آغوش مبارک مین رحلت فرمائی اور آپ کے حجرۂ متبرک مین دفن ہوے

	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ		گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

روایت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا تھا کہ تین چاند اُن کے حجرے مین اُترے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا آپ نے کہا کہ تمھارے حجرے مین ایسے تین آدمی مدفون ہون گے جو بہترین اہل ارض سے ہون گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ ایک چاند تمھارے خواب کے ہین اور دو چاند باقی ہین۔

کاتب کہتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسا رنج ہوا کہ جب تک آپ زندہ رہین ہنسی نہین۔ آپ کے چھ مہینے بعد حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہے۔ بعد دفن کے جب آپ قبر شریف پر اپنے پدر بزرگوار کی تشریف لائین تو آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے فرمایا کہ تمھارے دل نے

کیونکر گوارا کیا کہ تم نے مٹی اپنے پیغمبر کے بدن نازنین پر ڈالی اصحاب نے کہا اے بنت رسول اللہ اللہ کے حکم سے مجبوری ہے پھر حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تھوڑی سی مٹی قبر شریف کی لے کر سونگھی اور یہ شعر پڑھے شعر

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَا	اَنْ لَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

روایت۔ ایک اعرابی آپ کی وفات کے تین دن بعد قبر شریف پر آیا اور اُس نے کہا کہ خدائے تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ اور اگر وہ لوگ جب ظلم کرین اپنی جانون پر یعنی کوئی گناہ کرین آوین تیرے پاس اور مغفرت مانگین خدائے تعالیٰ سے اور مغفرت مانگے اُن کے لئے رسول بے شک پاوین خدائے تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ۔ اور مین نے ظلم کیا ہے اپنی جان پر یعنی گناہگار ہون حضور مین آیا ہون آپ میرے لئے استغفار کرین کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشدے۔ قبر شریف سے آواز آئی قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ بیشک اللہ تعالیٰ شانہ نے تجھے بخشدیا۔ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب مین ہے کہ اِس روایت کو سب علماءِ مذاہب اربعہ نے جن لوگون نے مناسک مین کتابین لکھی ہین لائے ہین اور استحسان کیا ہے۔

فائدہ عظیمہ۔ زیارت قبر شریف بڑے ثواب کا فعل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیٰوتِیْ۔ جو کوئی حج کرے بعد اُس کے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کہ اُس نے زیارت کی میری حالت حیات مین اور حالت حیات کی زیارت کے لئے آیا ہے لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ زَارَنِیْ دوزخ

مین نہ جائے گا جس نے مجھے دیکھا۔ پس دونون حدیثون کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کوئی زیارتِ قبر شریف کرے وہ دوزخ مین نہ جائے گا اور یہ لفظ بھی حدیث کا ہے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوئی۔ سلف سے خلف تک یہ عادت رہی ہے کہ جب حج کو جاتے ہین اس سعادت کو بھی حاصل کرتے ہین۔ اللہ تعالیٰ شانہ اپنے فضل عمیم سے بطفیل جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اِس گناہگار تباہ روزگار فقیر محمد اکبر ابو العلائی داناپوری مؤلف کتاب ہذا کو بھی شفاعت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نصیب کرے اللّٰہم آمین یارب العالمین۔

حلیہ شریفہ اور اخلاق کریمہ

قد مبارک متوسط تھا نہ لمبا نہ بہت ٹھنگنا فی الجملہ لمبائی سے قریب تھا اور جس مجمع مین آپ کھڑے ہوتے سب سے سربلند معلوم ہوتے یہ **معجزہ** تھا۔ **رنگ** مبارک سرخ وسفید تھا مگر بانمکینی وملاحت ؎

حسنش باتفاق ملاحت جہان گرفت	آرے باتفاق جہان می توان گرفت

روایات مین وارد ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہین یا یوسف علیہ السلام آپ نے فرمایا اَنَا اَمْلَحُ وَاَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ یعنی مین بلیح ہون اور وہ صبیح تھے یعنی میرا گورا رنگ ملاحت کے ساتھ ہے اور وہ نرے گورے تھے

ف۔ اہلِ نکات نے لکھا ہے کہ آپ کے بانمک ہونے مین یہ نکتہ تھا کہ نمک کی یہ خاصیت ہے کہ جو شے اُس مین پڑجاتی ہے وہ اُسی کی سی ہوجاتی ہے

مصرع ؏ ہرکہ درکانِ نمک رفت نمک شد ۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ نمک کھانے کو مزیدار کردیتا ہے اور عمر بھر نمکین کھانا کھائیے تو اُس سے مُنہ نہین پھرتا اور چار دن مٹھاس کھائیے تو جی بھر جاتا ہے چونکہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہ کو منظور تھا کہ ایک عالم کو آپ کی کیفیت سے مکیف کردے اور خلق کو با مذاق معرفت کردے اور ظاہر عنوان باطن کا ہوا کرتا ہے لہذا رنگ مبارک مین ملاحت عنایت ہوئی۔

سر مبارک بڑا تھا موے مبارک خوب سیاہ اور نرم تھے تھوڑے پھرے ہوئے نہ بہت گھونگروالے نہ بہت سیدھے کبھی دوش مبارک تک ہوتے اور کبھی تا نرمۂ گوش اور بالون کے بیچ مین آپ فرق کیا کرتے تھے جسے مانگ کہتے ہین اور سر کی درازی دلیل دانش مندی ہے **گوش مبارک** حد اعتدال مین نہایت خوش نما **پیشانی روشن** کشادہ اور کھُلی ہوئی **ابروے** خمدار باریک کمان کی صورت پیوستہ معلوم ہوتی تھین مگر ملی ہوئی نہ تھین دونون کے بیچ مین کچھ فرق تھا درمیان دونون ابروُن کے ایک رگ تھی کہ غصہ کے وقت بہت ظاہر ہو جاتی تھی **چشمان مبارک** بڑی تھین اور سپیدی مین سرخی تھی اور پتلیان خوب سیاہ تھین اور بغیر سرمہ سرگین اور سب سے بڑی تعریف تو اُن چشمان مبارک کی یہ تھی کہ خدا بین تھین کسی حلیہ نویس نے شاید یہ لفظ لکھا ہو میری نظر سے نہین گزرا مین جانتا ہون کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے یہ تعریف مجھی کو القا فرمائی ہے۔

مژگان شریف بڑی اور خوب صورت ؎

نہ غمزہ نہ ناز کشت مارا		مژگانِ دراز کشت مارا	

رخسار درخشان نازک ونرم پُرگوشت نہ پھولے ہوئے نہ دبلے ہوئے۔

بینی مبارک بلند اور نورانی **دہن مبارک** بڑا تھا اعتدال کی حد مین **لبہاے مبارک** بہت خوبصورت **دندان مبارک** نہایت سفید اور بہت

مجلی اور کشادہ اور آگے کے دانتوں مین کھڑکی تھی چہرۂ روشن نہ لمبا تھا نہ بہت
گول ماہ تمام کی طرح درخشان ؎

مہ شد تمام تا چو رخ او شود نشد		کاہید باز تا خم ابرو شود نشد

چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے چاندنی رات
مین جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا
تو مین چاند کی طرف دیکھتا تھا اور پھر چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا تھا تو یا اللہ چہرۂ
مبارک چاند سے زیادہ خوش نما تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی تھی گھنے بال
سینہ شریف کو پُر کرتے تھے گردن مبارک بہت خوبصورت تھی گویا نور کے
سانچے مین ڈھلی ہوئی تھی خوب صاف وشفاف دوش مبارک پُر گوشت و
خوبصورت اور دونون کندھون مین فرق تھا دست مبارک لمبے تھے یہ دلیل
سخاوت ہے اور جوڑ ہاتھون کے اور کندھون کے بڑے قوی اور مضبوط بلکہ سارے
بدن کے جوڑ ایسے ہی تھے کف دست مبارک پُر گوشت اور بہت کشادہ
یہ دونون نشانیان سخاوت کی ہین اور بہت نرم یہ شرافت خاندانی کی علامت ہے
کہ دیبا و حریر کی نرمی اُن کی نرمی کو نہین پہنچتی تھی بغلین آپ کی سفید اور
خوشبو اور بال اُن مین نہ تھے جیسا کہ قرطبی نے ذکر کیا ہے سینۂ بے کینہ چوڑا
پشت مبارک گویا چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی اُنگلیان دست مبارک کی
لمبی خوش نما درمیان دونون کندھون کے مُہر نبوت تھی اور وہ گوشت پارہ تھا
اُبھرا ہوا مانند بیضۂ کبوتر کے اور گرد اُس کے تل تھے اور چھوٹے چھوٹے بال
اور یہ جو مشہور ہے کہ اُس مین کلمہ لکھا ہوا تھا محدثین کے نزدیک یہ بات ثابت
نہین ہے چنانچہ ملا علی قاری نے لکھا ہے شرح شمائل مین کہ ہاتھون پر اور کندھون
پر اور سینہ پر اور پنڈلیون پر آپ کے بال تھے اور اور ایک باریک بالون کا خط سینہ

سے تا یہ ناف تھا خوش نما اور سوا اِس کے بدن مبارک پر بال نہ تھے۔
شکم مبارک ایسا صاف و شفاف و نرم تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خوب سفید و شفاف و صاف کاغذ کے تختے تہ بتہ کئے ہوئے ہین سینہ و شکم مبارک برابر تھا یعنی نہ شکم مبارک سینہ سے اونچا تھا نہ نیچا دبا ہوا دونون برابر ہموار **ساق مبارک** ہموار و صاف و گول فی الجملہ باریکی اُن مین تھی **قدم مبارک** کی کف پا پُر گوشت یہ تلوے دلیل استقامت ہین اور بیچ سے خالی اور اُنگلیان پائے مبارک کی قوی و خوش نما اور انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی انگوٹھے سے بڑی۔ غرض کہ سب خوبی و لطافت بدن مبارک اور اعضائے شریف مین جمع تھین ؎

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بیان نورانیت جسم مطہر
اور سایہ نہ ہونے کا سبب

پشت کی طرف سے بھی آپ کو ایسا ہی نظر آتا تھا جیسا سامنے سے اور بھید اِس کا یہ تھا کہ آپ کا بدن مبارک نوری تھا جیسے شمع کہ اُس کا رو پشت یکسان ہوتا ہے اور جو چیز کہ اُس کے مقابل ہو کسی طرف ہو روشن اور منکشف ہو جاتی ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا سایہ معلوم نہ ہوتا تھا اس لئے کہ سایہ جسم کثیف ظلمانی کا ہوتا ہے نہ لطیف نورانی کا۔ مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

پیغمبر ما نداشت سایہ	تا شک بہ دلِ یقین نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست	پیدا است کہ بر زمین نیفتد

جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جو آپ سے مصافحہ کرتا تمام دن اُس کے ہاتھ مین خوشبو رہتی۔ اور پسینہ بدن معطر کا ایسا خوشبو تھا کہ بعض بی بیون نے

سے شروع کرتے اور سیدھے ہاتھ سے کھانا کھاتے اور استنجا بائین ہاتھ سے کرتے اور جس چیز مین بوئے بد آتی جیسے کچا لہسن اور کچی پیاز نوش نہ فرماتے۔

مسواک آپؐ کو بہت دوست تھی اس لئے کہ اس سے مُنہ صاف رہتا ہی حالت مرض مین جب آپ کو مرض کی شدت تھی عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آپ کو دیکھنے آئے تو مسواک اُن کے ہاتھ مین تھی آپؐ نے وہ مسواک اُن سے لے لی اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی آپ نے اپنے دندان مبارک سے نرم کرکے دی آپؐ نے وہ مسواک کی اِس کا حضرت صدیقہؓ کو کمال فخر تھا۔

اور آپؐ کو گھوڑا بہت پسند تھا۔ دست مبارک گھوڑے کی پیشانی پر پھیرتے اور فرماتے کہ گھوڑے کی پیشانی سے برکت بندھی ہے۔

معجزات

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے بیشمار معجزات عنایت فرمائے اور جو معجزے اَور پیغمبرون کو ملے تھے آپ کو سب یکجا ہوکر ملے تھے۔ علماے محدثین اور اہل سیر نے اپنے علم کے موافق لکھے ہین۔ بعضون نے صرف معجزات ہی کے بیان مین جداگانہ ایک کتاب لکھی ہے جیسے امام جلال الدینؒ سیوطی نے ایک کتاب خصایص کبریٰ لکھی ہے۔ راقم الحروف نے وہ کتاب نہین دیکھی لیکن اَور کتابون سے کچھ مختصر معجزات یہان پر لکھتا ہون اِس لئے کہ مجھے سایۂ خلافت بھی اس کے بعد اسی کتاب مین لکھنی ہے اور ضعف بصارت روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اور انہین روزون مین بائین طرف کو کچھ سردی کا بھی ہرج ہوگیا ہے مگر اللہ تعالیٰ شانہ جو اپنے گنہگار بندون پر اُن کے

مان باپ سے ہزارون درجہ بڑھکر زیادہ رحیم اور مہربان ہے وہ مجھ سے یہ کام لے رہا ہے
وگرنہ میری صحت تو اس قابل نہ تھی کہ مین لکھ پڑھ سکتا۔ میرے برادر عم زاد سید شاہ
حکیم شرف الدین حسین مد اللہ عمرہٗ نے اللہ پر بھروسا کرکے میرا معالجہ شروع کیا اور
اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی کوشش کو قبول کیا۔ آج ذی الحجہ کی ۲ تاریخ ہے اور
ایسی سردی پڑ رہی ہے اور ہوا چل رہی ہے کہ الامان اور اپنے گھر کے دالان مین
اللہ تعالیٰ شانہ پر بھروسا کیے ہوئے یہ پاک کتاب لکھ رہا ہون الحمد للہ و الشکر للہ
اِس کتاب مین جہان جہان **میرے پیارے اللہ کا مبارک نام آیا ہے**
وہ مین نے دل کو ہوشیار اور آگاہ کرکے لکھا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ

اِس مقام پر پچاس معجزات تحریر ہوتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معجزہ اوّل۔ عمدہ ترین معجزہ قرآن مجید اور فرقان حمید ہے کہ ایسا معجزہ کسی
اَور پیغمبر کو عنایت نہین ہوا سب انبیا کے معجزے ایک وقت مین ظاہر ہو کر پھر معدوم
ہوجاتے تھے اور یہ معجزہ اب تک کہ ابتداے نزول سے تیرہ سو پچیس برس ہوئے
علیٰ حالہ باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ فصحاے عرب کہ
فصاحت و بلاغت مین بیعدیل تھے اور فی البدیہہ قصیدہ طویلہ اور نثر مسجع طویل
بے تکلف لکھ دیا کرتے تھے قرآن مجید کے مقابلہ سے عاجز رہے۔ آپ نے برملا
اُن سے کہا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی لاؤ تم کوئی قرآن کی سی کتاب اور بلاؤ
تم اپنے مددگارون کو سواے خدا کے اگر تم سچے ہو۔ برابر سورہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ
الْكَوْثَرَ۝ کے قرآن شریف مین تمام سورتون سے یہ چھوٹی سورت ہے مگر
برسون کے خیال اور محنت سے اس کا جواب نہ ہو سکا۔ آج تک دشمنانِ دین

اسی فکر مین غلطان ہین مگر سب ناکام اور قرآن شریف جیسا نازل ہوا ہے ابھی تک
ویسا ہی ہے ایک حرف بھی اس مین کم و بیش نہین ہوا اور انشاء اللہ تعالے
نہ آیندہ ہو۔ اور قرآن شریف مین بہت سی پیشین گوئیان ہین جو وقوع مین آئی ہین
جیسی خبر اُس مین تھی وہ ظہور مین آئی۔

پیشین گوئی اوّل۔ ہجرت شریف سے پہلے فارسیون مین اور رومیون مین
ملک عرب کے قریب جنگ ہوئی اور فارسی رومیون پر غالب آئے۔ مکہ کے کفار
بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ فارسی اہل کتاب نہین ہین وہ رومیون پر کہ
وہ اہل کتاب ہین غالب آئے۔ اسی طرح ہم اہل کتاب نہین ہین محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم پر غالب آئین گے کہ وہ اہل کتاب ہین۔ اللہ تعالیٰ شانہ
نے ابتداے سورہ روم مین خبر دی کہ فی الحال تو فارسی رومیون پر غالب آگئے
ہین مگر پھر رومی فارسیون پر غالب آجائین گے چند سال مین۔ نو برس کے اندر
مطابق اس خبر کے واقع ہوا اور جس روز کہ بدر مین مسلمانون کو کفار پر فتح ہوئی
ہے اُسی دن فارسیون پر رومی غالب آئے اللہ جل جلالہ نے اُسی دن آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مطلع فرمایا۔

پیشین گوئی دوم قرآن مجید۔ اور اُس آیت مین ایک دوسری پیشین گوئی
کا بھی ظہور ہوا ہے یَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ اُس دن خوش ہونگے
مسلمان اللہ کی مدد سے۔ مطابق اُس کے بھی واقع ہوا کہ جس دن رومی فارسیون
پر غالب آئے اُسی دن کہ روز بدر تھا مسلمانون کو بھی مدد ہوئی اللہ تعالیٰ شانہ کی
طرف سے کہ خوش ہوے۔ فرشتے مسلمانون کی مدد کے لئے نازل ہوئے اور فتح
عظیمہ کہ باعث تقویت عظیمہ ہوئی مسلمانون کو حاصل ہوئی۔

تیسری پیشین گوئی قرآن مجید۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے خبر دی تھی اسی قرآن

مجید مین کہ یہودی کبھی کسی لڑائی مین مسلمانون پر غالب نہ ہونگے اُس کے مطابق واقع ہوا کہ یہود بنی قریظہ اور بنی نضیر اور بنی قینقاع اور خیبر والے باوجودیکہ اِن کے قلعے بہت مستحکم اور محفوظا اور ساز و سامان جنگ بھی افراط کے ساتھ اور مردان جنگی بھی فوج اسلام سے بہت زیادہ تھے مگر مغلوب ہوئے کسی جگہ ان کو مسلمانون پر غلبہ نہین ہوا۔

چوتھی پیشین گوئی اللہ تعالیٰ شانہ نے قرآن مجید مین خبر دی تھی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خلافت راشدہ ملیگی اور اُن کے دین کو اُن کے وقت مین خوب قوت ہوگی اُس کے مطابق چار یار صفا خلیفۂ راشد ہوئے اُن کے وقت مین اسلام کو بڑی ترقی ہوئی مسلمانون کو مال غنیمت بہت ملا شاہان روم وعجم مفتوح ہوئے۔

معجزہ دوم۔ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز مین ایک آگ نکلے گی کہ اُس کی روشنی سے شہر بصریٰ کی پہاڑیان جن کا نام اعناق الابل ہے روشن ہونگی وہ ۶۵۴ھ ہجری مین متصل مدینہ طیبہ کے ایک آگ بطور شہر کے نکلی زمین سے اور ایک مدت تک رہی اور پھر معدوم ہوگئی اور تفصیل سے حال اُس آگ کا جل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز مین ہے کہ اُسی زمانہ مین قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کی ہے۔ اور تاریخ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفےٰ مین ہے کہ تصنیف سید سمہودی کی ہے۔ اور جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب تصنیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین مذکور ہے اور کلام المبین مین بھی کچھ حال اس کا ہی۔

معجزہ سوم۔ سنن ابوداؤد مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ قبل قیامت ترک مسلمانون کے ایک شہر کو کہ مسلمانون نے

آباد کیا ہوگا اور اُس کے بیچ مین دجلہ ہوگا گھیرین گے اور مسلمان وہان کے تین قسم ہوجائین گے بعضے بادشاہ ترک کی پناہ مین آجائین گے وہ ہلاک ہونگے اور بعضے اپنا مال واسباب عیال واطفال لیکر بھاگین گے وہ بھی ہلاک ہونگے اور بعضے ہتیار لین گے اور لڑین گے وہ شہید ہونگے اسی کے مطابق واقع ہوا کہ ترکان تاتاری نے شہر بغداد کو کہ بیچ مین اُس کے دجلہ ہے عہد معتصم باللہ خلیفہ عباسی مین آکے گھیرا اور خلیفہ بغداد اور قاضی وغیرہ پناہ مانگ کر بادشاہ اتراک کے پاس حاضر ہوئے اُس ظالم نے جب بغداد سے کوچ کیا دوسری منزل مین اُن سب کو قتل کیا اور کچھ لوگ مع عیال واطفال بھاگ گئے تھے وہ بھی مارے گئے اور تباہ ہوئے اور ایک جماعت نے جہاد کیا اُن کے چہرے گلگونۂ شہادت سے رنگین ہوئے۔

معجزہ چہارم۔ عمار بن یاسر کے لئے آپ نے فرمایا کہ گروہ باغیون کا اُنہین قتل کرے گا مطابق اُس کے واقع ہوا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لشکر معاویہ کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔

معجزہ پنجم۔ آپ نے خبر دی تھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بلوے مین شہید ہون گے مطابق اُس کے واقع ہوا۔

معجزہ ششم۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق مین آپ نے شہادت کی خبر دی تھی کہ قاتل اُن کا سر مین تلوار مارے گا اور ڈاڑھی پر خون بہے گا مطابق اُس کے ہوا۔

معجزہ ہفتم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق مین آپ نے خبر دی تھی کہ اُن کے سبب سے اللہ تعالےٰ شانہ دو مسلمانون کے بڑے گروہون مین صلح کراویگا وہ امر واقع ہوا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دونون گروہون کو مسلمان فرمایا ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت

معاویہؓ سے صلح کرلی۔

معجزہ ہشتم۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے آپؐ نے خبردی تھی کہ کربلا مین شہید ہون گے وہی ہوا۔

معجزہ نہم۔ فتح بیت المقدس کی آپؐ نے خبردی تھی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت مین فتح ہوا۔

معجزہ دہم۔ آپؐ نے خبردی تھی کہ سفید محل کسریٰ مین جو خزانہ ہے مسلمانون پر تقسیم ہوگا وہ عہد خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شہر مداین دار السلطنت یزدجرد بادشاہ فارس کو فتح کیا اور محل سفید کا خزانہ اُسی شہر مین تھا مسلمانون کے ہاتھ آیا۔

معجزہ یازدہم۔ خارجیون کے ظہور کا حال اور ذوالثدیہ کا بیان اور ایک اہل حق کے ہاتھ سے اُس کا قتل ہونا آپؐ نے خبردی تھی وہ واقعہ آپؐ کی خبر کے مطابق ہوا اور یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت مین واقع ہوا کہ خارجیون نے جماؤ کیا عبداللہ بن وہب اُن کا سردار تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اُن پر لشکر کشی کی اور اُن کا پورا استیصال کردیا۔ حضرت ابوسعید خدری راوی اِس حدیث کے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھے اور ذوالثدیہ کہ ایک ہاتھ عورت کی پستان کی طرح تھا وہ خارجیون مین پایا گیا۔

معجزہ دوازدہم۔ رافضیون کے پیدا ہونے کی خبر آپؐ نے دی تھی اور فرمایا کہ وہ لوگ سلف کو بُرا کہین گے اور حضرت علیؓ کو بہت بڑھاوین گے اُس کے مطابق ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت مین باغواے عبداللہ بن سبا یہ فرقہ پیدا ہوا۔

معجزہ سیزدہم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آپؐ نے فرمایا تھا کہ

فتنہ وفساد ان کے سبب سے بند رہیگا یعنی دین اسلام کا انتظام ان کے عہد مین خوب اچھا رہیگا واقعی وہی ہوا اسلام کی کوئی بات آپ کے عہد مین بگڑی نہین فتوحات اسلام آپ ہی تک رہی۔

معجزہ چہاردہم۔ آپؐ نے خبر دی تھی کہ بادشاہ فارس کے ہاتھ کے کنگن سُراقہ بن مالک کے ہاتھ مین پہنائے جائین گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مین یہ واقعہ ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کنگن سُراقہ بن مالک کو پہنائے وہ اُن کے مونڈھے تک آئے اور آپ نے اُنہین کو دیدئے کہ رسول اللہ کی غرض یہی تھی کہ سُراقہ کو دیدئے جائین سُراقہ اُس سے بہت مالدار ہو گئے تھے یہ کنگن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتؐ کی خبر کی تصدیق کرنے کی غرض سے پہنائے تھے وہ ہمیشہ نہین پہنے رہتے تھے۔

معجزہ پانزدہم۔ آپؐ نے خبر دی تھی کہ مصر مسلمانون کے ہاتھ پر فتح ہوگا اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ مصر مین تم دو آدمیون کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھو گے تو وہان سے چلے آئیو مطابق اُس کے واقع ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت مین مصر فتح ہوا اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن عبدالرحمٰن بن سرجبیل بن حسنہ اور ربیعہ اُس کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا یہ وہان سے فوراً چلے آئے حضرتؐ کا ارشاد انہین یاد آگیا۔

معجزہ شانزدہم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپؐ نے فرمایا تھا کہ شہید ہونگے وہی ہوا۔ ابولولو مجوسی کے ہاتھ سے صبح کے وقت نماز پڑھتے مین شہید ہوئے آپ کی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی ایک ہی شان ہے وقت بھی نماز صبح کا دونون کو ملا قاتل بھی دونون کا غلام

معجزہ ہفدہم - عدی بن حاتم سے آپؐ نے فرمایا تھا کہ ملک عرب مین بسبب انتظام اسلام کے ایسا امن طریق ہو جائے گا کہ تم دیکھو گے کہ ایک عورت تنہا کجاوہ شتر پر سوار ہو کر حیرہ سے حج کرنے کو آئے گی اور کچھ خوف سوائے خدائے تعالیٰ شانہ کے اور کسی کا نہ ہو گا بالکل اُس کے موافق ہوا عدی بن حاتم نے زن شتر سوار کو کہ تنہا حیرہ سے حج کے لئے آئی تھی دیکھا ہے۔

معجزہ ہیژدہم - آپؐ نے خبر دی تھی کہ احجار الزیت پر کہ مدینہ کے ایک طرف چکنے پتھر ہین معلوم ہوتا ہے کہ اُن پر تیل چپڑا ہوا ہے خون بہے گا یہ واقعہ عہد حکومت یزید پلید لعنۃ اللہ علیہ مین واقع ہوا اُس کی تفصیل یہ ہے کہ مدینہ کے لوگ یزید پلید سے منحرف ہو گئے تھے اور اُس کے لشکری اور سول کے سب حکام بنی اُمیّہ تھے اُس مردود نے اُن کے مشورے سے ایک بڑا لشکر مسرف بن عقبہ کے ہمراہ کر کے بھیجا تو مقام حرّہ مین یہ جنگ واقع ہوئی جہان احجار الزیت تھی وہ چکنے پتھر ہین اُن پر پانی کی طرح خون بہا اور حرم مدینہ کی بے حرمتی بھی کی گئی اسی کا نام واقعہ حرہ ہوا۔

معجزہ نوزدہم - آپؐ نے خبر دی تھی کہ میری اُمت کے لوگ دریائے شور مین جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرین گے اور ام حرام بنت ملحان اُن مین ہون گی عہد خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین یہ واقعہ پیش آیا اس لشکر اسلام کے امیر معاویہ بن ابوسفیان تھے اور ام حرام بھی وہان تھین مراجعت کے وقت سواری سے گر کر انتقال کیا۔

معجزہ بستم - آپؐ نے خبر دی تھی کہ ازواج مطہرات مین سے سب سے اوّل اُن بی بی کی وفات میری وفات کے بعد ہو گی جو لمبے ہاتھ والی ہے تو ہر بی بی تنکے سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگین - آپؐ نے فرمایا کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت ہے

وہی ہوا کہ ازواج مین سے بہت سخی حضرت زینب تھین انہین کا انتقال سب سے پہلے ہوا۔

معجزہ بست ویکم۔ حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسبت آپؐ نے خبر دی تھی کہ یہ شہید ہونگے وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوئے۔

معجزہ بست و دوم۔ شق القمر۔ ایام منا مین کفار مکہ ابو جہل وغیرہ نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپ ہمین چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکھادین۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین اِن لوگون کی التجا پیش کی پروردگار تعالیٰ شانہ کے حکم سے چاند فوراً دو ٹکڑے ہوگیا جبل حرا دونون ٹکڑون کے بیچ مین نظر آتا تھا دونون ٹکڑون مین اتنا فصل ہوگیا تھا آپ نے پکار کر کہا کہ گواہ رہو اِس معجزہ کو سب نے مشاہدہ کیا لیکن بسبب شقاوت ازلی کے ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ جادو ہے اور اپنے مشاہدہ کو کہا کہ جادو سے ہماری نظرین باندھ دی ہین۔

معجزہ بست وسوم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خیبر مین ایک دن جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو کا تکیہ کئے ہوئے آرام فرما رہے تھے اور آفتاب غروب ہوگیا جب آپ جاگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ میری عصر کی نماز فوت ہوگئی آپؐ نے اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین دعا کی آفتاب پھر آیا دھوپ ہوگئی حضرت علیؓ نے نماز عصر کی پڑھ لی۔

کیون بھئی بے نماز درویشو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتے ہو یا نہین مانتے ـــــ

معجزہ بست وچہارم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مان اُن کے پاس مدینہ مین آئین اُنھون نے اپنی مان سے اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی

اُنھون نے انکار کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
بُرا کہا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا رنج ہوا وہ روتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین آئے اور یہ حال عرض کیا اور اپنی مان
کے لئے اسلام لانے کی دعا کی درخواست کی آپ نے اُن کے واسطے ان الفاظ
سے دعا کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یا اللہ اسلام کی ہدایت کر ابوہریرہ کی
مان کو۔ بعد اس کے اَبِیْ ھُرَیْرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کو گئے تو دیکھا کیواڑ
بند تھے اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ ابوہریرہ نے کیواڑ کھلوائے اُن کی مان
نے کہا ٹھیرو جب نہا چکین تو حضرت ابوہریرہؓ کو بلایا اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوہریرہؓ نہایت خوش ہوئے
اور خوشی کے سبب سے اُن کو رونا آگیا اور روتے ہوئے ہی حضور اقدس مین
حاضر ہوئے۔ یہ دعا ہے جسے تیر بہدف کہتے ہین۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے حضور مین صورت حال عرض کی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَشْرَفِ
الْمُرْسَلِیْنَ حَبِیْبِكَ وَصَفِیِّكَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

معجزہ بست و پنجم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھوڑے چھوارون مین دعاے برکت کی اور فرمایا
کہ اپنے توشہ دان مین ڈال رکھ اُن چھوارون مین ایسی برکت ہوئی کہ حضرت
ابوہریرہ قریب تیس۳۰ برس کے ہمیشہ اُن چھوارون مین سے خرچ کرتے رہے اور
بہت کچھ اُس مین سے اللہ کی راہ مین دئے اور وہ کم نہ ہوئے۔ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے روز وہ توشہ دان کھویا گیا حضرت ابوہریرہؓ
کو بڑا رنج ہوا۔ یہ شعر اُن کا اسی واقعہ کے لئے مشہور ہے **شعر**

لِلنَّاسِ ھَمٌّ وَّلِیْ فِی الْیَوْمِ ھَمَّانِ	فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّیْخِ عُثْمَانِ

یعنی لوگون کو ایک غم ہے اور مجھے آج دو غم ہین ایک گم ہو جانا توشہ دان کا اور دوسرا مقتول ہونا حضرت عثمان کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

معجزہ بست و ششم۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ خیبر مین پنڈلی سخت مجروح ہو گئی تھی کہ اُمید زندگی نہ تھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُس پر پھیر دیا فوراً زخم اچھا ہو گیا۔

معجزہ بست و ہفتم۔ قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک غزوے مین کسی زخم کے سبب سے آنکھ ایک طرف کی بہہ کر رخسارے پر آگئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُس کو اپنی جگہ پر رکھ کر پٹی باندھ دی اللہ تعالیٰ شانہ نے اُسے فوراً اچھا کر دیا اور اُس آنکھ سے زیادہ روشنی آگئی۔

فائدہ۔ یہ معجزہ اولاد قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین بطور فخر کہا جایا کرتا تھا جب قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عمر بن عبد العزیز خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو گئے تو اُنھون نے یہ اشعار پڑھے

نظم

اَنَا بْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ	فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَیَّمَا رَدِّ
فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ بِاَحْسَنِ وَجْہِہَا	فَیَا حُسْنَ مَا عَیْنٍ وَّیَا حُسْنَ مَا خَدِّ

ترجمہ مین بیٹا اُس شخص کا ہون کہ بہ آئی تھی آنکھ اُس کی پھر پھیر رکھی گئی کف مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سبب سے کیا اچھا پھیر رکھنا ہے پھر وہ ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی کیا اچھی وہ آنکھ تھی اور کیا خوب وہ رخسارہ۔

معجزہ بست و ہشتم۔ ایک صحابیؓ کے ہاتھ مین غدود تھا ایسا سخت کہ اُس کے سبب سے وہ تلوار نہین پکڑ سکتے تھے آپ نے اپنے کف مبارک اُس پر رکھ کر اُسے دبا کر ہاتھ کو چکر دیا اُسی وقت وہ غدود جاتا رہا اور ہاتھ تلوار پکڑنے کے قابل ہو گیا۔

معجزہ بست و نہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا آپ نے فرمائی کہ سردی و گرمی کی تکلیف اُنہین کبھی نہ پہنچے تو ایسا حال اُن کا ہوگیا تھا کہ گرمیون مین جاڑون کے کپڑے اور جاڑون مین گرمیون کے کپڑے آپ رضؓ پہنا کرتے اور کچھ تکلیف آپ کو نہ ہوتی۔

معجزہ سی ام۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ سعد کی دعا قبول فرما پھر جو دعا حضرت سعد رضؓ اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین کرتے وہ قبول ہوتی۔

معجزہ سی و یکم۔ حضرت انس بن مالک کے لئے آپ نے طول عمر اور کثرت اولاد اور برکت کی دعا کی تھی تو سو برس سے زیادہ اُن کی عمر ہوئی اور اولاد کی بھی بہت کثرت ہوئی یہان تک کہ اُن کی حیات مین سو سے زیادہ بیٹے اور پوتے ہو چکے تھے اور برکت کا اُن کے اموال مین یہ حال تھا کہ باغ اُن کا ہر سال مین دو بار پھل لاتا تھا۔

معجزہ سی و دوم۔ ایک اندھا آدمی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین حاضر ہوا اور اُس نے درخواست کی کہ میری آنکھین اچھی ہوجائین آپ نے حکم کیا کہ اچھی طرح وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ بعد نماز یہ دعا پڑھ۔

دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ لِيَكْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ترجمہ دعا یا اللہ بیشک مین سوال کرتا ہون تجھسے اور پیش کرتا ہون تیرے سامنے تیرے پیغمبر محمدؐ کو جو نبی رحمت ہین یعنی شفاعت کے لئے اور اے محمد پیش کرتا ہون آپ کو اپنے رب کے سامنے اسلئے کہ میری آنکھین کھولدے یا اللہ تعالیٰ شانہ اُن کی شفاعت میرے لئے قبول فرما اُس نابینا نے ویسا ہی کیا اُسی وقت اُس کی آنکھین روشن ہوگیئن۔

فائدہ- عثمان بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس حدیث کی روایت ہے اور یہ طریقہ صلوٰۃ الحاجت کہلاتا ہے حضرت عثمان بن حُنَیف اور اُن کے خاندان کے عمل مین تھا وہ لوگون کو سکھلا دیتے تھے اور حاجتین اُن کی پوری ہوجاتی تھین اور بجاے لِیَکْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ کے یہ پڑھے فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتَقْضٰی لِیْ اور دل مین جو مطلب رکھتا ہو قصد کرے۔

معجزہ سی و سوم- ایک اعرابی ایک سوسمار پکڑے لئے جاتا تھا راہ مین ایک مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مع اصحاب بیٹھے ہوئے دیکھا اُس نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہین حاضرین جلسہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے پیغمبر ہین وہ یہ سُنکر آپ کی جناب مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ مین آپ کی نبوت کی جب شہادت دون کہ جب یہ سوسمار آپ کا کلمہ پڑھے اور اُس کو آپ کے سامنے ڈال دیا بحکم خدا وہ سوسمار گویا ہوا اور بزبان فصیح اللہ تعالیٰ شانہ کی توحید اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا وہ اعرابی اُسی وقت ایمان لایا اور اپنی قوم سے یہ ماجرا بیان کیا وہ لوگ سب کے سب جمع ہوکر حاضر ہوئے اور ایمان لائے

معجزہ سی و چہارم- صحیح مسلم مین حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر مین آپ نے میدان مین قضاے حاجت کا قصد فرمایا وہان کچھ آڑ نہ تھی اور درخت اُس میدان مین الگ الگ دور دور نظر پڑے آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کی ایک شاخ پکڑکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم سے میری فرمان برداری کرو وہ درخت آپ کے ساتھ اس طرح ہولیا کہ جس طرح اونٹ اپنے مہار پکڑنے والے کے ساتھ پیچھے پیچھے چلتا ہے آپ نے اُس کو اُس جگہ ٹھیرایا جو بیچا بیچ مسافت کا تھا دونون درختون مین- اور دوسرے

درخت کو بھی اُسی طرح شاخ پکڑکرلے آئے اور دونون درختون سے آپ نے فرمایا
کہ ملجاؤ وہ دونون مل گئے آپ نے اُن کی آڑ مین قضاے حاجت سے فراغت
فرمائی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ میرا خیال اُور طرف تھا پھر مین نے دیکھا کہ
آپ تشریف لاتے ہین اور دونون درخت اپنی اپنی جگہ جاکر قائم ہوگئے۔

معجزہ سی و پنجم ۳۵- آپ ایک جنگل مین چلے جاتے تھے ایک ہرنی نے آپ کو
پکارا کہ یارسول اللہ آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی سورہا ہے اور ہرنی بندھی ہے
آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے اُس نے عرض کی کہ اس اعرابی نے مجھے
شکار کیا ہے اور میرے بچے اِس پہاڑ مین ہین اور وہ بھوکے ہین اور میرے تھن
دودھ سے بھرے ہین آپ مجھے کھول دین مین دودھ پلاکے ابھی آجاؤن گی
آپ نے اُس سے عہد لیا اُس نے کہا کہ مین ضرور آؤن گی آپ نے ہرنی کو
کھول دیا وہ حسب وعدہ بچون کو دودھ پلاکے پھر آگئی آپ نے اُسے پھر باندہ دیا
اسی عرصہ مین وہ اعرابی جاگا آپ کے تشریف رکھنے کا سبب پوچھا آپ نے
بیان کیا اور آپ کی مرضی مبارک کے موافق اُس اعرابی نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور
وہ کلمہ پڑھتی ہوئی جنگل کو چلی گئی۔

معجزہ سی و ششم ۳۶- مسجد شریف مین ایک ستون سے آپ تکیہ لگاکر خطبہ
پڑھا کرتے تھے جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو آپ نے منبر پر خطبہ پڑھا وہ ستون
ایکبارگی چلا چلا کے رونے لگا اس طرح کہ یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ اب یہ ستون
پھٹ جائے گا آپ نے منبر سے اُتر کر اُس ستون کو چمٹا لیا تب وہ آہستہ آہستہ
رونے لگا اور دیر مین چپ ہوا۔ یہ حدیث گریہ ستون متواتر ہے حضرت حسن بصری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانون ایک لکڑی کا جناب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عشق مین یہ حال ہوا تمھین تو اس سے

بہت زیادہ عشق آپ کا ہونا چاہیئے۔

معجزہ سی و ہفتم۔ ایک بار آپ نے منبر پر خطبے مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنی بزرگی فرماتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ یعنی مین جبار ہون مین بڑا ہون بہت بلندی والا۔ یہ کلمات آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے کہ منبر شریف کو رعشہ ہوا اور وہ ہیبت سے کانپنے لگا اور پورا منبر ہل گیا۔

میرے پیارے عزیزو اس کاٹھ کے منبر شریف سے اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت کے آداب سیکھو یہ بات تو تم کو معلوم ہے کہ وہ پاک پروردگار تعالیٰ شانہ آسمان و زمین وعرش وکرسی چاند سورج دریا پہاڑ وغیرہم سب کا خالق ہے اور سب کو عدم سے وجود مین لایا اور پھر سب کو معدوم کردے گا اُس سے تو تم کچھ نہین ڈرتے اور جو ایک حاکم خدا ناشناس ایک سوا گز اونچی زمین پر کرسی بچھائے ہوئے چند روز کے واسطے بیٹھا ہے اُس سے ڈرے جاتے ہو۔ یہ مین نہین کہتا کہ اُس سے مت ڈرو نہین ڈرو اور ضرور ڈرو یہ انتظام بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے لیکن دنیا بھر کے مالک سے کم سے کم اتنا تو ڈرو کہ جیسا حاکم وقت سے ڈرتے ہو۔ اور اُس سے ڈرنا کیا ہے یہ ہے کہ اُس کے فرمان بجالاؤ اور نافرمانیون سے بچو اللہ تعالیٰ شانہ تم کو توفیق عطا فرمائے اللھم آمین۔

معجزہ سی و ہشتم ایک دن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم مع اپنی اولاد کے صبح کو اپنے گھر مین ہونا مین آؤن گا صبح کو آپ وہان تشریف لے گئے اور حضرت عباس رض اور اُن کی اولاد کو ایک کپڑا اوڑھایا اور دعا کی کہ یا اللہ ان کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھیو جیسے مین نے اس کپڑے سے اِن کو ڈھک لیا ہے اُس وقت اُس مکان کی چوکھٹ اور بازو سے آواز آمین کہنے کی آئی۔

معجزہ سی و نہم۔ ایک سفر مین آپ کی ایک اونٹنی گم ہو گئی ایک منافق نے ایک صحابی کے ڈیرے مین یہ بات کہی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آسمان کی خبرین بتاتے ہین یہ معلوم ہی نہین کہ اُن کی اونٹنی کہان ہے اُسی وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو مطلع فرمایا اس منافق کے قول سے اور یہ خبر بھی دی کہ فلان مقام پر اونٹنی کی مہار ایک درخت مین اولجھ گئی ہے آپ نے اپنے خیمہ مین اُن صحابی کے روبرو جن کے ڈیرے مین منافق نے طعن کیا تھا ارشاد فرمایا کہ ابھی ایک منافق نے یہ بات کہی ہے مین تو یہ دعویٰ نہین کرتا کہ بغیر اللہ تعالیٰ شانہ کے بتائے مجھے کچھ معلوم ہو جاتا ہے اب خدائے تعالیٰ شانہ نے مجھے بتایا ہے کہ فلان مقام پر اونٹنی کی مہار ایک درخت مین اولجھ گئی ہے لوگون نے اُسی مقام پر اُسی کیفیت سے اونٹنی کو پایا اور لے آئے اُن صحابی نے اپنے ڈیرے مین جا کر یہ سب قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اُنہین کے ڈیرے مین منافق نے یہ بات کہی تھی اور نام اُس منافق کا زید بن لصیب تھا بہ لام وصاد مہملہ۔

معجزہ چہلم۔ عبداللہ بن جحش کی تلوار غزوہ اُحد مین ٹوٹ گئی آپ نے ایک لکڑی اُن کو دی اُس نے تلوار ہو کر اپنے جوہر دکھا دئے وہی کام کیا جو تلوار کرتی ہے اور ہمیشہ اُن کے پاس رہی۔

معجزہ چہل و یکم جابر بن عبداللہ بجلیٰ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر نہین ٹھیر سکتے تھے اُنہون نے یہ حال حضورؐ مین عرض کیا آپ نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا اور اُن کے لئے دعا کی کہ گھوڑے پر ثابت رہین اور گرین نہین بعد اسکے وہ خوب سوار ہو گئے اور کبھی گھوڑے پر سے نہ گرے۔

معجزہ چہل و دوم۔ ابو طلحہ انصاری کا ایک گھوڑا بہت کُند رفتار تھا

ایک بار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس پر سوار ہوئے تو ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ مانند دریا کے چال چلتا تھا۔

معجزہ چہل وسوم۔ ایک باغ مین آپ تشریف لے گئے وہان کچھ بکریان تھین سب نے آپ کو سجدہ کیا۔

معجزہ چہل وچہارم۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا حال عرض کیا قلت علف اور کثرت مشقت ومحنت کی شکایت کی آپؑ نے اُس کے مالکون سے اُس کی سفارش کی۔

ف۔ اونٹ کا سجدہ کرنا آپ کو بہت طریقون سے محدثین کے نزدیک ثابت ہی۔

معجزہ چہل وپنجم۔ رُکانہ مکّہ معظمہ مین ایک بڑا پہلوان تھا کسی سے اُس کی پیٹھ نہ لگی تھی ایک دن آپ اُس کے جنگل مین جہان وہ بکریان چراتا تھا رونق افروز ہوسے اُس نے کہا کہ آپ ہمارے معبودون کو بُرا کہتے ہین اس وقت آپ خوب اکیلے مجھے یہان مل گئے آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوجا اُس نے کہا کہ آپ مجھ سے کشتی لڑین اگر آپ مجھے پچھاڑین تو مین آپ کو دس بکریان دونگا آپ نے اُس سے زور کیا اور فوراً اُسے پچھاڑا اُس نے کہا کہ لات وعزیٰ نے میری مدد نہ کی اور آپ کا رب غالب آیا آج تک میری پیٹھ زمین پر کسی نے نہین لگائی تھی پھر لڑو دس بکریان اَور دونگا پھر آپ نے اُس کو پچھاڑا پھر اُس نے ویسی ہی تقریر کی اور بار سوم بھی وہ پچھڑا اُس نے کہا کہ تیس بکریان میری بکریون مین سے پسند کرلو آپ نے نہ لین اور فرمایا کہ میری خوشی یہ ہے کہ تو مسلمان ہوجا۔ تاکہ دوزخ سے نجات پاوے اُس نے معجزہ طلب کیا ایک درخت سمرہ کا وہان تھا آپ نے اُس درخت کو وہان سے جہان تھا اپنے پاس بُلایا وہ درخت دوشاخہ تھا بیچ مین چر کے دو ہو گیا جو شاخ اُس کی آپ کی طرف تھی آپ کے پاس

چلی آئی اور ایک وہین کھڑی رہی وہ اِس سے بہت متحیر ہوا اُس نے کہا کہ اب اِس سے کہدیجئے کہ وہین چلی جائے آپ نے فرمایا کہ اگر یہ وہین چلی جائے تو تو مسلمان ہوجائیگا اُس نے کہا ہان اُس درخت سے آپ نے فرمایا وہ پھر اپنی جگہ پر چلی گئی اور دونون مل کر ایک ہوگئے آپ نے کہا کہ اب مسلمان ہوجا۔ رکانہ نے کہا اگر مین مسلمان ہوجاؤن گا تو مکہ کی عورتین کہین گی کہ رکانہ سا پہلوان مارے ڈر کے مسلمان ہوگیا۔ لیکن فتح مکہ کے دن وہ اسلام لایا۔

معجزہ چہل و ششم۔ ایک اعرابی نے حضور اقدس مین خشک سالی کی شکایت کی کہ مینہ نہ برسنے سے لڑکے بالے اور چارپائے سب مرے جاتے ہین آپؐ نے بارش کے لئے دعا فرمائی اُسی وقت پانی برسنا شروع ہوا اور دوسرے جمعہ تک اتنا برسا کہ لوگ گھبرا گئے اُسی اعرابی نے یا کسی اَور نے پھر آکر عرض کی کہ اب بارش کے سبب سے بڑی تکلیف ہے آپ نے فرمایا کہ یا اللہ ہمارے گرد برسا ہم پر نہ برسا آپؐ نے جدھر اشارہ کیا اُدھر کھُل گیا اور مدینہ کے گرد اگرد برستا رہا۔

معجزہ چہل و ہفتم۔ نجاشی بادشاہ حبشہ کا جب انتقال ہوا اُسی وقت آپ نے مدینہ مین خبر دی اور اُس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

فائدہ۔ اِسی حدیث کے موافق امام شافعی کے نزدیک نماز جنازہ غائب پر جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اُس وقت جنازہ نجاشی کا آپ کے سامنے حاضر تھا آپ نے غائب پر نماز نہین پڑھی تھی۔

معجزہ چہل و ہشتم۔ ایک یہودی مدینہ طیبہ کے متصل بکریان چرا رہا تھا ایک بھیڑیا اُس کی بکری پکڑ کے لے چلا یہودی نے دوڑ کر بھیڑئے سے بکری کو چھین لیا بھیڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ تو نے میرا رزق جو خدا نے مجھے دیا تھا

چھین لیا بکری چرانے والا متحیر ہوگیا اور کہنے لگا کہ بھیڑیا آدمی کی طرح باتین کرتا ہے بھیڑئے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ درمیان ان دونون پہاڑون کے یعنی مدینہ مین محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باتین گذری ہوئی اور آنے والی بیان کرتے ہین۔ اُس یہودی نے اُسی وقت حضور اقدس مین حاضر ہوکر یہ حال بیان کیا اور مسلمان ہوگیا۔

معجزہ چہل ونہم۔ ایک بار ابوجہل نے کہا کہ اگر مین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھونگا مٹی مین مُنہ ملتے تو مین اپنی لات سے اُن کی گردن دبا دونگا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسجد حرام مین تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے سجدے کے وقت اُس ملعون نے اُسی قصد سے آپ کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ کیا آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی بے تحاشا اپنی پشت کی طرف بھاگا لوگون نے کہا کہ خیر ہے کیا واقعہ پیش آیا اُس نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ میرے اور محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیچ مین ایک خندق آتشین ہے اور مجھے پر فرشتون کے نظر آئے اس لئے مین پیچھے کو ہٹا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اُس کی بوٹی بوٹی کر ڈالتے۔

معجزہ پنجاہم۔ ایک مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ سے درخواست کی کہ یا حضرت مجھے جبرئیلؑ کو دکھا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکوگے اُنہون نے کعبہ شریف کی چھت پر حضرت جبرئیل کو دیکھا پر اُن کے زبرجد کے نہایت درخشان اُن کی چمک سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھین جھپک گئین اور غش کھاکر گر پڑے بعد اس کے حضرت جبرئیل علیہ السلام غائب ہوگئے۔

اوّل حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن
قصی بن کلاب اور والدہ اُن کی فاطمہ بنت زایدہ عامریہ اور کنیت ام ہند تھی ایام
جاہلیت مین آپ کو طاہرہ کہتے تھے پیشتر بقول عتیق ابن عایذ مخزومی کے نکاح مین تھین
اُس سے ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور بعض کے نزدیک اوّل زوج نباش تھا
کذا فی المواہب اللدنیہ اور بہجۃ المحافل مین صرف ایک بیٹی لکھی ہے بعد اُس کے
ابوہالہ نباش ابن زرارہ تمیمی کے نکاح مین آئین اُس سے بھی ایک بیٹا ہالہ اور ایک بیٹی
مسماۃ ہند پیدا ہوئی - جب وہ مرا تو جناب رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے نکاح مین آئین اس زمانہ مین عمر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی
چالیس برس کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پچیس برس
کی - انھین سے آپ کی اولاد پیدا ہوئی اور کسی بی بی سے نہین ہوئی - وفات حضرت
خدیجۃ الکبریٰ ماہ رمضان سال دہم بعثت مین قبل ہجرت کے واقع ہوئی حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بہ نفس نفیس خود اُن کو قبر مین رکھا اور دعا فرمائی
کیونکہ اُس وقت تک نماز جنازہ فرض نہین ہوئی تھی - اور مقبرہ شریف مکہ معظمہ مقام

چھون مین واقع ہے۔ عمر شریف آپ کی پینسٹھ برس کی ہوئی فضائل اور مناقب آپ کے کتب حدیث مین مذکور ہین۔

جب تک آپ زندہ رہین حضور پُرنور نے دوسری عورت سے نکاح نہین کیا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت ام المومنین کے پاس بکر یعنی کوارے پہنچے اُس وقت تک کسی عورت کو آپ نے چھوا بھی نہین تھا۔ اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آپ کو افضل نسار امت فرمایا ہے جس طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فرمایا ہے اسی سبب سے علمار کو اختلاف ہے۔ بعض حضرت خدیجہؓ کو افضل کہتے ہین اور بعض حضرت عائشہؓ کو اور کچھ لوگ توقف کرتے ہین۔ مگر بہجۃ المحافل مین ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک خدیجۃ الکبریٰؓ افضل ہین مگر حضرت فاطمہؓ بضعۃ الرسولؐ سب سے افضل ہین۔ چوتھی فضیلت جبریل علیہ السلام نے سلام رب العزت جل جلالہ وتعالیٰ شانہ وعم نوالہ بواسطہ حضرت رسولؐ اللہ آپ کو پہنچایا۔ پانچوین فضیلت جب تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ زندہ رہین کبھی آپ کو آزردہ نہین کیا۔ چھٹی سب اولاد حضرتؐ کی انہین سے ہوئی مگر حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے ہوئے۔ ساتوین فضیلت جب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئین اور وقت سکرات موت کا آیا تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُن کی بالین پر رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ تمھارا کرب واضطراب مجھ کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اور مفارقت تمھاری مجھے مشکل نظر آتی ہے اے خدیجہ مین تمھین بشارت دیتا ہون کہ بہشت مین بھی میرے نکاح مین ہوگی اور مریم مادر عیسیٰ اور کلثم خواہر موسیٰ اور آسیہ خاتون فرعون بھی میرے نکاح مین ہونگی حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے فرمایا آپ کو مبارک ہو اور یہ کہکر انتقال فرمایا جنت کو تشریف لے گیین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دوم حضرت سودہ ام الاسود بنت زمعہ ابن قیس بن عبد شمس بن عبدود

بن مالک ابن حسیل بن عامر بن لوی بن غالب القرشی والدہ ان کی شموس بنت قیس
ابن عمرو بن زید بن لبید بن خداش تھین اول سکران بن عامر اپنے چچیرے بھائی کے
نکاح مین تھین رہ بھی پہلے اسلام لایا اور مع سودہ مسلمہ جانب حبش گیا اور وہان جاکر
ترسا ہوگیا اور اُسی حالت مین مکہ مین آکر مرگیا کہ سودہ بیوہ ہوگئین ایک بیٹا مسمیٰ
عبدالرحمن سکران سے تھا وہ جنگ جلولا مین کہ ایک قریہ قریات فارس سے ہے
عہد خلافت حضرت فاروق اعظم مین شہید ہوا ۱۶ھ ہجری تھے۔

حضرت سودہ نے اپنے شوہر کی زندگی مین جب حبش سے مکہ مین آئین تو
خواب دیکھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میری طرف آئے اور اپنے
پاؤن میری گردن پر رکھے۔ جب مین بیدار ہوئی تو یہ خواب مین نے اپنے شوہر سے بیان کیا
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو مین مرون گا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم تجھ سے نکاح کرین گے۔ پھر دوسری بار آپ نے یہ خواب دیکھا کہ مین تکیہ لگائے
بیٹھی ہون اور ماہتاب آسمان سے آکر مجھ پر گرا یہ خواب بھی آپ نے اپنے شوہر سے
بیان کیا اُس نے اس کی تعبیر بھی یہی کہی کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو مین مرون گا اور تو
دوسرا شوہر کریگی بعد اس کے سکران بیمار ہوا اور چند روز مین مرگیا کہ حضرت سودہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوگئین اور بعد وفات حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا خولہ بنت حکیم زوجہ عثمان ابن مظعون کی معرفت پیغام نکاح بھیجا
حضرت سودہؓ نے اپنے باپ سے اذن لیکر قبول کیا کہ سال دہم نبوت مین حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے چارسو درہم مہر معین کرکے نکاح کیا۔

اہل تحقیق نے نکاح سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبل نکاح حضرت ام المومنین
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کیا ہے مگر اس مین خلاف نہین ہے کہ ایک ہی سال و
ماہ مین یعنی شوال سال دہم نبوت مین دونون سے نکاح کیا ہے اور چونکہ عمر سودہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی زیادہ تھی اس سبب سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سال ہشتم ہجرت مین طلاق دینے کا ارادہ کیا تورات کے وقت حضرت سودہؓ رسول اللہ کے سرراہ جا بیٹھین جس وقت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت عائشہؓ صدیقہ کے گھر تشریف لیجانے لگے تو حضرت سودہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو طلاق نہ دیجئے مین مرد کی خواہش نہین رکھتی ہون مگر یہ چاہتی ہون کہ قیامت کے دن آپ کی ازواج مین اُٹھائی جاؤن اور مین اپنی نوبت آپ کی محبوبہ عائشہ کو بخشے دیتی ہون حضرت نے اُن کی درخواست منظور فرمائی اور وفات حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخر زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین واقع ہوئی جنت البقیع مین مدفون ہین اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سودہؓ سے ایک حدیث بخاری مین مروی ہے اور چار سنن اربعہ مین اور بعض کہتے ہین اسماء بنت عمیس نے اول نعش انہین کے واسطے بنائی تھی

زوجہ سوم

حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن کی مان اُم رُمان بنت عمر ابن العاص تھین اور کنیت ام عبداللہ مراد عبداللہ ابن زبیر ہمشیر زادہ عائشہ صدیقہ ہین کہ اُن کو حضرت صدیقہؓ نے متبنیٰ کیا تھا۔

روایت آپ کے نکاح کی یہ ہے کہ بعد وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا خولہ نے حضرتؐ سے عرض کی کہ آپ نکاح کیون نہین کرتے اگر باکرہ کی طرف
رغبت ہو تو عائشہ بنت ابی بکر موجود ہے اور جو ثیبہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زمعہ
حاضر ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ دونون سے پیغام کر تو بروایت صحیحہ اول خولہ حضرت سودہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئین اُنہون نے قبول کرلیا۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے پاس آئین اور حضرتؐ کا پیغام کہا اُن کو یہ خیال ہوا کہ مین نے حضرتؐ سے
عقد مواخات باندھی ہے میری دختر سے نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہین۔ یہ بات جو
حضرتؐ نے سنی تو فرمایا کہ اخوب نسبی ورضاعی موجب حرمت ہے نہ اخوت اسلامیہ
خولہ نے یہ جواب حضرتؐ کا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا صدیق اکبرؓ نے کہا
کہ تو ذرا توقف کر مین آتا ہون اور وجہ اس کی یہ ہوئی کہ مطعم ابن عدی نے اپنے
بیٹے جبیر کے واسطے حضرت عائشہ کو چاہا تھا لہذا صدیق اکبر اُس کے گھر گئے اُس نے
خود قبل اس کے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اس سے اس باب مین کچھ تقریر کرین کہا
کہ اے ابوبکر تو اپنی بیٹی دے کر میرے بیٹے کو دین آبائی سے پھیرا چاہتا ہے
یہ ہرگز نہ ہوگا۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے اُس کے بیٹے سے پوچھا اُس نے بھی
وہی جواب دیا۔ صدیق اکبرؓ نے اِس بات کو خدا کی طرف سے سمجھا اور جلدی سے
اپنے گھر آئے اور خولہ سے کہا کہ حضرتؐ غریب خانہ پر رونق افروز ہون مجھ کو منظور
ہے چنانچہ حضرتؐ تشریف لائے اور نکاح کیا اور پانچ سَو درہم مہر قرار پایا کہ حضرت
نے اُسی وقت قرض لیکر تسلیم کئے۔ اِس وقت عمر حضرت عائشہؓ کی چھ برس کی تھی۔
اور صحیح یہ ہے کہ مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا کہ صدیق اکبرؓ نے حضرتؐ کی طرف سے
ادا کیا کذا فی بہجۃ المحافل۔ اور زفاف عائشہ صدیقہؓ کا سال اوّل اور بقولے سال
دوم ہجرت مدینہ منورہ مین بعمر ۹ سالگی واقع ہوا اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ
عنہا اٹھارہ برس کی تھین جب حضرتؐ کی وفات ہوئی اور جب حضرت صدیقہؓ کی

وفات ہوئی ہے تو عمر حضرت صدیقہؓ کی پینسٹھ برس کی تھی شب سہ شنبہ سترھوین رمضان المبارک سال پنجاہ و ہشتم ہجری مین وفات پائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور محمد ابن قاسم ابن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے قبر مین رکھا اور جنت البقیع مین رات کے وقت آرام فرمایا سوائے آپ کے کوئی بی بی باکرہ آپ کے نکاح مین نہین آئین۔ علماے کرام حضرت صدیقہؓ کو اجلہ فقہا مین شمار کرتے ہین اور بڑی مفتی و فصیحہ و بلیغہ تھین۔

حضرت اُم المؤمنین صدیقہ کے علم کی وسعت

بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرع کے آپ سے معلوم ہوئے ہین۔ عروہ ابن زبیر کہتے ہین کہ مین نے عائشہ صدیقہ سے زیادہ عالمہ معانی قرآن اور حافظ احکام حلال و حرام و ماہر اشعار عرب و علم طب نہین دیکھا۔ دو ہزار دس حدیثین حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہین از انجملہ متفق علیہ ایک سَو چوہتر اور فرد بخاری چوّن اور فرد مسلم اٹھائیس اور باقی اَور کتابون ہین۔

روایت صحیحہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ دوست ترین مردم آپ کے نزدیک کون ہے آپؐ نے فرمایا عائشہؓ۔ پھر اُس نے پوچھا کہ مردون مین سے کون ہے آپؐ نے فرمایا اُسی کا باپ۔

اور انس بن مالک فرماتے ہین کہ اوّل محبت جو دار اسلام مین ظاہر ہوئی وہ محبت پیغمبر خداؐ کی تھی عائشہ صدیقہؓ سے۔

بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اسے عائشہ یہ جبریل ہین تجھ کو سلام کرتے ہین۔ اور پورا قصہ یون ہے کہ مین نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی جبریل کو بھی سلام اور خدا کی رحمت یارسولؐ اللہ جو آپ دیکھتے ہین

وہ مین نہین دیکھتی اس حدیث سے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک کی طرف سے دوسرے کو سلام پہنچانا مستحب ہے اور سلام کا جواب زیادہ کرکے دینا افضل ہے۔

بخاری مین ہے کہ اصحاب با صفا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوبت کے دن ہدایا و تحف حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے بھیجتے تھے تاکہ حضرت خوش ہون اہل اللہ کے غور کرنے کے قابل یہ مقام ہے۔ ایک روز زوجات مطہرات نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ تم حضرت صلعم سے کہو کہ یارون سے آپ فرمادین کہ ہم کسی بی بی کے ہان ہون اور تم کو تحفہ بھیجنا ہو تو بھیجدیا کرو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کیا خصوصیت ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صلعم سے التماس کی حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھ کو عائشہ کے مقدمہ مین رنج نہ دیا کرو سوائے عائشہ کے کسی بی بی کے پاس مجھے وحی نہین آتی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ آپ کے رنج دینے سے مین توبہ کرتی ہون۔ پھر حضرت کی ازواج نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو آپ کے پاس بھیجا اُنہون نے بھی حضرت صلعم سے عرض کی آپ نے اُن کو جواب دیا کہ اے میری پیاری بیٹی کیا تو نہ چاہے گی اُس کو جس کو مین چاہتا ہون۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہا واللہ مین اس کو ضرور چاہون گی جس کو آپ چاہتے ہین۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تو عائشہ سے محبت رکھ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہوئین۔ اب کی بار ازواج مطہرات نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کام کے واسطے منتخب کیا وہ حضرت صلعم کی پھوپھی کی بیٹی اور حضرت کی بی بی بھی تھین وہ آئین اور بہت سختی سے گفتگو کی اور حضرت صلعم سے کہا یارسول اللہ آپ کی ازواج عائشہ کے مقدمہ مین عدل وانصاف چاہتی ہین مگر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اب تک کچھ جواب نہین دیا حضرت صلعم کے روے مبارک کے طرف دیکھتی رہین کہ شاید حضرت

کچھ میری طرف سے جواب دین جب حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے دیکھا کہ حضرت کو سکوت ہے تو آپ نے خود تقریر شروع کی اور اس شائستگی
سے اُن کے اعتراض کا جواب دیا کہ آخر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چپ
ہونا پڑا اُس وقت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا
تو نے عائشہؓ ابوبکر کی بیٹی ہے ایسی ویسی نہین کہ جو دبک جاے اور جواب ندے سکے
جیسا اُس کا باپ خوش تقریر اور دانشمند ہے ویسی ہی اُس کی بیٹی بھی ہے۔ اِس
حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
جملہ ازواج سے زیادہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چاہتے تھے
لیکن عدل آپ کا سب کے ساتھ برابر تھا اور یہ بات کہ صحابہ آپ کی نوبت کے
روز آپ کو تحفہ وہدایا بھیجا کرتے تھے یہ فعل صحابہؓ کا تھا نہ حضرت کا ارشاد تھا
نہ ایما۔ آپ کو حضرت صدیقہؓ کے حجرہ مین وحی آتی تھی پھر اس کا کیا جواب ہے
یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ جس نے حضرت صدیقہؓ کو رنج دیا اُس نے رسولؐ اللہ کو رنج
دیا اور یہ باتین ازواج کی آپس کی باتین ہین۔ ہمارے نزدیک تو سب ازواج
ہماری سرتاج ہین بلکہ کفش مبارک ہمارے سر کا تاج ہو تو ہماری عزت بادشاہون سے
بڑھ جاے۔

زوجہ چہارمی حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہا قرشیہ عدویہ ماں اُن کی زینب بنت مظعون ابن حبیب ابن وہب ابن حذافہ
تھین۔ اولاً خنیس ابن حذافہ سہمی بدری کے نکاح مین تھین بعد واقعہ بدر و بقولے
بعد غزوۂ احد ان کے شوہر خنیس نے وفات پائی تو بعد انقضاے عدت سال سوم
یا سال دوم ہجرت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا
ولادت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسولؐ اللہ کی بعثت سے پہلے ہوئی اور

سنہ پینتالیس ہجری مین بعمر شصت سال عہد سلطنت امیر معاویہ ابن ابی سفیان مین
وفات ہوئی مروان نے نماز جنازہ پڑھی اور عبد اللہ اور عاصم حفصہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے دونون بھائیون نے اپنے برادرزادے کی شرکت سے قبر مین رکھا جنت
البقیع مین مزار شریف ہے۔ مروان کے نماز پڑھنے کا یہ سبب ہے کہ اُس وقت
حاکم مدینہ وہی تھا اور نماز جنازہ حاکم شہر ہی کو پڑھانی چاہیئے۔

مرویات حضرت حفصہؓ ساٹھ حدیثین ہین متفق علیہ۔

حضرت حفصہؓ کے مزاج مین غصہ بہت تھا لہذا حضرتؐ نے ان سے جدائی کا
ارادہ کیا تھا کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے کہ پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ حفصہؓ بہت
نماز گذار اور روزہ دار ہے یہ بہشت مین بھی تمھاری بی بی ہوگی اُسی وقت حضرتؐ
نے اُس خیال کو دل سے دور فرمایا۔ یہ امر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
فضائل مین شمار کیا جاتا ہے۔

زوجہ پنجمی حضرت زینب بنت خزیمہ ابن الحارث بن عبد اللہ ابن عمر
ابن عبد مناف ابن ہلال ابن عامر ابن صعصعہ خواہر مادر میمونہ۔ اوّل طفیل ابن
حارث ابن عبد المطلب کے نکاح مین تھین جب اس نے طلاق دی تو عبیدہ ابن
حارث اس کے بھائی نے نکاح کیا جب وہ غزوہ بدر مین شہید ہوے تو بعد مدت
عدت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نکاح کیا وہو الصحیح۔
کنیت ان کی بسبب کثرت اطعام مساکین اُم المساکین تھی بعد نکاح دو مہینے یا
تین مہینے یا چھ مہینے یا آٹھ مہینے زندہ رہین اور صحیح یہ ہے کہ ماہ ربیع الثانی سال
چہارم ہجری مین وفات پائی اور ماہ رمضان سال سوم ہجرت مین نکاح ہوا تھا اور
بقیع مین مدفون ہین اور بقیع ایک قبہ ہے جس کو قبہ ارواح کہتے ہین

زوجہ ششمی حضرت ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قدیمۃ الاسلام

مہاجرہ حبشہ بنت ابی امیہ سہیل ابن المغیرہ مخزومیہ نام ان کا ہند تھا اور ماں ان کی عاتکہ بنت عامر علیٰ قول صاحب جامع الاصول والمواہب وبقولے عاتکہ بنت عبدالمطلب وفیہ نظرٌ۔ اوّل ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عبدیالیل کے نکاح مین تھین اُن سے عمرو سلمہ وزینب و درہ پیدا ہوئے جب ابوسلمہ غزوہ احد مین مجروح ہو کر بتاز گی جراحت کسی سریہ مین فوت ہوئے تو ابوبکرؓ نے پیغام نکاح کیا ام سلمہ نے انکار کیا پھر حاطب ابن بلتعہ نے حضرتؐ کا پیغام کہا۔ اور تیسیرالوصول مین ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کا پیغام لے گئے اُمِّ سلمہؓ نے کہا مرحبا بہ رسولؐ اللہ لیکن مین بوڑھی عورت ہون یتیم لڑکے ہین میرے پاس۔ اور میرے مزاج مین غیرت بھی بہت ہے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عورتین جمع کرتے ہین اور میرے اولیا حاضر نہین یہ حال سنکر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُم سلمہ کے پاس جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ مین عمر مین تجھ سے زیادہ ہون اور اللہ اور رسولؐ یتیمون کا کفیل ہے اور غیرت کو اللہ دفع کرے گا۔ اور موجودگی اولیا ضرور نہین کوئی ایسا نہین کہ میرے باب مین انکار کرے تب اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمرو اپنے نابالغ بیٹے سے کہا کہ میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کر اُس نے نکاح کر دیا تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے زینب کے گھر مین اُن کو لاکر رکھا اس لئے کہ اُن کی وفات ہو چکی تھی اور وہ گھر خالی پڑا تھا۔ یہ معاملہ ماہ شوال سال چہارم ہجری مین واقع ہوا۔

مرویات اُن کی کتب حدیث مین تین سو چوہتر ۳۷۴ ہین۔ ازانجملہ متفق علیہ تیرہ ۱۳۔ اور فرد بخاری تین ۳ حدیثین اور فرد مسلم تیرہ ۱۳ اور باقی اور کتابون مین ہین کذا فی روضۃ الاحباب اور وفات اُن کی مواہب لدنیہ مین سال پنجاہ وشش ہجری لکھی ہے اور بہجۃ المحافل مین سال شصت و دو لکھی ہے۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے پڑھی جنت البقیع مین مدفون ہین عمر چوراسی برس کی ہوئی اور بروایت مشہورہ
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخر ازواج رسول اللہ ہین وفات مین مگر بعضے حضرت میمونہ
کو قرار دیتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے وفات پائی ہے۔
زوجہ ہفتمی حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور والدہ ان کی امیمہ بنت
عبدالمطلب تھین یعنی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پھوپھی کی
بیٹی تھین اول ان کا نام برہ تھا تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
یہ خیال کیا کہ یہ نام مشعر تزکیہ نفس پر ہے اور آیہ کریمہ لا تزکوا انفسکم کے خلاف ہے
اس لئے اُس کو بدل کر زینب نام رکھ دیا۔ اول نکاح ان کا زید ابن حارثہ سے ہوا
جب زید نے طلاق دی تو حضرت نے نکاح کیا۔
روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
زید کے ساتھ زینب کا نکاح کرنا چاہا تو خود زینب اور عبداللہ برادر زینب نے بسبب
شرافت نسبیہ اپنے اور نازک مزاجی اور حسبیہ ہونے کے انکار کیا تو حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا وَمَا کَانَ لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ
ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ
فقد ضل ضلالاً مبینا یعنی کام نہین کسی ایماندار مرد یا عورت کا جب اللہ ٹھیرا دے
اور رسول اُس کا کچھ کام کہ اُن کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا
اللہ اور اُس کے رسول کے تو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔ یہ سنکر زینب و عبداللہ
راضی ہوئے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نکاح کر دیا۔
اور معالم مین ہے کہ حضرت نے دس دینار اور ساٹھ درہم اور ایک اوڑھنی
اور ایک کرتہ اور ایک تہ بند اور ایک چادر کلان اور پچاس مد گیہون اور تیس صاع
خشک خرمے زینب کے پاس بھجوائے۔ حاصل کلام زینب زید کے گھر مین رہنے لگین

مگر زید سے اُن کے مزاج کی موافقت نہ ہوئی آخر زید کو اُن سے کنارہ کشی کرنی پڑی بعد عدت طلاق آپ نے اُن سے نکاح کیا۔

فائدہ۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو بیوہ اور مطلقہ عورات سے نکاح کیا اُس کا سبب صرف یہ تھا کہ آپ کی امت مین یہ آپ کی سنت قائم ہوجائے اور کوئی بلا سے زنا مین مبتلا نہ ہو اہل اسلام اس کا خیال کرین اور بیوہ عورت کے نکاح کو بُرا نہ سمجھین۔

الغرض جب حضرت ؐ نے زینب سے نکاح کا پیغام دیا تو زینب نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی کہ یا اللہ تیرا پیغمبر مجھ سے نکاح کا پیغام کرتا ہے اگر مین اُس کے لایق ہون تو مجھے اُس کے نکاح مین دے حضرت کو اُن کی دعا کی خبر نہ تھی پروردگار نے جبریل کی معرفت حضرت ؐ کو مطلع فرمایا کہ ہم نے تمھارا نکاح زینب سے قبول کیا اور کردیا یہ واقعہ سورۂ احزاب مین ہے فلما قضیٰ زید منھا وطراً یعنی پھر جب تمام کرچکا اُس عورت سے اپنی غرض ہم نے اُس کو تیرے نکاح مین دیا۔ جس وقت یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مین تھے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی زینب کو مبارک باد پہنچا دے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے تیرا نکاح میرے ساتھ کردیا۔ اُسی وقت مسماۃ سلمیٰ خادمہ نے یہ بشارت سراسر سعادت زینب کو پہنچا دی اُنھون نے سجدہ شکرانہ ادا کیا اور سلمیٰ کو انعام سے سرفراز کیا اور دو مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ شانہ کے شکرانہ کے رکھے۔ بعد نزول آیت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زینب کے گھر مین تشریف لائے تو حضرت زینب نے پوچھا کہ یارسول اللہ بغیر خطبہ وگواہ نکاح کیونکر ہوا۔ آپ نے فرمایا اللّٰہُ المُزَوِّج وجبریل الشاھد اسی سبب سے حضرت زینب بطور فخر اَور ازواج سے کہا کرتی تھین کہ تمھارے نکاح کا اللہ تعالےٰ

شانہ ہے اور تمھارے نکاح کے متولی تمھارے اولیا ہین۔ مگر یہ بات حضرت کی
خصوصیات سے ہے یہ خاص آپ ہی کے لئے تھی

زوجہ ہشتمی حضرت جویریہ خزاعیہ مصطلقیہ بنت الحارث ابن ابی ضرار
ان کا نام بھی برہ تھا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جویریہ رکھا
اول شافع ابن صفوان مصطلقی اپنے چچازاد بھائی کے نکاح مین تھین۔ جب
شافع غزوہ مریسیع مین کہ اُس کو غزوہ مصطلق بھی کہتے ہین مارا گیا تو جویریہ لوٹ
مین آئین اور ثابت ابن قیس ابن شماس اور اُس کے چچیرے بھائی کے حصہ مین
پڑین اور جویریہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھین ایک روز حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مین رونق افروز تھے کہ جویریہ نے حاضر
ہوکر عرض کی کہ یارسول اللہ مین حارث ابن ضرار سردار قوم کی بیٹی ہون اور ثابت
اور اُس کے بھائی نے مجھ کو تبہ کردیا ہے تو آپ بدل کتابت مین میری اعانت
فرمادین حضور نے بدل کتابت ادا کرکے اُن کو آزاد کردیا اور سال ششم ہجری
مین اُن سے نکاح فرمایا۔ وفات اُن کی سال پنجاہ وشش ہجری مین ہوئی جنت
البقیع مین مدفون ہین اور عمر ترسٹھ ۶۳ برس کی ہوئی اور بعضے پینسٹھ ۶۵ برس کی کہتے ہین

مرویات ان کی سات حدیثین ہین دو بخاری اور دو مسلم مین اور باقی اَور
کتابون مین ہین۔ اور اُن کے جنازہ کی نماز مروان حاکم مدینہ نے پڑھائی تھی۔

زوجہ نہمی ۹ حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان ابن صخر ابن حرب مان ان کی
صفیہ بنت ابی العاص عمہ عثمان۔ نام اُن کا رملہ تھا اول عبید اللہ ابن جحش
کے نکاح مین تھین اسی سے حبیبہ بیٹی ہوئی تھین جب عبید اللہ کے ساتھ دوسری
ہجرت مین حبشہ کو ہجرت کرگئین تو عبید اللہ نصرانی ہوکر مرگیا اور اُم حبیبہ مسلمان
رہین سال ہفتم ہجری مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عمرو ابن امیہ

ضمیری کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ اُم حبیبہ کو نکاح کا پیغام دے اور قبل ورود عمرو
ام حبیبہ نے خواب دیکھا کہ کوئی پکارتا ہے یا اُم المومنین - اُم حبیبہ نے خود اسکی
تعبیر یہ کہی تھی کہ مین زوجات مطہرات مین داخل ہونگی - جب عمرو نجاشی کے پاس
پہنچے تو نجاشی نے ابرہہ اپنی لونڈی کو ام حبیبہ کے پاس بھیجا وہ پیغام نکاح
سنکر بہت خوش ہوئین اور وہ زیور جو ہاتھ اور پاؤن مین پہنے ہوئی تھین اُس کو
اُتارکر اس خبر خوش کے انعام مین ابرہہ کو دیدیا اور خالد ابن سعید ابن العاص کو
اپنا وکیل کیا اور نجاشی نے مجلس آراستہ کی اور جعفر ابن ابی طالب وغیرہ مہاجرین
حبشہ کو جو وہین موجود تھے طلب کر لیا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے واسطے خطبہ نکاح پڑھا اور سو مثقال طلا یعنی چار ہزار درہم کا مہر مقرر کیا
اور وکیل ام حبیبہ کو وہ زر مہر دیدیا از انجملہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پچاس
مثقال سونا ابرہہ لونڈی کو دیا اور عذر کیا کہ تیری خدمت مجھ سے زیادہ نہین ہوسکی
اسی کو قبول کر ابرہہ نے وہ طلا اور زیور سب واپس کیا اور کہا مین آپ کی دعا
کی حاجت مند ہون مجھے یہ زیور اور سونا درکار نہین یہ خواہشمند ہون کہ جب آپ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین فیض یاب ہون تو
میرا اسلام عرض کیجئے گا اور میرے اسلام کی خبر حضرتؐ کو کر دیجئے گا اور یہ بھی عرض
کیجئیگا کہ مین روز و شب زبان و دل سے آپ پر درود بھیجا کرتی ہون - بعد ازان
نجاشی کی عورتون نے عمدہ عمدہ خوشبوئین مرتب کر کے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کو بھیجین -

بروایت صحیح ثابت ہے کہ جب خبر استحکام سلسلۂ عقد مناکحت آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ہوئی تو حضور والا نے شرجیل ابن حسنہ کو
حبشہ کی جانب روانہ کیا کہ اُم حبیبہؓ کو لے آئین اور نجاشی نے جعفر ابن ابی طالب

وغیرہ مہاجرین حبشہ کو مع عریضہ اور پیراہن و ازار یعنی پائجامہ اور ایک جفت موزہ سیاہ کے روانہ کیا اور بعد نزول مدینہ زفاف واقع ہوا۔ پھر ام حبیبہ نے ابرہہ کنیز نجاشی کا سلام عرض کیا اور حال ماضیہ بیان کیا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا وعلیہا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان دنون عمر ام حبیبہ کی کی تیس برس کئی مہینہ کی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ ام حبیبہ مدینہ مین لائی گئین۔ اور عثمان بن عفان نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ نکاح آپ کا کردیا۔ وفات ان کی عہد معاویہ ابن ابی سفیان مین واقع ہوئی اور مروان نے نماز جنازہ پڑھی۔ جنت البقیع مین مدفون ہین اور سال وفات چھیالیس ۴۴ یا چوالیس ۴۴ ہجری تھا۔

مرویات ان کی پینسٹھ حدیثین ہین۔ متفق علیہ دو اور فرد مسلم ایک اور تتمہ اور کتب مین۔

اور بہجۃ المحافل مین ہے کہ متولی نکاح حبشہ مین عثمان ابن عفان تھے اور بقولے خالد ابن سعید ابن العاص اور بقولے نجاشی یہ امر خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ہے بعد اس کے حضرت نے دوسری بار خوشی خاطر ابوسفیان کے لئے بولایت ابوسفیان تجدید نکاح فرمائی تھی۔

زوجہ دہمی حضرت صفیہ نضیریہ بنت حیی ابن اخطب ابن سعد ابن ثعلبہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے تھین اور مان اُن کی ضرہ یا برہ بنت سموال اخت رفاعہ بنت شموال سبط لاوی ابن یعقوب۔ اول سلام ابن مسکم کے نکاح مین تھین پھر کنانہ ابن الحقیق کے پاس رہین جب وہ خیبر مین قتل کیا گیا تو لوٹ مین آئین اور دحیہ کلبی کے حصہ مین پڑین ایک آدمی نے حضرت سے عرض کی کہ صفیہ سردار بنی قریظہ ونضیر ہے اسواسطے حضورؐ نے سات لونڈیان دحیہ کلبی کو دین اور صفیہ کو

لیکر آزاد کیا اور اپنے نکاح مین لائے اور مہر اعتاق قرار پایا اور منزل صہبا مین بعد استبراء زفاف واقع ہوا۔ عمران کی سترہ برس کی تھی اور سال چھبیس یا پچیس ہجری مین وفات پائی جنت البقیع مین مدفون ہوئین و بقولے خلافت حضرت فاروق اعظمؓ مین وفات ہوئی اور نماز جنازہ بھی حضرت فاروق اعظمؓ نے پڑھی۔

مرویات آپ کی دس حدیثین ہین ایک متفق علیہ اور تتمہ اَور کتب مین۔

زوجہ یازدہمی[۱۱] حضرت میمونہ ہلالیہ بنت حارث۔ پہلا نام ان کا برہ تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے میمونہ رکھا۔ زمانہ جاہلیت مین زوجہ مسعود ابن عمرو ثقفی کی تھین پھر عبداللہ ابن ابی رُہنم کے نکاح مین آئین جب زوج ثانی مرا تو ماہ ذیقعدہ سال ہفتم ہجری موضع سرف مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نکاح فرمایا جعفر ابن ابی طالب اور عباس ابن عبدالمطلب متکفل نکاح تھے اُس وقت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عمرہ قضا کے ادا کرنے کو تشریف لئے جاتے تھے وقت مراجعت اُسی موضع مین زفاف واقع ہوا اور اتفاقات قضا و قدر سے سال پنجاہ و یکم مین اُسی موضع مین ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات واقع ہوئی نماز جنازہ ابن عباس نے پڑھی اور یزید ابن الاصم و عبداللہ ابن شداد اور ابن عباس ہمشیرہ زادون نے قبر مین رکھا۔

مرویات ان کی چھہتر حدیثین ہین سات متفق علیہ اور ایک فرد بخاری اور پانچ فرد مسلم اور باقی اَور کتابون مین۔

واضح ہو کہ یہ وہ ازواج ہین جن مین کسی طرح کا اختلاف نہین۔

زوجہ دوازدہمی[۱۲] حضرت ریحانہ بنت شمعون کہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھین مگر غزوہ بنی قریظہ مین ہاتھ آئین۔ اور محرم سال ہشتم ہجری مین حضرت نے آزاد فرما کر بارہ اوقیہ مہر مقرر کرکے اِن سے نکاح فرمایا کذا فی قول البدیع۔ اس قول کو واقدی

اور ابن اثیر نے ترجیح دی ہے اور قسطلانی اور ابن عبد البر اور جمال الدین محدث نے
سراری مین لکھا ہے کہ ان کی حجۃ الوداع مین وقت رجوع ہوئی قبرستان مدینہ
مین مدفون ہین۔

فائدہ۔ واضح ہو کہ سوائے ریحانہ و خدیجہ و زینب بنت خزیمہ کے جو اور نو بیبیان
ہین وہ بعد وفات حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم زندہ رہین اور سب
کی شان مین اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم
وازواجہٗ امہاتہم اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اُمیت ازواج نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم حرمتِ نکاح اور وجوب اکرام مین ہے نہ جواز نظر و خلوت و وجوب
نفقہ و ثبوت میراث مین۔ علامہ بغوی فرماتے ہین کہ ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم امہات مومنین ہین نہ امہات مومنات۔ اور اُن کی
بیٹیان اور بیٹے اور بھائی اور بہن اور مادر و پدر بطور نسب برادر و خواہر ماموں اور
خالہ اور دادی اور دادانہ بولے جائین گے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا فرماتی تھین کہ مین مردون کی مان ہون نہ کہ عورتون کی۔

فائدہ۔ ازواج مطہرات کئی قوم سے تھین چھہ قریش سے خدیجہ بنت خویلد۔ عائشہ
بنت ابی بکر حفصہ بنت عمر ابن الخطاب و ام حبیبہ بنت ابی سفیان و ام سلمہ بنت
ابی امیہ و سودہ بنت زمعہ۔ اور چار ازواج عربیہ غیر قریش زینب بنت جحش و میمونہ
بنت الحارث ہلالیہ و زینب بنت خزیمہ ام المساکین و جویریہ بنت الحارث خزاعیہ
اور ایک غیر عربیہ بنی نضیر سے صفیہ بنت حیی ابن اخطب اور ایک بنی نضیر یا
بنی قریظہ سے ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید۔ ان ازواج مین کچھ اختلاف نہین ہے۔

تمام ہوئے حالات ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے

فائدہ۔ تعدد ازواج پر اعتراض پادری لوگون اور آریون کی زبانون پر مدت

سے چلکر کھا رہا ہے وہ بھی جاہلانہ طریقہ سے جس کے جواب کی طرف توجہ کرنے کو دل نہین چاہتا

جواب جاہلان باشد خموشی

ہماری اس کتاب کا ایک نام اسرار نبوت بھی ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ہمارے مذہب مین نبی خدا نہین سمجھا جاتا نبی بھی انسانی فطرت سے باہر نہین ہے نبی بھی آدمی ہے جیسے ہم لوگ مادر و پدر کے واسطہ سے پیدا ہوئے ہین ویسے ہی وہ بھی اس دنیا مین تشریف لائے اور اُسی طرح سے زندگانی بسر کی اور پھر ہم لوگون کی ہدایت فرما کر اور کفر و شرک سے نکال کر اپنے مقصد اعلیٰ کی طرف رجوع کر گئے یہ بات مسلم ہے اہل عقل کے نزدیک کہ ہر شے کا ظاہر و باطن ہے یہ عالم عالمِ ظاہر ہے تو اس کا بھی باطن ضرور ہی ہوگا اس کا باطن وہی عالم ہے کہ یہان کے رہنے والے اپنے امور مفوضہ پورے کر کے اُدھر کو کوچ کر جاتے ہین اور اپنے اپنے اعمال کے موافق وہان زندگی بسر کرتے ہین اب وہان کے عالم کے طریق تمدن کو وہی جانے جو وہان زندگی بسر کر رہا ہے تو یہ بات تو بالکل بدیہی ہے کہ نبی انسان ہے اور اُس کی خواہش اور ہماری خواہشین برابر ہین لیکن اُس کو ہم سے بہت زیادہ حصہ عقل سلیم کا دیا گیا ہے اور اُس کا نفس مبارک بہت پاک ہے اور اُس کے ساتھ ایک پاک قوت بھی ہر وقت ہے کہ جو اُس کی تعلیم کیا کرتی ہے اور خطا کی طرف جانے نہین دیتی۔ ہماری شرعی اصطلاح مین اُس شخص کا نام نبی او اُس قوت کا نام جبرئیل ہے اب جو فعل نبی سے سرزد ہوتے ہین وہ اُس کی اُمت کے واسطے مستند ہین۔ جن لوگون نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر تعدد ازواج کا اعتراض کیا ہے آیا اُن لوگون نے انبیأ کے حالات بھی کتب تاریخ مین ملاحظہ کئے ہین یا نہین حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام بھی نبی تھے یا نہین تمام دنیا اس کی شاہد ہے کہ بیشک یہ نبی تھے اور بہت بڑے نبی تھے ان کی ازواج کی فہرست ان کی تاریخ مین دیکھ لیجئے جرادہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ تھین

اور اُن کے حاصل ہونے کا طریقہ بھی اُن کی تاریخ مین ہے اس مقام پر اُس کا
بیان بیفائدہ ہے اور بلقیس بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ تھین اگرچہ
اس مین کچھ اختلاف بھی ہے مگر اُن کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنا
متفق علیہ ہے اَوْر انبیا بھی باستثناے حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہما السلام
کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کی بی بی نہ ہو **ملک عرب** یہ وہ جگہ تھی کہ جہان ازواج
کے واسطے کوئی حد ہی مقرر نہ تھی جتنی ازواج چاہئے کر لیجئے اور جس سے چاہئے
سابقہ پیدا کر لیجئے یہان تک کہ باپ کی زوجہ بیٹے کی بی بی ہو جایا کرتی تھی۔ جس
اللہ کے بندے نے ان مراسم کفر کو مٹا کر انسانی طبیعت کے موافق ایک حد
معین کر دی اُس نے کیا گناہ کیا جو ایسی طعن و تشنیع کا سزاوار ہوا

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یہ تحریر تو ہماری اُن لوگون کے واسطے ہے جو سلسلۂ اسلام سے باہر ہین۔
اب میری مخاطبت برادران اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم نے جو اِتنے نکاح فرمائے تو اکثر بیوہ ہی عورات سے کئے اُس کی
مصلحت یہ تھی کہ عورات کے واسطے یہ طریقہ قائم ہو جائے وہ دوسری عورات
کی نظر مین حقیر نہ ثابت ہون اور اُن کی معاش تنگ نہ ہو اور فسق و فجور سے بچین
اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ مسائل شرعی جو خاص عورات کی ذات سے متعلق ہین
اُن کی تحقیق ہو جائے کہ نامحرم عورات سے تو ہر شخص ا[illegible]ر کو دریافت کر ہی نہین
سکتا۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے مختلف ازواج سے دریافت کر کے
وہ مسائل امت کے سامنے رکھدئے آج تک کتب فقہ مین موجود ہین اور علما کے درس و تدریس مین
ہین اور اُنہین ازواج مطہرات کی روایتون سے کتب فقہ بھری پڑی ہین۔ علماے
حقانی اپنے شاگردون کو درس دے رہے ہین اور اس جامعیت سے یہ سب

مسائل کتب فقہ مین موجود ہین کہ اب کسی نئے محقق کی ضرورت نہین ہے سب کچھ خزانہ اسلام مین رکھا ہوا ہے ہر عالم دین اُن کتابون سے مدد لیکر حکم لگا سکتا ہے اہل اسلام کو مسائل دینی کی تحقیقات کے لئے کسی دوسری قوم کے علما اور محققین کی خوشہ چینی کی ضرورت نہین ہے سب کچھ اپنے گھر مین ہے مگر ہان یہ بات ضرور ہے کہ جیسے جیسے علم دین کی تحصیل کم ہوتی گئی تو مسائل دینی کی سمجھ بھی کم ہوتی گئی ورنہ ؎

ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است		خم و خمخانہ با مہر و نشان است	

کتابین دینیات کی مسائل دینی سے اُسی طرح مملو ہین جیسے کہ پہلے تھین مگر پڑھنے اور پڑھانے والے سب اس کفرستان سے رخصت ہو کر اللہ واصل ہو گئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَان
وَھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

خاتمہ کتاب عہد رسالت شفاعت کبریٰ کے بیان مین

بمقام داناپور بر مکان خود بہ نصف شب یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۲۶ ہجری

شفاعت کبریٰ

صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث مین وارد ہے کہ قیامت کے دن کی درازی اور آفتاب کے قرب کے سبب سے شدت کی گرمی ہو گی زمین تانبے کی ہو گی اور لوگون کے اعمال ناسزا کی مقدار سے پسینہ ہو گا کسی کے ٹخنون تک کسی کے زانو تک کسی کے اس سے بھی زیادہ اور کافرون کے مُنہ تک بطور لگام کے اور زکوٰۃ نہ دینے والون کو جانورون نے پچھاڑا ہو گا اور اپنے پاؤن سے کھوند رہے ہونگے اور سینگون سے مار رہے ہونگے اور درندے اور گزندے کاٹ رہے ہونگے

اور جناب باری تعالیٰ شانہ کمال غضب مین ہوگا اور کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا
ہر شخص اپنی اپنی مصیبت مین مبتلا ہوگا بندگان خدائے تعالیٰ شانہ نہایت سراسیمگی
اور پریشانی مین ہونگے اور جناب باری تعالیٰ شانہ ان مصیبت زدہ لوگون کے
حساب وکتاب کی طرف متوجہ نہ ہوگا آخر سب لوگ یہ مشورہ کرین گے کہ اب تو
کسی برگزیدہ بندے کو پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین شفیع قائم کرکے پیش
کرنا چاہیئے کہ وہ برگزیدہ بندہ ہماری سفارش کرے اور اس بلا سے نجات دلوائے
سب کے سب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف دوڑ پڑین گے اور کہین گے
کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھون سے بنایا ہے اور آپ ہم سب
آدمیون کے باپ ہین اپنی اولاد پر رحم کیجئے اور حضور باری تعالیٰ شانہ مین ہماری
شفاعت کرکے ہمین اس عذاب سے بچایئے وہ فرمائین گے لَسْتُ هُنَاكُمْ
آج اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین میرا یہ رتبہ نہین ہے وہ پاک پروردگار تعالیٰ شانہ
کمال غضب مین ہے کہ ایسا کبھی نہین ہوا تھا تم نے اُس کے انبیا سے اور اُس کے
نیک بندون سے مسخراپن کیا اور اُن کا کہنا نہ مانا تم نے اُس کی حرام کی ہوئی چیزون
کو اپنے واسطے حلال کرلیا اور اُس کی نافرمانیان کین یہ وہی دن ہے جس سے
پیغمبر تم کو ڈرایا کرتے تھے اور تم اُن کے اخبار کو بادھوائی قصہ سمجھا کرتے تھے۔ مین خود
بلائے گندم مین مبتلا ہون کس مُنہ سے اُس مالک کے سامنے جاؤن مگر ہان تم لوگ
نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے پیغمبر بڑی دعوت والے ہین بس لوگ نوح
علیہ السلام کو جاکر گھیر لین گے اور اُن کی تعریف بیان کرکے اُن سے شفاعت کے لئے
کہین گے وہ بھی فرمائین گے کہ مین اس کام کا نہین ہون مین نے خلاف مرضی الٰہی
اپنے بیٹے کے واسطے دعا کی جو کافر تھا کہ ڈوبنے سے بچ جاوے۔ لیکن تم ابراہیم
علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ تعالیٰ شانہ کا خاص دوست ہے یہ مصیبت کے

مارے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن پکڑین گے اور اُن کی تعریف کرکے شفاعت
کی درخواست کرین گے وہ بھی وہی کہین گے جو اُن کے پہلون نے جواب دیا تھا
لَسْتُ هُنَاكُمْ مین اس کام کا نہین ہون اور یہ عذر کرین گے کہ مین نے اپنی عمربھر
مین تین جھوٹ بولے ہین اُن کے بازپرس کا مجھے خود اندیشہ ہے وہ جھوٹ جھوٹ
نہ تھے مگر توریہ تھا لیکن تردیکان رابیش بود حیرانی آپ نے کہا کہ تم موسیٰ علیہ السلام
کے پاس جاؤ کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس سے کلام کیا ہے اور توریت اُن پر نازل
کی ہے وہ مبتلاے مصیبت اُدھرہی کو جھک پڑین گے مگران کی قسمت پر افسوس
ہے کہ وہ بھی معذورین مین سے نکلے وہ قبطی کے قتل کا عذر کرکے الگ ہوگئے۔
آخر نوبت بہ عیسیٰ رسید وہان بھی ہمون آش درکاسہ تھے آپ نے فرمایا کہ اے
لوگو تمھاری عقدہ کشائی محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ ہے
اُن کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہین وہ پیغمبر معصوم ہین وہی تم کو اس بلا سے
نجات دلوائین گے یہ تھکے تھکائے بدحواس حضور اقدس مین حاضر ہونگے اور آپ
عرض اُن کی سُن کر فرمائین گے کہ اِنِّیْ لَهَا مین اس کام کے واسطے ہون اور فوراً
آمادہ شفاعت ہوکر دربار رحمت بار پروردگار تعالیٰ شانہ مین حاضر ہوکر سجدہ کرین گے
اور سجدہ مین بہت دیر تک اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد بیان کرین گے پھر اللہ تعالیٰ شانہ
فرمائے گا یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَ شَفِّعْ تُشَفَّعْ اے محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سر اُٹھاؤ جو تم مانگوگے ملیگا اور جس کی شفاعت کروگے
قبول ہوگی۔ سبحان اللہ کیا رتبہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کا ایسے وقت مین کہ اللہ جل جلالہ نہایت غصہ مین ہوگا اور سب انبیاے کرام
اولوالعزم مارے ڈر کے لرزہ براندام ہونگے لیکن اُس مجمع اولین وآخرین مین ایک ہی
ذات پاک ہوگی جو اُمتی اُمتی کہتی ہوئی نظر آئے گی ۵

گر بترسند از گنہ روئے گنہگاران سیاہ		عذر خواہ چون محمدؐ جرم بخش چون اِلٰہ

اللہ تعالیٰ شانہ کا تو یہ غضب کہ انبیاے اولین کو حضور پروردگار عالم مین حاضر ہونے
کی جرأت نہ ہوئی اور آپ سر بسجدہ ہین اور فرما رہے ہین یا رب اُمتی یا رب
اُمتی۔ حافظ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا + اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی
الرَّسُوْلِ الْکَرِیْمِ یا لْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٍ رَّحِیْمٍ اِس مقام شفاعت مین قائم
ہونا آپ کا مقام محمود ہے جس کا ذکر قرآن مجید مین ہے عَسٰیٓ اَنْ یَّبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الغرض اللہ جل جلالہٗ بندون کا حساب کرکے بہشت و دوزخ
کا حکم جاری فرمائیگا اور سب مواطن یعنی مقامات محشر کے طے ہون گے پل صراط
وغیرہ۔ اور آپ اپنی اُمت کی رفاہ ہر مقام مین چاہین گے اور فضل الہیٰ آپ کی
اُمت کے ہر جگہ شامل حال ہوگا جو لوگ بسبب شامت اعمال کے دوزخ مین
ہون گے اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ شانہ فرمائے گا کہ جس کے دل مین جو برابر ایمان
ہو اُس کو دوزخ سے نکال لو آپؐ دوزخ پر تشریف لیجائین گے اور اپنی اُمت کو
دوزخ سے نکال کر بہشت مین لیجائینگے پھر آپ پروردگار عالم جل جلالہ کے حضور مین
حاضر ہوکر سجدہ کرین گے اور محامد الہٰی اُسی سجدہ مین بیان کرین گے اور جتنی دیر تک
پروردگار تعالیٰ شانہ چاہے گا آپ سجدے مین رہین گے پھر پروردگار عالم و عالمیان
فرمائیگا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمدؐ سر اُٹھاؤ
جو کچھ مانگو گے پاؤ گے اور جس کی شفاعت چاہو گے قبول ہوگی آپ سر مبارک
اُٹھا کر فرمائین گے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پھر اللہ تعالیٰ شانہ یہ حد مقرر فرمائے گا
کہ جس کے دل مین رائی کے برابر ایمان ہو اُس کو دوزخ سے نکال کر لیجاؤ آپ دوزخ
پر تشریف لیجائین گے اور اس حد مقررہ کے ایمان والون کو نکال لائین گے اور
بہشت مین داخل فرمائین گے۔ پھر اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین حاضر ہوکر سجدہ

کرین گے اور حمد الٰہی بجالائین گے پھر بدستور سابق حکم ہوگا کہ اے محمدؐ سر اُٹھاؤ جو کچھ مانگو گے پاؤ گے آپ سر مبارک سجدے سے اُٹھائین گے اور عرض کرینگے یارب امتی امتی پھر اللہ تعالیٰ یہ حد مقرر فرمائے گا کہ جس کے دل مین ذرہ کے برابر ایمان ہو اُسے نکال لے جاؤ آپ دوزخ پر جاکر اُس حد کے برابر والے کو نکال لائین گے اور بہشت مین داخل فرمائین گے اور آپ کی اُمت مین سے کوئی دوزخ مین نہ رہیگا سوائے مشرکین اور کفار کے۔

الحمد للہ کہ یہ رسالہ حصہ دوم اشرف التواریخ مسمیٰ بعہد رسالت تمام ہوا

یا اللہ تعالیٰ شانہ میرا خاتمہ اور میرے سب عزیز و اقارب اور بال بچے اور مریدین اور مریدات اور میرے سب دوست و احباب خصوصاً برادر گرامی قدر سید شاہ نور الرحمٰن کا خاتمہ ایمان پر ہو اور جو اس کتاب کا لکھنے والا ہے اور جو چھاپنے والا ہے اور جو اس کتاب کا مالک ہے وہ سب تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ رہین اور جو بیمار اپنی بیماری کی حالت مین اِسے اوّل سے آخر تک سنے یا پڑھے اُسے صحت عطا فرما اللھم آمین۔ اور جو شخص کسی حلِ مشکل کے لئے اِسے پڑھے یا سنے اُس کی مشکل کو بھی حل فرما۔ اور میری والدین اور میری نانی صاحبہ اور میری ہمشیرگان و برادران مرحوم اور میری زوجہ مرحومہ کو اپنے فضل و کرم سے داخل بہشت برین فرما اللھم آمین یکم محرم الحرام ۱۳۲۶ھ مقام دانا پور ضلع پٹنہ۔

دعاے خاص

یا اللہ تیرے خاص بندون کو ہم سے گنہگارون کی دعا کی حاجت نہین ہے

خوداُن کی دعا اور عنایت کے ہم محتاج ہین مگر اپنی سعادت کے لئے عرض کرتا
ہون مین اُن کا غلام ہون وہ میرے آقا ہین اُنہین نے تیری اجازت حاصل
کر کے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنا غلام بنایا اور مجھ پر فرزندانہ شفقت ہمیشہ رکھی اور اپنی
خلافت کا شرف بخشا۔ پروردگار تعالیٰ شانہ اُن کو یعنی حضرت سید شاہ محمد قاسم
ابوالعلائی قدس سرہٗ کو اپنے اصحاب خاص اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کے
زمرہ مین اُٹھائیو اللھم آمین ثم آمین۔

العبد

فقیر سید محمد اکبر ابوالعلائی

ساکن داناپور محلہ خانقاہ
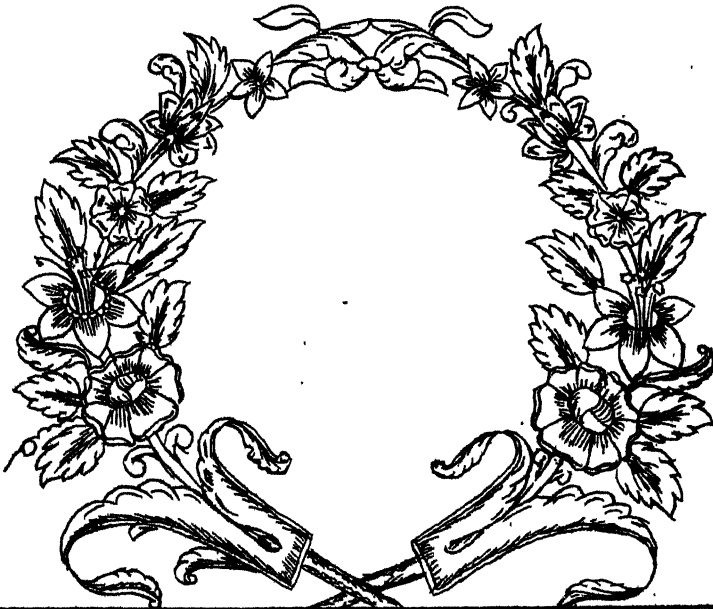
یا اللہ تعالیٰ شانہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے اپنے برگزیدہ بندون یعنی پیغمبران علیہم السلام کا ذکر مجھ سے کج مج زبان سے تمام و کمال لکھوادیا اور طبع کراکر شائع بھی کرادیا ثم الحمد للہ

اے بندہ نواز اب مین تیرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے خلفاے برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات لکھتا ہون اس کو بھی صحیح صحیح حالات کے ساتھ تمام کرادے اور خلعت قبولیت خاص و عام کا عطا فرما اللّٰھم آمین ثم آمین یارب العالمین

خلافت صدیق رضہ

یہ خلافت حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق واعمال و عادات کی دورُخی تصویر ہے اس تصویر کے دونون رُخ رسول اللہ کا

جمال جہان آرا دکھلا رہے ہین مگر دیکھنے کو چشم بصیرت چاہیئے ہر نظر اس جمال کے جلوون کی تاب نہین لا سکتی۔ حضرت اوّل معدن الفضل والہدے والتصدیق افضل المؤمنین والصحابہ بالتحقیق عبداللہ ابوبکر صدیق ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی ہین ان کو بسبب ابوّت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شرف مصاہرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حاصل ہوا ان کی والدہ ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر۔ لقب شریف آپ کا صدیق وعتیق اور کنیت آپ کی ابوبکر ہے۔

دارقطنی نے ابویحییٰ سے روایت کی ہے کہ مین نے اکثر علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ابوبکرؓ کو زبانِ پیغمبرؐ پر صدیق فرمایا ہے

واضح ہو کہ ابوبکر کا یہ لقب خاص ہے اور زبان سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور سایر متاخرین وانصار پر بلکہ ائمہ اطہار کی زبان پر بھی یہی لقب جاری رہا اور فریقین کی کتابون مین موجود ہے کہ معزیٰ الیہ صدیق ہین اور جو آپ کی صدیقیت کا منکر ہے وہ زندیق ہے چنانچہ دارقطنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ کچھ حال ابوبکرؓ کا فرمایئے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ کیا تو ابوبکر صدیقؓ کا حال پوچھتا ہے اُس نے کہا کہ آپ بھی اُن کو صدیق کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ روئے تجھ پر تیری ماں بالتحقیق رسولؐ خدا نے اور مہاجر و انصار نے انہین صدیق کے لقب سے پکارا ہے اب جو اُن کو صدیق نہ کہے تو اُس کی بات کو اللہ تعالےٰ سچا نہ کرے نہ دنیا مین نہ عقبیٰ مین۔

اور حضرات اثنا عشری کی کتاب منہج المقال مین مرقوم ہے کہ صدیق اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ابو بکر کا لقب ہے اور ہر گاہ حضرت امام جعفر صادق کی نسبت مادری دو طرف سے صدیق کے ساتھ ملتی ہے اس واسطے ارشاد امام بہ فخر و مباہات تمام ہے کہ وُلِدنی ابوبکر صدیق مرتین قاضی شوستری احقاق الحق مین اس خبر کا راوی ہے اور کشف الغمہ مین ہے کہ لوگون نے امام محمد باقر سے مسئلہ پوچھا کہ آیا تلوار پر چاندی چڑھانا درست ہے آپ نے فرمایا درست ہے اِس لئے کہ ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار پر چاندی چڑھائی تھی پس سائل نے کہا کہ آپ ابو بکر صدیق کہتے ہین تو آپ اپنی جگہ ہلے اور فرمانے لگے کہ وہ بہترین خلایق ہے بہترین خلایق ہے بہترین خلایق ہے جو اُسے بہترین خلایق نہ سمجھے اور صدیق نہ کہے اللہ تعالے شانہ اُس کو دنیا و عقبیٰ مین سچا نہ کرے۔ ہر چند شوستری نے اس روایت مین تقیہ کا احتمال پیدا کیا ہے لیکن یہ احتمال اُن کا مفید مطلب نہین اس واسطے کہ جس امر مین امام معصوم ایسے تاکید کے کلمات ارشاد فرمائے وہان تقیہ نامعقول کو کہان گنجایش قبول ہے باوجود سے کہ باقر داماد نے ہراس التقیا مین محقق کہا ہے کہ ائمہ ہدے پر تقیہ ناروا ہے اور ان بزرگون نے کبھی تقیہ نہین کیا۔

اور کتاب مختوم بخواتیم الذہب مین حضرت امام جعفر اور امام باقر علیہما السلام کی روایتون کی نسبت بالخصوص تقیہ کا احتمال محال لکھا ہے۔

اور ترمذی کی ایک روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین حضرت ابو بکر صدیق حاضر ہوئے تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ عتیق اللہ من النار اور انگشتری صدیق کی انگشتری رسول اللہ کی تھی۔

ولادت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت شریف آپ کی مکہ معظمہ مین دو برس یا دو برس چار ماہ بعد واقعۂ اصحاب فیل کے واقع ہوئی خوش رو صاحبِ جمالِ تابان نحیف البدن خفیف رخسار رگہائے سبز خدین پر نمودار و معتدل القامت تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ڈھائی برس عمر مین چھوٹے تھے۔

ایمان صدیق اکبرؓ

مردون مین سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے۔ اسلامی دنیا مین پہلے مسلمان آپ ہین اور واقعۂ معراج کے پہلے مصدّق آپ ہی ہین اور کافرون اور منکرون کو دندان شکن جواب آپ نے دئے۔ اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور عیال و اطفال کو دشمنون مین چھوڑ گئے اور غار مین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ رہے یہ قصہ مشہور کالشمس فی نصف النہار ہے اور پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وفات کے وقت ثابت العقل رہے جس کی وجہ سے اکثر مسلمان شاہراہ ہدایت پر آگئے اور آپ سب مسلمانون کی تسلی اور دلاسے مین مصروف رہے اور شیخ اعظم اور قطب صاحب تمکین کی یہ شان ہے اور باجماع اُمّت اوّل خلیفہ قرار پائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مین نے جس کسی سے اسلام مین

کلام کیا اُس نے کچھ نہ کچھ کلام کیا پھر ایمان لایا مگر ابن ابی قحافہ نے کہ جب مین نے اُس سے کسی امر مین گفتگو کی اُس نے فوراً وہ بات قبول کرلی۔

اور عبداللہ تیمی سے **روایت** ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے کہ مین نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اُس نے قبول کرنے مین تردد کیا مگر ابوبکر صدیق رض نے اصلا تردد نہ کیا ؎

تصدیق نخستین ز دل صدیق است

اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گاہ گاہ تجارت کے ذریعہ سے مکہ معظمہ سے باہر جاتے تھے ورنہ مکہ ہی مین رہتے تھے اور بڑے صاحب مال اور جواد کریم افصح ابلغ اعلم اقرء اشجع تھے اور ریاست قوم کے سبب سے مرجع خاص و عام تھے اور ایک سو بیالیس ۱۴۲ حدیثون کی روایت کتب صحاح مین آپ سے ہے اور اس قلت روایت کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد صرف ڈھائی برس آپ زندہ رہے۔ آپ کی خلافت کی مدت ڈھائی برس ہے۔ اور ایک روایت مین دو برس تین مہینے کئی دن ہین اور عمر آپ کی ترسیٹھ برس کی ہوئی موافق عمر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے۔

وفات صدیق اکبر رض

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واقدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے بروز دوشنبہ ہفتم جمادی الثانی سال سیزدہم ۱۳ ہجری مین ابوبکر رض نے غسل حالت سردی مین کیا تو بخار لاحق ہوا پندرہ روز بیمار رہے۔ جب عشرہ اخیرہ جمادی الاخری کے آٹھ روز باقی رہے تو واصل بحق ہوئے روز سہ شنبہ بائیسوین تاریخ شب کا وقت تھا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اور طبرانی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حالت احتضار شروع ہوئی تو اپنی دختر پاکیزہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ وہ مادہ شتر جس کا دودھ مین پیا کرتا تھا اور کاسہ کلان جس مین آٹا گوندھا جاتا تھا میرے مرنے کے بعد عمر بن خطاب کے پاس پہنچا دینا کیونکہ مین حالت خلافت مین اُن سے منتفع تھا چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد ویسا ہی عمل فرمایا۔

حاکم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم احوال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روز بروز متغیر ہوتا جاتا تھا یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مفارقت کا بڑا صدمہ تھا بہت جلد لاغر اور ضعیف ہو گئے آخر وفات پائی۔

اخبار الدول مین نزہتہ النواظر سے نقل کیا ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہین کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو مجھ کو طلب کرکے فرمایا کہ اے علی مجھ کو اُسی دوپہر مین غسل دینا جس مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیا تھا اور میرے کپڑون مین مجھ کو کفنانا اور اُس مکان کے دروازے پر لیجانا جس مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدفون ہین اگر قفل اُس مکان کا خود بخود کھل جاے تو اُس کے اندر دفن کر دینا ورنہ مقابر اہل اسلام مین جہان جگہ مل جائے دفن کر دینا حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہین کہ مین نے اُن کی وصیت جاری کی جب جنازہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجرہ شریفہ کے دروازہ پر رکھا تو قفل

بغیر کسی کے ہاتھ لگائے خود بخود کھل کر زمین پر گر پڑا اور آواز آئی ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب مشتاق یعنی پہنچاؤ دوست کو دوست کی طرف کہ دوست اپنے دوست کا مشتاق ہے پھر مین نے اُن کو دفن کیا اور سر شریف اُن کا رسول اللہ کے دوش کے برابر رکھا۔

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے فضائل مین سے عمدہ فضیلت یہ ہے کہ آپ کے والد اور والدہ اور بیٹے اور بیٹیان اور پوتے وغیرہم سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صحبت کا شرف رکھتے تھے ع

این خانہ تمام آفتاب است

اور ہمیشہ تابع فرمان رسول اللہ رہے ازانجملہ یہ کہ بخاری مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کسی قوم مین صلح کرانے کو تشریف لے گئے تھے اور نماز کا وقت آگیا لوگون نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام کیا اور نماز شروع کر دی پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اصحاب نماز مین تھے حضرت امامِ دو جہان پیشوائے جن وانسان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی نیت کر کے صف مین کھڑے ہو گئے اصحاب نے دستک دی تا کہ صدیق اکبرؓ حضرت کی تشریف آوری سے آگاہ ہو جائین اور حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ عادت تھی کہ نماز مین کسی طرف التفات نہ فرماتے تھے جب لوگون نے بہت تالیان بجائین تو صدیق اکبر نے نظر پھیر کر دیکھا کہ امام دو جہان مقتدیون کی صف مین رونق افروز ہین حضرتؐ نے اشارہ کیا کہ وہین رہو امامت کئے جاؤ صدیق اکبر نے دونون ہاتھ اُٹھا کر خدا کا شکر کیا کہ رسول اللہ نے مجھ کو امامت کا حکم دیا پھر پیچھے ہٹے یہان تک کہ صف

مین برابر ہو گئے اور حضرت امام الکونین نے آگے بڑھکر امامت فرمائی جب نماز تمام ہو چکی تو فرمایا کہ اے ابوبکرؓ میرے اشارہ کے بعد تو کیون قائم نہ رہا صدیقؓ نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ لیاقت نہین کہ پیغمبرؐ خدا کے آگے امام ہو پھر حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ نماز مین امام کے آگاہ کرنے کے لئے تالیان بجانے کی ضرورت نہین ہے صرف امام کے آگاہ کرنے کے واسطے کسی مقتدی کا بہ آواز بلند سبحان اللہ کہدینا کافی ہے وہ آگاہ ہو جائے گا اور تالی سے آگاہ کرنا عورت کے واسطے ہے یہ حدیث بخاری و مسلم مین سہیل ابن ساعدی سے مروی ہے اس سے حضرت صدیق اکبرؓ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول اللہؐ نے اپنی امامت کا حکم دیا بلکہ آپؐ پیچھے اُن کے نیت بھی نماز کی کر چکے تھے اور اُسی نیت سے آگے بڑھکر نماز تمام فرمائی۔ سبحان اللہ اس سے زیادہ اَور کیا فضیلت اُمت کے واسطے ہو سکتی ہے کہ نبیؐ اُسے اپنے آگے امام بناوے۔

بیان امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بخاری و مسلم مین حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مرض موت مین فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ سے کہو کہ لوگون کو نماز پڑھاوے مین نے عرض کی یا رسول اللہ میرا باپ نرم دل ہے اگر آپ کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا قرآن کی آواز مقتدی نہ سن سکین گے عمرؓ کو فرمائیے کہ وہ نماز پڑھاوین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھاوے۔ مین نے حفصہؓ سے کہا کہ تم کہو حفصہؓ نے حضرتؐ سے یہی کہا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو یعنی میری رائے کے

خلاف کیون کرتی ہو کہو ابو بکرؓ سے کہ لوگون کو ابو بکر ہی نماز پڑھاوے۔ الغرض حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حیات مین پانچ روز حضرت صدیق اکبرؓ نے قوم کو نماز پڑھائی یہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا جو آپؐ کی مرضی مبارک کے موافق من جانب اللہ واقع ہوئی کہ اجماع امت آپ ہی پر ہوا یہ امور اسراری ہین اشارون ہی مین یہ کام ہوا کرتے ہین یہ بہت بڑا عہدۂ جلیلہ تھا جس کی تمنا ہر خاص وعام کو تھی اور اس کے منتخب کرنے کی قابلیت پیغمبر ہی کو ہوتی ہے اور پھر وہ شخص اپنے نائب کا انتخاب کرتا ہے جو اُس عہدہ پر مقرر ہوتا ہے مگر اُس کے ساتھ بھی اجماع اُمت کی شق لگی ہوئی ہے لیکن نبی اپنے نائب کے انتخاب کرنے مین اس اجماع کی شرط سے جدا ہے لہذا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابو بکر صدیقؓ کو باختیار خاص اپنا خلیفہ مقرر کیا اور امامت جو آپ کا خاص عہدہ تھا وہ ابو بکرؓ صدیق کو تفویض کیا اور اُس کی قبولیت کے واسطے قوم کے دلون مین اللہ تعالیٰ شانہ نے اثر تمام ڈال دیا اُس کو تمام قوم نے قبول کرلیا۔

فضیلت صدیق اکبرؓ بخاری اور مسلم مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے بندے کو مختار کیا ہے دنیا وآخرت مین تو اُس بندے نے آخرت کو اختیار فرمایا ابو بکر صدیقؓ اِس خطبہ کو سنتے ہی رونے لگے ہم کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا کہ حضرتؐ تو کسی ایک بندے کا ذکر فرما رہے ہین ابو بکر صدیقؓ کے رونے کا کیا سبب ہے جب حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بہت جلد انتقال ہوا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے رونے کا سبب سمجھ مین آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اشارات وکلمات

جیسا صدیق اکبرؓ سمجھتے تھے ویسا کوئی نہ سمجھتا تھا۔ راوی حدیث کے کہتے ہین کہ ابوبکرؓ ہم سبھون سے زیادہ عالم تھے جب صدیق اکبرؓ روئے تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تو مت رو سب سے زیادہ رفاقت اور مال کے سبب سے تیرا احسان مجھ پر ہے اگر مین سوا خدا کے جانی دوستی کسی سے کرتا تو تجھی سے کرتا لیکن ہمارے تیرے درمیان اسلام کی برادری اور محبت ہے۔

فضیلت صدیق اکبرؓ بخاری اور مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جو شخص جوڑا دے گا خدا کی راہ مین یعنی ایک کی جگہ دو اور تین کی جگہ چار اور پانچ کی جگہ چھ علی ہذا القیاس تو لاوین گے اُس کو بہشت کے چوکیدار بہشت کی طرف تو سب چوکیدار بہشت کے دروازون کے اُس کو پکارین گے کہ او میان اِس ہمارے دروازے سے بہشت مین داخل ہونا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت اُس شخص کو تو کسی طرح خسارہ نہین ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مجھ کو امید ہے کہ تو انہین لوگون مین سے ہے کہ جن کو بہشت کے دروازے کے چوکیدار خوشی سے بلاوین گے۔ اِس حدیث سے عمدہ فضیلت صدیق اکبرؓ کی نکلی اور اُن کا بہشتی ہونا ثابت ہو گیا۔

فضیلت صدیق اکبرؓ جامع عبدالرزاق مین بطریق صحیح مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابوبکرؓ سے نہین ہوا۔ راوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو بے تکلف اپنا مال سمجھ کر صرف کرتے تھے اور ابوبکرؓ کے مال مین اور اپنے مال مین کچھ تفریق نہ فرماتے تھے۔

فضیلت صدیق اکبرؓ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن باجماعۃ مہاجرین وانصار رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے درِ دولت پر حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی وفضیلت کر رہے تھے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ کس شغل مین ہو مین نے عرض کی کہ فضائل صحابہ کے بیان ہو رہے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مذکور رہے تو خبردار ابوبکرؓ پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اس لئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا وآخرت مین۔

فضیلت صدیق اکبرؓ ابوداؤد۔ اور دارقطنی نے جابر سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ ایک دن ابوبکرؓ کے آگے آگے مین جاتا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم راہ مین مل گئے تو فرمایا کہ تم آگے اُس شخص کے چلتے ہو کہ جو دنیا وآخرت مین تم سے بہتر ہے واللہ کہ آفتاب طلوع وغروب نہین ہوا ہے بعد انبیاء مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے اور حضرت امام جعفر صادق علیٰ آبائہٖ وعلیہ السلام بسند متصل صحیح اپنے والد ماجد امام باقرؒ سے اور وہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین سے اور وہ حضرت سید الشہدا خاتم آلِ عبا امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ علی مرتضےٰ فرماتے تھے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آفتاب نے طلوع وغروب نہین کیا بعد پیغمبرون کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکرؓ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فضیلت صدیق اکبرؓ صحیح بخاری مین ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صدیقؓ وفاروقؓ مین کچھ گفتگو ہوئی کہ اُس کے سبب سے دونون مین کچھ شکر رنجی ہو گئی صدیق اکبر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ

وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے اور عمر کے درمیان
مین کچھ گفتگو ہو گئی ہے مین اُن پر غصہ ہوا پھر مین شرمایا اور قصور اپنا معاف کرایا
تو انھون سنے معاف نہ کیا لہذا مین حضور مین حاضر ہوا ہون حضرت سنے فرمایا خدا
تجھے بخشے گا اور معاف کرے گا بعد اُس کے حضرت عمرؓ بھی اُس گفتگو سے پشیمان
ہوئے اور عفو تقصیر کے واسطے اُن کے گھر گئے وہان سنا کہ وہ حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین گئے ہین جب عمر رضی اللہ عنہ حضرت
کے حضور مین حاضر ہوئے تو حضرت کے چہرۂ مبارک پر غصہ نمود ہوا صدیق اکبرؓ
ڈرے اور عاجزی سے گھٹنون کے بل کھڑے ہو کر عرض کی حضور قصور میرا ہی ہے
عمرؓ کا کچھ قصور نہین ہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سنے فرمایا
کہ بیشک مجھ کو خدا نے تمھاری طرف پیغمبر کرکے بھیجا ہے تو اوّل تم نے کہا کہ
جھوٹا ہے یہ آدمی اور ابوبکرؓ نے کہا کہ سچا ہے اور بیشک یہ اللہ تعالیٰ شانہ کا
رسول ہے اور پہلے تصدیق تم لوگون مین اسی کی ہے اور اس سنے اپنی جان و مال
سے میرے ساتھ سلوک کیا تو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو چھوڑ دوگے یعنی کسی طرح کا
اس کو رنج نہ پہنچاؤ اس واقعہ کے بعد جمیع اصحاب حضرت صدیق اکبرؓ کا بڑا خیال
رکھنے لگے کسی نے اُن کو رنج نہین دیا۔

فائدہ۔ میرے پیارے نورنگاہو جو میرے فرزندان قلبی اس وقت موجود ہین
اور جو آیندہ ظاہر ہون اگر اُن کی نظر سے یہ کتاب گذرے اور اس مقام پر پہنچین
تو خوب سمجھین کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صدیق اکبرؓ
رضی اللہ عنہ کی شان مین کیا فرمایا ہے۔ دیکھو اور سمجھو اس مقام کو جب آپ نے
اپنی نبوت کا اظہار فرمایا ہے تو اُس وقت اس زمین کی سطح پر آسمان کے نیچے
ایک برگزیدہ بندہ یکہ و تنہا اللہ کا رسولؐ ہو کر آیا اور اس وقت تمام ملک عرب

کفرستان تھا ایک مسلمان دنیا کے پردہ پر نہ تھا اس وقت اُس برگزیدہ بندے اور اللہ تعالیٰ شانہ کے رسولؐ نے یکہ وتنہا کھڑے ہوکر پکارا کہ مین اللہ تعالیٰ شانہ کا رسول ہوکر تمھارے پاس آیا ہون کون شخص تم مین میری رسالت کی تصدیق کرتا ہے سوائے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ رسالت کی شہادت آکر ادا کرے صدیق اکبرؓ بغیر کسی چون وچرا کے بول اُٹھے کہ لا الٰہ الا اللہ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدؐ وہ آواز ایسی گونجی کہ اُن ارواح نے جو ہنوز عالم ارواح مین تھین اور اُن بچّون نے جو اپنی مان کے پیٹ مین تھے سُن لی اور لبیک کہتے ہوئے دوڑین اور یہ اسلام جو اس وقت موجود ہے صرف ابوبکر صدیقؓ کی تصدیق کا طفیل ہے ع

تصدیق بختین ز دل صدیق است

ابتدائے حالتِ اسلام پر جب تم نظر کروگے اور صدیق اکبرؓ کے واقعات تمھارے پیش نظر ہونگے تو میری عرض تمھاری سمجھ مین آجائے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔

فضیلت صدیق اکبرؓ ازانجملہ ایک بڑی فضیلت صدیق اکبرؓ کو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے جس طرح مقام دلجوئی وخاطرداری مین پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی فرمایا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اُسی طرح قرآن پاک مین صدیق اکبرؓ سے وعدہ کیا ہے وَلَسَوْفَ یَرْضٰی یعنی قریب ہے کہ راضی ہوگا ابوبکر صدیقؓ اپنے خدا سے اور پھر اللہ جَلَّ ذِکْرُہٗ نے حضرت صدیقؓ کو اتقیٰ اپنی زبان مبارک مین فرمایا ہے اَللّٰہُ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پس ان آیتون کے معائنہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ یعنی ابوبکر اللہ تعالیٰ

شانہ کے نزدیک بعد نبی اکرم ناس ہین اور یہی مطلب افضلیت کے ہین۔

آپ کے عہد خلافت مین یہ حضرات ارکان خلافت تھے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاضی اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت کاتب یعنی میر منشی اور عتاب بن اسد عامل مکہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجر بن ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنیٰ بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ جراح و شرجبیل و یزید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکم تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبرؓ خالد محاصرہ دمشق مین مصروف تھے۔

خلافت صدیقی مین پہلی روانگی اسامہ کے لشکر کی ہی روم کی طرف

جس لشکر کو رسول اللہ نے خود مرتب فرمایا تھا اور آپ کی وفات کی وجہ سے اُس مین تعویق ہوئی۔ آپ نے خود ۲۶۔ صفر روز دوشنبہ اس لشکر کو درست کیا تھا ۱۱ھ ہجری مین

مفصل واقعہ لشکر اُسامہ کا یہ ہے کہ گیارھوین سال ہجرت مین ۲۶۔ صفر روز دوشنبہ کو حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے درستی سامان

لشکر کا حکم دیا کہ مجاہدین لڑائی کے واسطے تیار ہو جائین دوسرے دن اُسامہ بن زید
کو بلا کر فرمایا کہ مین تم کو اِس لشکر کا امیر مقرر کرتا ہون تم جاؤ اور نواحی اُبنیٰ مین
(اُبنیٰ بروزن اُنثیٰ ایک جگہ کا نام ہے دیار روم مین سے جہان اُسامہ کے باپ
زید شہید ہوے تھے) اور اُن پر دوڑ مارو اور اُن کے مال و متاع لوٹ لو اور اُن کے
گھرون کو آگ لگا کر جلا دو اور روانگی مین جلدی کرو اُن کے خبردار ہونے سے پہلے
جا کر اُن کو گھیر لو پھر جو اللہ تعالےٰ شانہ تم کو فتحیاب کرے تو تم وہان کچھ دنون ٹھیرنا
اور راہ بر اپنے ساتھ لیجاؤ اور جاسوس اور خبر گیر آگے سے بھیج دو اِسی انتظام مین
آپ تھے کہ اسی مہینے کی ۲۸ تاریخ کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
کو عارضہ تپ لاحق ہوا اور دردِ سر کی شدت ہوئی دوسرے دن باوجود ناسازی
مزاج مبارک کے آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک لوا یعنی نشان فوج اُسامہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیار کیا اور فرمایا اُغْزُ بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَاتِلْ مَنْ
کَفَرَ بِاللّٰہِ یعنی غزا کر اللہ تعالیٰ شانہ کا نام لیکر اُس کی راہ مین اور قتال کر اُس کے
واسطے اُن لوگون سے جن لوگون نے کفر کیا ہے اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ پھر
اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نشان آپؐ سے لیکر باہر آئے اور بریدہ بن الخصب
کو وہ نشان دیا کہ اس لشکر خدا کی علم برداری کرین اور جُرف مین جا کر قیام کیا
(جُرف ایک جگہ او بقا مین مدینہ طیبہ کے متصل اور اصل مین او بقا کہتے ہین
پانی کھودنے کو) وہان اِس لئے ٹھیرے کہ سب لشکر جمع ہو جائے اور بڑے بڑے
سرداران مہاجرین و انصار کو مثل صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اور عثمان ذی النورینؓ
اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن نعمان
اور سلمہ بن اسلم بن حرس رضی اللہ عنہم کے حکم کیا اُس لشکر مین ہمراہ اُسامہ کے
جاوین۔ یہ بات بعض نوجوانون پر شاق ہوئی کہ ایک نوجوان لڑکے کو حضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے سردارون پر امیر کیا
اور حضرتؐ کو منظور یہ تھا کہ ان کی اطاعت کا امتحان کیا جائے جتنے اکابر تھے سبھون
نے حضرتؐ کے حکم کو بسر وچشم قبول کر لیا۔ جب آپ نے اُن نوجوانون کی باتین
سُنین تو آپ سر مبارک مین پٹی باندھ کر مسجد مبارک مین تشریف لائے اور ممبر شریف
پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد کیا کہ اے لوگو یہ
کیا بات ہے کہ تم مین سے بعض لوگ کہتے ہین اور وہ میرے کانون تک پہنچی ہین
اُسامہ کی سرداری کے حق مین جیسے اب طعن کرتے ہو اُسامہ کی سرداری کے حق
مین ویسے ہی طعن کی تھی تم نے اُس کے باپ کی سرداری کے باب مین یعنی غزوہ
موتہ مین قسم ہے اللہ کی کہ وہ اِس کام کے لئے نہایت لایق تھا اور امیر ہونے کا
سزاوار تھا اور یہ بیٹا اُس کا اُس سے زیادہ لایق ہے امارت کے واسطے اور زید
محبوب ترین آدمیون کا ہے اور بیٹا اُس کا اُسامہ بھی مجھ کو بہت محبوب ہے زید
کے بعد کہ اِس مین لیاقتین امارت کی موجود ہین اور یہ دونون مظنہ جمیع خیرات
وحسنات کے ہین لہذا وصیت میری اُس کی شان مین نیکی کے ساتھ قبول کرو
اور اُس سے نیکی بجا لاؤ۔ پھر آپ ممبر شریف سے اُترے اور حجرۂ مبارک مین
داخل ہوئے۔

مروی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت
مین دیکھتے تو کہتے السلام علیک ایّھا الامیر اُسامہ اُس کے جواب مین
وہ کہتے کہ غفر اللہُ لکَ یا امیر المومنین آپ مجھ کو امیر فرماتے ہین تو حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد کرتے کہ ہمیشہ جب تک مین زندہ رہونگا تم کو امیر ہی
کہونگا اور حضرت عمرؓ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ہم پر امیر تھے۔ اور عمر اُسامہؓ کی رسول اللہ کے

انتقال کے روز اٹھارہ[۱۸] یا اُنیس[۱۹] برس کی تھی الغرض یہ معاملہ ارشاد حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کا دہم ربیع الاوّل ۱۱ھ ہجری مین واقع ہوا پھر سب لوگ جو اُن کے ساتھ ماموا ہوئے تھے گروہ گروہ فوج فوج آتے تھے اور حضرتؐ کو وداع کرتے تھے اور لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوتے تھے اور حضرتؐ پر مرض موت کی شدت تھی اور فرماتے تھے کہ لشکر اُسامہ کو روانہ کرو پھر اتوار کے دن حضرتؐ پر بہت شدت مرض کی ہوئی اُسامہ اپنے لشکرگاہ سے رخصت ہونے کو آئے حضرت کے پاس اور سر جھکا کر حضرتؐ کے دست مبارک کو اور پیشانی شریف کو بوسہ دیا حضرتؐ اُس وقت شدت مرض سے بات نہ کر سکتے تھے مگر دست مبارک آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے اور اُسامہ پر کھینچتے تھے اُسامہ کہتے ہین مین سمجھتا تھا کہ آپ میرے واسطے دعا فرماتے ہین پھر اُسامہ رخصت ہو کر اپنی لشکرگاہ مین چلے آئے اور رات بھر رہے صبح کو دوشنبہ کے دن پھر آئے اُس وقت حضرت کو افاقہ تھا اُسامہ کو آپ نے رخصت کیا اور فرمایا کہ اُغْزُ بِبَرَکَۃِ اللّٰہِ پھر جب وہ لشکر مین آئے اور حکم کیا سوار ہونے کا اور خود بھی سوار ہونا چاہتے تھے کہ اُن کی والدہ اُم ایمن نے ایک آدمی اُن کے پاس بھیجا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم حالت نزع مین ہین یہ سُن کر اُسامہ لوٹ آئے اور سب صحابہ جو اُن کے ہمراہ تھے وہ بھی چلے آئے۔ بریدہ بن الخصیب نے علم کو لا کر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے حجرہ شریفہ کے دروازے پر کھڑا کر دیا پھر جب صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فرصت ہوئی اور امر خلافت حضرت صدیق اکبرؓ پر قرار پایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریدہ علم دار لشکر اُسامہ کو حکم دیا کہ یہ نشان اُسامہؓ کے دروازہ پر کھڑا کر دے کہ جس لشکر کو رسول اللہ نے مقرر کیا ہے اُس کو لیکر جاوے پھر اُسامہ جرف مین جا کر اُترے کہ وہان لوگ آکر جمع ہوں

اِسی اثنا مین مدینہ مین خبر آئی کہ بعض قبائل عرب مرتد ہو گئے ہین لوگون نے خلیفہ برحق کے حضور مین عرض کی کہ اگر اُسامہؓ کا جانا چند روز ملتوی ہو جائے تو بہتر ہے مبادا وہ لوگ سُنین کہ مدینہ سے اِن دنون ایک بڑا لشکر نکل گیا ہے تو دلیر ہو جائین اور مدینہ پر دوڑ مارین حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اگر مین یہ بات سمجھ لون کہ اُسامہؓ کے لشکر کو روانہ کرنے کے بعد مین مدینہ مین درندہ جانورون کا لقمہ ہو جاؤنگا اُس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تیار کئے ہوئے لشکر کو نہ روکونگا مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نافرمانی ہرگز نہ کرونگا مگر اُسامہؓ سے درخواست کرکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر ماہ ربیع الثانی مین اسامہؓ نے اپنی منزل مقصود کی طرف کوچ کیا اور وہان پہنچکر اُن پر فتحیاب ہوئے اور اپنے باپ کے قاتل کو مارا اور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوئے۔

ذکر اسود عنسی وکشتہ شدن او بدست فیروز دیلمی

جب باذان حاکم یمن مسلمان ہوا تو اُس دیار کے لوگون کو اُس نے اسلام کی دعوت کی انبوہ کثیر نے اُس کی دعوت قبول کی اور اسلام لائے یہ عنسی بھی اُنہین لوگون مین سے تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر خود دعوی نبوت کرنے لگا یہان تک کہ کچھ لوگون نے اس کی تبعیت بھی کی۔ آخر کو فیروز دیلمی کے ہاتھ سے شب کے وقت جب شراب کے نشہ مین بیہوش پڑا تھا اپنے محل سرا مین قتل کیا گیا اور اِس کی جماعت منتشر ہو گئی اور اہل اسلام کو اس واقعہ کی خبر ہوئی سب کے سب شادان و فرحان جمع ہوئے اور اس واقعہ کی خبر خلیفہ رسول اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو کی گئی تین مہینے تک اس مردود عنسی کا غلبہ یمن مین رہا۔ اوّل ردّت جو اسلام مین واقع ہوئی وہ ردّت یعنی ارتداد عنسی تھا لعنت اللہ علیہ۔

خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارباب تاریخ کہتے ہین کہ جب امر خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قرار پایا تو آپ نے ایک عظیم الشان مجمع مین خطبہ پڑھا کہ جس کا ہر لفظ خاص و عام کے دلون پر النقش فی الحجر ہوگیا اور قوم کو معلوم ہوگیا کہ پیغمبر کا خلیفہ اسی خیال کا شخص ہونا چاہئے تھا اور ایسا ہی خلیفہ اپنی قوم کے بیڑے کو طوفانِ حوادث سے بچا کر ساحل نجات پر پہنچا سکتا ہے۔

وہ جواہر آب دار یہ ہین

بعد حمد و ستایش حضرت باری جلت عظمتہ، کے فرمایا کہ لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ تمھاری امارت کا عہدہ مجھے تفویض ہوا ہے اگر میری زندگانی عدالت اور مروت اور انصاف کے ساتھ تم مین گذرے تو اپنی ہمت اور ترتیب اور راے صائب سے میری نصرت و مدد کرو اور اگر بطریق سہو و نسیان کہ خاصہ بشری ہے کوئی بات مجھ سے صادر ہو تو مجھ کو آگاہ و ہوشیار کر کے متنبہ کرو اور میری امارت کا اُس وقت خیال نہ کرو کہ سچ کہنا امانت ہے اور جھوٹی طرف داری کسی کی کرنا خیانت ہے اور یقین کرو کہ ضعیف ترین مردم میرے نزدیک قوی ہے تا اُس کا انصاف کرون مین۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ کوئی قوم مقابلہ مین کسی کے ایمان کے خلاف تکاسل نہ کرے وگرنہ ذلیل و خوار ہونگے اور کوئی طائفہ بغاوت اور فساد پر جراأت نہ کرے کہ اُس کے سبب سے حوادث زمانہ اور بلاے ناگہانی مین گرفتار ہون اور مین جب تک اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم کی فرمان برداری کرون تم میری اطاعت کرو اور میرے حکم کو مانو اور اگر کوئی امر مجھ سے

اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم کے خلاف سرزد ہو تو میری امارت تم پر نہین والسلام۔

جب حضرت صدیق اکبرؓ اس خطبہ سے فارغ ہوئے تو ممبر سے اُترے اور اپنی منزل کی طرف مراجعت فرمائی اور نہایت کوشش اور سعی سے امر خطیر خلافت مین مشغول ہوئے بعد تھوڑے زمانہ کے عرب کے اطراف و جوانب سے موحش خبرین پہنچنے لگین کہ عرب کے بعض گروہ نے سرکشی آغاز کی اور مرتد ہو گئے اور بعض نے صرف ارتداد ہی پر کفایت نہ کی بلکہ نبوت کا بھی دعویٰ کیا اور زمرہ حقوق بیت المال کو روکا۔ اور ایک گروہ نے تن آسانی اختیار کی اور صوم و صلوٰۃ ترک کردی طلحہ بن خویلد اسدی نے پیغمبری کا دعوی کیا اور بنی اسد نے اُس کی متابعت کی۔ اور مسیلمہ کذاب نے یمامہ مین دعوی نبوت کیا اور یمامہ کے لوگون نے اُس کے دعوی کو مان لیا اور ایک بڑی جماعت نے دعوی باطل سجاح بنت منذر کہ وہ موصل مین ایک عورت تھی وہان کے لوگ اُس پر فریفتہ ہوئے اور اُس کو پیغمبر مان لیا اور اُس کی اطاعت مین کمربستہ ہو گئے۔ اسی طرح عامر و غطفان و بنی سلیم و بنی تمیم اور بھی بہت سے قبیلے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئی جن کا ذکر بہت طویل ہے۔

القصہ یہ خبرین جو اہالی عرب کی حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گوش زد ہوئین تو آپ نے اپنی پوری ہمت اُن کی طرف مصروف کی۔

اہل حق کے نظر کرنے کا یہ مقام ہے کہ صدیق اکبر خلیفہ رسول اللہؐ کو کن مشکلات کا سامنا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کے ہاتھ سے ڈھائی برس کے اندر اُن کی قوت کو ویسا ہی سنبھال دیا جیسا رسول اللہؐ کے وقت مین امن تھا۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس طائف الملوکی کی خبرین سنین تو اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ پر بھروسا کرکے اپنی ہمت کو اس طرف مصروف

کیا کہ اطراف وجوانب مین جہان جہان شورشین تھین وہان بہادران صف شکن اور دلیران مرد فگن کو روانہ کیا جائے کہ ان کے مساعی جمیلہ کے سبب سے اہل بغاوت کا شعلۂ فساد بھڑکنے نہ پائے اور مخالفان دین مقہور و منکوب ہون اور قواعد شریعت غرّا نئے سرے سے مستحکم ہو جائین اُن سرداران لشکر مین سے جو ان اَشرار کی سرکوبی کے واسطے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منتخب کئے تھے اُن کے اسما یہ ہین- پہلے شخص حضرت خالد بن ولید کو تین ہزار مردان جنگی کا افسر کر کے طلیحہ بن خویلد اسدی اور بعض اہل بغاوت کی تنبیہ کے واسطے روانہ فرمایا-

ذکر توجہ خالد بن الولید بجرب طلیحہ بن خویلد وقتل سلمیٰ بنت مالک

جب اُسامہ بن زید حدود شام سے مسرور و فتحمند واپس آئے تو حضرت خلیفہ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع سال دوازدہم ہجری مین ترتیب سامان لشکر اسلام کی طرف توجہ فرمائی اور طلیحہ بن خویلد کی جنگ کے خیال سے آپ مدینہ باسکینہ سے باہر نکلے اور ایک مرحلہ تک پہنچے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے مرکب کی لگام پکڑی اور آپ کو روکا اور مصلحت وقت کے موافق آپ سے کہا کہ آپ اپنے سفر کو ملتوی کرین کسی دوسرے کو اس لشکر کی سرداری کے لئے نامزد کرین- آپ حسب مشورہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اُسی مقام سے مدینہ کو واپس ہوئے اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس لشکر کی سرداری سپرد کی اُس زمانہ مین طلیحہ حوالی بزاخہ مین کہ ایک گانوٗن ہے بنی اسد کے قریات مین سے ٹھیرا ہوا تھا اور اس وقت وہی مقام اُس کا لشکرگاہ تھا اور یہ طلیحہ وہ شخص ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لایا تھا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صحبت مین بھی رہا تھا مگر بعد وفات رسول اللہ حب جاہ اس پر غالب ہوئی اس نے دعویٰ نبوت کا کیا اور اپنے لوگون کو نماز و روزہ سے منع کر دیا اور زنا کو مباح کر دیا یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ

اے بے نماز فقیرو کتاب روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۳۴۵ سطر ہفتم کو ملاحظہ فرماؤ اور اپنے حالات کو اُس سے ملالو کہ تم کیا کر رہے ہو اور کن لفظون کے سزاوار ہو۔

الغرض جب خالد بن الولید کا لشکر طلحہ کے لشکر کے قریب پہنچا تو عکاشہ بن محیص اور ثابت بن ارقم کو کہ کبار صحابہ سے تھے اُس کے لشکر کی جاسوسی کے لئے بھیجا یہ دونون بزرگوار حسب حکم خالد بن الولید روانہ ہوئے اثنائے راہ مین بحسب اتفاق طلحہ اور اُس کا بھائی اپنے لشکر سے باہر نکلے تھے کہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر دریافت کرین عکاشہ اور ثابت سے اُن کا مقابلہ ہو گیا۔ سلمہ نے فوراً ثابت پر حملہ کرکے اُن کو شہید کیا اور طلحہ اور عکاشہ مین باہم جنگ ہونے لگی طلحہ نے ان کی جنگ سے عاجز ہوکر اپنے بھائی سے مدد چاہی اُن دونون نے ملکر عکاشہ کو بھی شہید کیا اور اپنے لشکرگاہ کی طرف وہ دونون واپس گئے۔ سپاہ اسلام جب اِس مقام پر پہنچی تو ان دونون کی لاشون کو پڑا ہوا دیکھ کر نہایت افسوس کیا۔

جب دونون لشکر قریب ہوئے تو خالدؓ نے طلحہ کے پاس اپنے قاصد روانہ کئے اور اُس کو بہت کچھ سمجھایا مگر اُس سنگ دل کے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مایوس ہوئے تو لشکر کو آراستہ کیا۔ اُس نے بھی اپنے لشکر کی صفین مرتب کین اور خود ایک چادر سر پر ڈالکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور اپنی فوج پر یہ بات ثابت کی کہ مین جبریل کے نازل ہونے کا انتظار کر رہا ہون۔ دونون لشکر بحر اخضر کی طرح جوش و خروش مین آئے اور عتبہ بن حصین سات سو آدمی قبیلہ

فرازہ سے ہمراہ لیکر خالدؓ کے لشکر کے مقابلہ مین آیا اور بہت کوشش کی مگر کچھ سود مند نہ ہوئی۔ جب شوکت سپاہ اسلام کو اُن لوگون نے مشاہدہ کیا تو نہایت پریشان ہوئے اور طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ جبریل نازل ہوا یا نہین۔ طلیحہ نے جواب دیا کہ ہنوز نزول جبریل نہین ہوا۔

تنبیہ۔ دعویٰ کسی کام کا بہت آسان ہے مگر ثبوت اُس کا بہت دشوار ہے پیغمبر تو بن گئے کچھ عقل کے اندھے معتقد بھی ہوگئے مگر اب جو کام پڑا تو بغلین جھانک رہے ہین اور معتقدین بار بار آرہے ہین کہ جبریل نازل ہوا یا نہین اور جبریل ہین کہ وہ نازل ہوتے ہی نہین اور مصنوعی پیغمبر کی جان آفت مین ہے آخر کار معتقدین نے نہایت سختی کے ساتھ سوال کیا کہ جبریل نازل ہوا یا نہین بے عقل مصنوعی پیغمبر کو کہنا پڑا کہ ہان نازل ہوا تو لوگون نے پوچھا کہ کیا کہا اُس نے۔ تو مصنوعی پیغمبر نے جواب دیا جس کا ترجمہ اعثم کوفی نے یون کیا ہے کہ اُمید تو بامید خالد روشن نہ شود و میان شما حالتے است کہ ہرگز فراموش نہ گردد۔ علتبہ نے جو یہ سخن سنا تو کہا کہ خدا کی قسم میرا گمان تیری نسبت ایسا ہے کہ عنقریب تجھے ایسی حالت پیش آئے گی کہ ہرگز ہرگز تجھے نہ بھولے گی اور اپنی قوم کی طرف رُخ کرکے کہا کہ اے بنی فرازہ بھاگو جہان تک بھاگ سکو کہ یہ بدبخت کذاب دروغ گو ہے عتبہ نے یہ کہا اور اپنی جملہ قوم کے ساتھ معرکہ جنگ سے فرار اختیار کیا۔

تواریخ مین ہے کہ جب عتبہ نے لشکر اسلام کی شان اور ثبات کو ملاحظہ کیا تو اپنی قوم کو لیکر بھاگا تو مصنوعی پیغمبر صاحب نے اُس سے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے اُس نے کہا کہ ہماری جنگ کا تو خاتمہ ہوچکا اب نوبت ہے جبریل کے مقابلہ کی حکم دے جبریل کو کہ اپنے ہاتھ استینون سے باہر نکالے اور خالد کی فوج سے مقابلہ کرے اُس کی نوبت ہے جب بنی فرازہ شکست کھاکر بھاگے تو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے ایک حملہ مین تمام صفین بنی اسد اور غطفان کی درہم وبرہم کردین۔ طلیحہ نے
جب اپنے لشکر کی پراگندگی ملاحظہ کی تو وہ بھی اپنی عورت کو لیکر اور ایک دورکم
ناقہ پر سوار ہوکر معرکہ سے نکل گیا اور ملک شام کا قصد کیا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے تیغ اہتمام نیام سے کھینچی اور مرتدان عرب کے قتل کا تہیہ خصوصاً اُن کا
جن لوگون نے ارتداد کی حالت مین مسلمانون کو شہید کیا تھا کیا انتقام کے بعد
آپ نے غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا جب اس مہم سے فرصت ہوئی تو
بھاگے ہوئے لشکر مرتدین کا تعاقب کیا اور موضع وادی الاحزاب مین اُن کو
پایا پھر آتش جنگ بار دگر مشتعل ہوئی مگر مرتدین کو تاب مقاومت نہ ہوئی
بھاگ نکلے۔ اور عتبہ فرازی اور وقرہ بن مسلمہ کہ سرداران اہل ارتداد تھے دستگیر
ہوئے اور طلیحہ اپنی جان بچاکر نکل گیا اور دیار شام مین ملک غسان کے سایہ مین
پناہ لی اور آخرالامر یہ ایمان لایا اور اسکا شمار بھی اہل ایمان مین کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت بیحساب ہے ۵

تصدق اپنے خدا کے جاؤن کہ پیار آتا ہے مجھ کو آنشا
ادھر سے ایسے گناہ پیہم اُدھر سے وہ دمبدم نوازش

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مہم سے فرصت پائی تو
عتبہ اور وقرہ کو پا بزنجیر وطوق بگردن حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حضور مین روانہ کیا جب حضرت خلیفہ اول خیر البشر کی نظر ان دونون کے
چہرون پر پڑی تو آپ نے بہت ملامت کی لیکن اُن لوگون نے نہایت عجز و
نیازمندی کے ساتھ توبہ کی یہ تو رسول اللہ شفیع المذنبین کے خلیفہ اول ہی تھے
آپ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کے جرایم و آثام سے درگذرے ع

در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست

اہل تواریخ لکھتے ہین کہ خالد بن ولید نے بہ فرمان حضرت خلیفہ برحق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بجنگ فجاءہ کہ ایک مرتد ناپاک وبیباک تھا متوجہ ہوئے جب اُس کے قلع وقمع سے فرصت ہوئی تو طلحہ کے معتقدین واتباع کو موقع کیا

اہل تاریخ کہتے ہین کہ طلحہ کے بعد سلمیٰ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر کے دل مین ہوس ریاست وحکومت کی پیدا ہوئی اور ارتداد اختیار کیا یہ عورت زمانۂ حیات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین کسی جنگ مین مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہوکر آئی تھی اور اُس وقت اسلام بھی لائی تھی۔ اُسی وقت رسولؐ اللہ نے اس کے ارتداد اور مخالفت سے خبردی تھی جب رسولؐ اللہ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو یہ مرتدہ ہوگئی اور اس کے دل نے حکومت وریاست کی خواہش کی اور جمع کثیر قبائل غطفان وہوازن وسلیم واسد طے کے اس کے ہمراہ ہوگئے۔ حضرت سیف اللہ الجبار خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جرار سے عنان عزیمت اس کی طرف پھیری۔ سلمیٰ نے بھی مقابلہ کا سامان کیا اور جنگ ہوئی اور سخت جنگ ہوئی اور اُس کو شکست ہوئی مبارزان اسلام نے اُس کے اونٹ کو جس پر سوار تھی گھیر لیا آخرالامر اُس کے اونٹ کو پے کیا اور اُس کو دوزخ کی طرف روانہ کیا اور مسلمانون کو یہ فتح عظیم اور فتوحات کثیر حاصل ہوئی۔

سجاح کا نبی ہونے کا دعویٰ کرنا اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ اُسکے اختلاط کی کیفیت اور اُس کے حالات

سجاح بنت المنذر ایک عورت تھی نصرانی مذہب کی فصاحت بیانی اور

طلاقت لسانی مین مشہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی مصدقہ اور شریعت
عیسوی کی جاننے والی مگر حب ریاست اور علم فصاحت کے سبب سے ہمیشہ تمنا
اُس کو اس بات کی تھی کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے جب تک رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس دنیا مین رونق افروز رہے اُس کو اِس کا
موقع نہ ملا جب آپ نے اس خاکدان کو خیرباد کہکر عالم آخرت کا سفر اختیار کیا اور
حضرت خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت قائم ہوئی تو وہ پکار
اُٹھی کہ مین نبیہ ہون اور چونکہ وہ علم فصاحت کلام سے ماہر تھی کچھ کلمات
مسجع قوم کے سامنے پیش کئے اور کہا کہ یہ وحی الٰہی مجھ پر نازل ہوئی۔ مجموع
بنی تغلب کہ یہ اُسی قبیلہ سے تھی ہم قبیلہ ہونے کے سبب سے اُس کے معتقد
ہوگئے سجاح نے اپنی قوم کو صوم و صلوٰۃ اور صدقہ و زکات کا حکم کیا اور گوشت
خوک اُن لوگون پر مباح کر دیا جب بنی تغلب کی متابعت کے سبب سے
کچھ اس کو اپنے کام مین قوت حاصل ہوئی تو اُس نے اکثر قبائل عرب کو نامے
لکھے اور اپنے مذہب اور نبوت کی طرف بلایا بہت لوگ اُس کے ساتھ جمع ہوگئے
اور اُس کو اپنے دعوی مین سچا سمجھکر اُس کی تصدیق کی۔ جب مہم اُس کی قوی ہوئی
تو مالک بن نویرہ کو کہ رئیس بنی تمیم کا تھا اور شعار اسلام کا رکھتا تھا اس نے نامہ
لکھا اور اپنی متابعت کی طرف اُس کو بلایا مالک نے بوجہ اپنی کمزور رائے اور
قلت تدبیر کے مرتد ہو کر اُس کا ساتھ دیا چونکہ بعض سرداران عرب اُس کے مذہب
مین آگئی تھی اُن لوگون نے اُس سے کہا کہ مخالف ہمارے بہت ہین ہم کو پہلے
کن لوگون کو دفع کرنا چاہیئے اُس نے چند کلمات جن کو وہ وحی کہتی تھی اُن کو پڑھ کر
سنائے جن کا مطلب یہ تھا کہ بنی رباب سے جنگ کرنی چاہیئے اور اُس کے
لشکر گمراہ نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور اُس قبیلہ پر جا پڑے اور قتل شروع

کیا اور اُس قبیلہ کا ایک بڑا حصہ قتل کر دیا گیا اس مہم کے بعد ارباب رائے و تدبیر نے سجاح سے کہا کہ ہم ایک امر عظیم کے مرتکب ہوئے ہین مخالف ہمارے بہت ہین اب ہماری رائے کے مناسب یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ متابعان ملت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قلع و قمع کرین اور لشکر ابوبکرؓ کو درہم و برہم کر ڈالین اگر یہ مہم ہمارے حسب دلخواہ ہوئی تو تمام عرب طوعاً و کرہاً ہمارے مذہب مین داخل ہو جائے گا۔ اُس نے کہا کہ اس امر مین مجھے وحی کا انتظار ہے صبح کو اُس نے کہا کہ اوّل ہمین یمامہ کی طرف جانا چاہیئے تا مہم مسیلمہ فیصل ہو دوسرے روز اُس نے وہ کلمات رات کو بنا رکھے تھے اپنی سپاہ اور ارکان مجلس کے سامنے پڑھے اور باتفاق چند ارباب مجلس یمامہ کا قصد کیا اور اسی زمانہ مین شرجیل بن حسنہ و عکرمہ بن ابی جہل از جماعت مسلمانان باشارت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ جہت دفع شر مسیلمہ یمامہ گئے ہوئے تھے۔ خالدؓ بن الولید کا قصد تھا کہ ان لوگون سے جا کر ملجائین ناگاہ خبر لشکر کشی سجاح خالدؓ کو معلوم ہوئی اُنھون نے مصلحت یہ دیکھی کہ تھوڑا اَور توقف ہو اور شرجیل بن حسنہ اور عکرمہ بن ابی جہل نے بھی اس خبر کو سنکر مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی تا دیکھین کہ مسیلمہ کذاب اور اُس عورت کا انجام کار کیا ہوتا ہے۔

جب مسیلمہ کذاب نے سنا کہ سجاح لشکر گران کے ساتھ اُس کی طرف روانہ ہوئی تو اپنے مخصوصین مین سے کچھ لوگون کو برسم رسالت سجاح کے پاس روانہ کیا کہ اُس کی غرض کیا ہے یہ معلوم کر کے واپس آئین وہ لوگ جب سجاح کے پاس پہنچے تو اُن لوگون نے مضمون رسالت ادا کیا۔ سجاح نے کہا خداوند عزوعلا نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے اور تمھارے قتال پر مجھے مامور کیا ہے بعد ازان اپنے کلمات پریشان جو اس تقریر کے موافق جمع کئے تھے پڑھے اور اُن لوگون کو

رخصت کیا وہ لوگ فوراً مسیلمہ کذاب کے پاس پہنچے اور جو کچھ اُس عورت سے
سنا تھا بیان کیا مسیلمہ ہر چند اُس کو جانتا تھا کہ وہ بھی اپنے دعوی مین میری ہی
طرح جھوٹی ہے مگر چونکہ مسلمانون کی طرف کا ڈر لگا ہوا تھا تو مصلحت یہی دیکھی کہ
اُس سے مصالحت کر لے ناگزیر دوسری بار اُس نے قاصدون کو پیام مصالحت
آمیز دیکر اُس کے پاس روانہ کیا اور اُس سے خواہش اس بات کی ظاہر کی کہ
تو مع اپنی خواصون کے میرے پاس آجا کہ مجھ سے اور تجھ سے اس معاملہ مین
بالمشافہ گفتگو ہو جائے۔ جب مسیلمہ کے قاصد سجاح کے پاس پہنچے تو اُس نے
ان لوگون کی بڑی خاطر کی۔ جب یہ قاصدون کی جماعت مسیلمہ کے پاس پہنچی
اور کلمات پریشان اُسے سنائے تو مسیلمہ نے کہا بے شک سجاح مرسلہ ہے اور
اس نے بھی اپنے کلمات پریشان اُس عورت کے پاس بھیجے وہ اُن کو دیکھکر
نہایت سرعت کے ساتھ اپنے چند خواصون کو لیکر اُسکی طرف روانہ ہوئی جب اس کی آمد کی
خبر مسیلمہ کذاب کو پہنچی تو جو باغ اُس کے حصار کے سامنے تھا اُس نے اُس کو خیمہ جات
سے آراستہ کر کے اُس سے ملاقات کی اور اپنے اپنے خیالات ایک نے دوسرے
پر ظاہر کئے گویا طباعی کا مشاعرہ ہو گیا اُسی ضمن مین باخود ہا میل جول بھی ہو گیا
اور تین روز اُسی حدیقۃ الرحمن مین یعنی اُس باغ مین دونون نے پیغمبری کی تصنیف
کر کے عیش و کامرانی کے ساتھ گذارے بعد اِس کے اُس زن ناقصۃ العقل نے
اُس جگہ سے کوچ کیا اور اپنی قوم مین پہنچی تو رؤساء عرب مثل مالک بن نویرہ و
زبرقان بن بدر و عطارد بن الحاجب وغیرہ نے جو اُس لشکر مین تھے اُن لوگون
نے اُس سے پوچھا کہ تیری اور اُس کی ملاقات کیونکر ہوئی اُس نے کہا کہ مین نے
اُس کو مثل اپنے پیغمبر پایا لہذا مین نے اُس سے نکاح کیا۔ اُن لوگون نے کہا کہ
مہر تیرا کیا قرار پایا اُس نے کہا کہ کچھ مقرر نہین ہوا۔ اُن لوگون نے کہا کمال شرمناک

واقعہ ہے کہ مثل تیرے مرسلہ بے مہر شوہر کرے اب تو پھر یمامہ کو پھر جا کہ مسیلمہ تیرا مہر مقرر کرے۔ جب سجاح اپنے لشکر سے نکلی اور یمامہ مین پہنچی اور حصار کے دروازہ پر آئی تو مسیلمہ نے حکم دیا کہ حصار کا دروازہ بند کر دو اور وہ شوم خود حصار کے دروازے کی چھت پر آیا اور پوچھا کہ اب تیرے آنے کا کیا سبب ہے۔

سجاح نے صورت حال بیان کی۔ مسیلمہ نے پوچھا موذن کون ہے کہا کہ شبیب بن ربیع مسیلمہ نے کہا کہ اُس سے کہو کہ قوم مین ندا کرے کہ مسیلمہ رسول خدا نے حکم کیا ہے کہ دو نمازین عشا اور صبح کی کہ دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے موافق ہین لہذا اُٹھا لی گئین۔ سجاح نے اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی اور اُس مقام مین چند روز قیام کیا تو مسیلمہ کو وہم ہوا لہذا اُس نے نصف پیداوار یمامہ کے خرمون کو باسم مہر سجاح کو تسلیم کیا

تاریخ مین تحریر ہے کہ رؤسا عرب کو سجاح اور مسیلمہ کا واقعہ گوش زد ہوا تو وہ لوگ نہایت شرمندہ ہوئے اور اُس سے جدائی اختیار کی اور آپس مین کہنے لگے کہ ناحق اس عورت کے معتقد ہو کر پشیمان ہوئے اور سب اُس سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے قبیلون کو واپس گئے ؎

زن از پہلوے چپ گویند برخاست ۔ نیاید ہرگز از چپ راستی راست

اور جملہ قوم نے اُس کو یہ کہکر چھوڑ دیا ؎

با تو نشستن بہ کدام آبرو ۔ وز تو بریدن بچہ مردانگی

رؤسائے عرب نے مشورت کر کے حضرت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین ایک معذرت تحریری پیش کی۔

جب سجاح نے دیکھا کہ قبائل میری اس حرکت سے ناخوش ہو گئے تو چار سو آدمی اپنے خواصون سے ہمراہ لیکر اپنی منزل کو روانہ ہو گئی۔ اور بعض

روایت سے ثابت ہے کہ سجاح آخروقت مین حلیہ ایمان سے آراستہ ہوئی اور زمرۂ اہل اسلام مین منسلک ہوگئی ۔

ذکر قتل مالک بن نویرہ

مالک بن نویرہ عرب کے روسا مین سے ایک شخص تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستون مین سے تھا اور اُس کی زوجہ ایک حسینہ وجمیلہ عورت تھی مالک سجاح کی جدائی کے بعد موضع بطاح مین مقیم ہوا یہان تک کہ ایام حیات اُس کے منقضی ہوئے۔

اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خالدؓ کو رخصت کرتے وقت کہا کہ جاسوسون کو قبائل عرب کی طرف روانہ کرو اور جس قبیلہ سے اذان کی آواز آئے تو اُس کو اہل اسلام کے زمرہ مین شمار کرنا اور اُس سے کچھ تعرض نہ کرنا اور اگر کسی قبیلہ سے اذان کی آواز نہ آئے تو اُس کو اسلام کی دعوت کرنا اگر قبول کرلین تو فہوالمراد اور اگر نہ قبول کرین تو اُن سے قتال کرنا جب خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ قبائل عرب سجاح سے ناخوش ہوکر متفرق ہوگئے تو اُنھون نے جاسوس اُن کی طرف روانہ کئے کہ اُن کی قوت اور اُن کے حالات سے مطلع کرین ایک جماعت کو مالک بن نویرہ کی طرف بھیجا تاکہ اُن کے اسلام وکفر سے مطلع کرین۔ اُن لوگون نے حسب ارشاد خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمل کیا اور ان جاسوسون نے آکر عرض کیا کہ آواز اذان قبیلہ مالک بن نویرہ کی ہم نے نہین سُنی۔ جب مالک بن نویرہ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو خالد رضی اللہ عنہ کے دل مین یہ بات گذرتی تھی کہ یہ شخص مرتد ہوگیا ہے۔ مالک جب

اثناے گفتگو مین حضرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کوئی قول نقل کرتا تھا تو کہتا تھا قَالَ رَجُلُكُمْ كَذَا یعنی کہا تمہارے آدمی نے یون جب اِس وقت ہم لوگون کو اُس کا یہ قول گران گذر رہا ہے تو حضرت خالد کا کیا حال ہوا ہوگا۔

جب چند بار خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی زبان سے یہ کلمات سُنے تو سر اُٹھا کر آپ نے کہا کہ اے سگ ناپاک پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مرد ما بود مرد شما نہ بود۔ خالدؓ نے اشارہ کیا فوراً سر اُس کا تن سے جدا کر دیا گیا اور اُس کے ہمراہی بھی قتل ہوئے۔ پھر خالدؓ نے اُس کی زوجہ سے نکاح کیا جب یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو اُن کو یہ امر بہت ناگوار گذرا چونکہ حقیقت حال اُن کو معلوم نہ تھی اُن کے خیال مین وہ مسلمان تھا جب اُس کے کلمات سنے تو وہ رنج اُن کا جاتا رہا مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکرؓ خلیفہ رسولؐ اللہ نے تنہا طلب کیا اور اس امر کا استفسار کیا جب اُن کی تشفی ہوگئی تو اُن کے مقام پر رخصت کر دیا۔

ذکر خالد کی فوج کشی کا یمامہ کی طرف اور قتل ہونا مسیلمہ کذاب کا

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خالدؓ کے عذرات سنکر اُن سے رضامند ہوگئے تو اُن کو مسیلمہ کذاب پر فوج کشی کی اجازت دیکر یمامہ کی طرف روانہ کیا اور انتظام فوج کا نظم سب اُن کو سمجھا دیا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً وہان سے روانہ ہوئے اور یہان پہنچکر ترتیب لشکر شروع کر دی اور اس غزا مین حسب ارشاد حضرت ابو بکرؓ صدیق خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

زمام اختیار انصار کو تفویض ہوا یعنی ثابت قیس اور مہاجر و انصار کے مشورے سے
جن کے نام نامی یہ ہین - حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور زید بن الخطاب کام کرین اور
ان کی تجویز سے تجاوز نہ کرین - اسی اثنا مین معلوم ہوا کہ کچھ سوار ہین کہ گھوڑون کی
باگین ہاتھ مین لئے ہوئے سو رہے ہین وہ لشکر اسلام مین لائے گئے اُن کے
بیان سے معلوم ہوا کہ یہ اہل یمامہ ہین اور اپنی قوم کے کسی آدمی کے قاتل کی
تلاش مین نکلے ہین - لشکر اسلام کے سپاہی اُن کو حضرت خالدؓ کے پاس پکڑ لائے
حضرت خالدؓ نے اُن سے عقائد دریافت کئے - اُن بدبختون نے بیان کیا کہ تم
لوگون مین ایک پیغمبر تھے اور ہم لوگون مین ایک پیغمبر ہے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے حکم دیا اُن کی گردنین ماری گئین جب نوبت ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن
مرارت کی پہنچی اور یہ لوگ سرداران یمامہ اور ارکان دولت مسیلمہ تھے تو ساریہ
نے کہا کہ اے خالد اگر تم چاہتے ہو کہ عنانِ ملک تمھارے ہاتھ مین آجائے اور
اِس مملکت پر تم کو قبضہ حاصل ہو تو مُجاعہ کے خون سے درگذرو خالد رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے حسب وصیت ساریہ مُجاعہ کو زندہ قید رکھا اور باقی لوگون کی گردنین
ماری گئین -

خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موضع ایاض کو کہ ایک قریہ قرائے یمامہ سے تھا
اپنا لشکرگاہ کیا کہ نہایت ہوشیاری سے اور حفاظت سے اُس مین محفوظ رہین
کہ بعض تواریخ مین بیان ہوا ہے کہ مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار مردان کار آزمودہ
جنگ دیدہ جمع ہو گئے تھے

منقول ہے کہ نہار الرجال اُس کی کوشش اور اُس کی جھوٹی گواہی سے
قوم کا اجماع مسیلمہ پر ہوا تھا یہ نہار الرجال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے حضور مین حاضر ہوا تھا اور سورۃ البقر یاد کی تھی جب یمامہ مین واپس ہو کر

آیا تو مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کے خاص لوگون مین داخل ہو گیا اور مسیلمہ کی تحریک و تحریص سے جھوٹی گواہی دی کہ مین نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ نبوت مین مسیلمہ میرا شریک و سہیم ہے اس شہادت کی وجہ سے بنی حنیفہ کا قبیلہ کا قبیلہ مسیلمہ کے نبوت پر ایمان لایا۔

بعض کتب معتبرہ مین مذکور ہے کہ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہم سجاح سے فراغت حاصل کی تو دیار بنی تمیم اور زمین بطاع مین اقامت اختیار کی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسولؐ اللہ کے حکم کے منتظر رہے کہ آپ کس طرف کا حکم دیتے ہین اور اتنی فرصت مین روز بروز مسیلمہ کی قوت بڑھتی گئی۔ یمامہ کے آدمیون سے کہتا تھا کہ قریش کو تم پر کیا فضیلت ہے اور امامت و نبوت مین کس بات سے تم پر اُن کو شرف ہے آدمیون کے شمار مین تم اُن سے زیادہ ہو قوت و شوکت مین تم کو اُن پر غلبہ ہے تمہارا ملک اُن کے ملک سے آباد اور زرخیز زیادہ صنعت و حرفت مین تم اُن سے اچھے اور مین تم مین ایسا آدمی ہون کہ جب مین چاہتا ہون جبریل امین میرے پاس نازل ہوتے ہین لہذا تم کو ہمت کرنی چاہیئے اور ان کو یہان سے نکال دو اور اس وقت نہار الرجال اور محکم بن طفیل سادات یمامہ سے ہین وہ شہادت دیتے ہین کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہتے تھے کہ مسیلمہ نبوت مین میرا شریک ہے۔ الغرض ان دو آدمیون کی جھوٹی شہادت نے اُس کو بہت قوت پہنچائی بہت بڑی جمعیت اُس کے ساتھ ہو گئی اور جملہ اہل یمامہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے یہان تک کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے لشکر جرار کے ساتھ یمامہ مین داخل ہو گئے جب اہل یمامہ کو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصد سے پوری آگاہی ہو گئی تو محکم بن الطفیل نے اپنی قوم کو تحریص اور ترغیب دینی شروع کی اور سب کو جنگ پر اُبھارا جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سرزمین مین

پہنچ گئے تو اپنی فوج سے دوسو آدمی کی جماعت جدا کر کے اُن سے کہا کہ بے دغدغہ و دہشت اِس ولایت مین داخل ہو جاؤ اور جو آدمی تمھین مل جائے اُسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ یہ جماعت حسب حکم خالد روانہ ہوئی۔ اِسی اثنا مین ایک جماعت ان کو ملی کہ سردار اُس کا مجاعہ بن عمران تھا اور ایک شخص اشراف یمامہ سے اُس کے ساتھ تھا کہ اُس کا نام ساریہ بن عامر تھا مسلمانون نے اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اُن لوگون نے کہا کہ ہم بنی حنیفہ سے ہین اہل اسلام نے کہا کہ تمھاری آنکھین پھوٹین تم دشمنان خدا ہو اور سب کو اسیر کر کے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے خالد رضی اللہ عنہ نے اُن لوگون سے پوچھا کہ تمھارا کیا اعتقاد ہے مسیلمہ کی نسبت۔ اُن لوگون نے کہا بات وہ ہے کہ جو مجاعہ کہے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُجاعہ سے پوچھا مجاعہ نے کہا کہ مین اور ساریہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے تھے اور ایمان لائے تھے اور عہد باندھا تھا مگر اب اس خوف سے کہ ہمارا مال تلف ہو جائے گا اور جان بھی جاتی رہے گی اور اہل وعیال بھی قتل ہون گے مجبور اس کذاب کے ساتھ ہین۔ پھر ساریہ نے کہا کہ اے امیر اگر یہ قصد ہے کہ اِس ملک کو اپنے تحت وتصرف مین لائے تو مجھ کو اور مجاعہ کو امان دے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونون کو نظر بند رکھا اور سب کو قتل کیا۔

اور سیر مسارعت مین ہے کہ اُس منزل مین کہ جس کا نام عقربا تھا مقام کیا اور مسیلمہ بھی حقیقت حال سے مطلع ہو کر سپاہ کے ساتھ حصار سے باہر آیا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ مین اپنے لشکر کی صفین درست کین اور میمنہ اور میسرہ مردان کار آزمودہ کے سپرد کیا اور دلیران منتخب کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین قیام کیا جب خالدؓ نے اُس کے اس انتظام اور جرأت کو دیکھا تو تعجب کیا اور اپنے لشکر کو بھی

آراستہ کیا زید بن الخطاب کو بجانب میمنہ مقرر فرمایا اور زید بن الحارث کو میسرہ کی طرف بھیجا اور مبارزان ہر دو جانب جوش و خروش مین آگئے اور مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ مخالفون مین سے پہلے جو شخص قتل ہوا وہ نہاد الرجال تھا اُس کے قاتل زید بن الخطاب تھے اور صف اسلام مین سے جو شخص پہلے میدان نبرد مین آیا وہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے رجز پڑھتے تھے اور شمشیر یمانی اُن کی آتش فشانی کر رہی تھی بہت دیر تک اعداے دین سے مقابلہ کیا اور قتل کیا اور پھر اپنے مقام پر جا کر ٹھیرے۔ اور روایت طبری مین ہے کہ خالد بن ولید اور عمار بن یاسر میدان جنگ مین آئے اور ہر حملہ مین اعدائے دین کو قتل کیا اسی اثنا مین ایک کافر نے عمار کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کا چمڑا گوشت سمیت اُن کے کندھے پر آگیا مگر باوجود ایسے سخت زخم کے وہ جنگ مین مشغول رہے اور لوگون کو قتل کیا اور پھر اپنے مقام پر آگئے پھر حارث بن الہشام المخزومی نے مانند شیر درندہ کے میمنہ کی طرف رخ کیا اور کئی آدمیون کو قتل کیا اور بعضون کو زخمی کیا اور پھر اپنے موقعت کی طرف واپس ہوئے اور اُس معرکہ مین زید بن الخطاب نے پانچ مشہور آدمیون کو قتل کیا آخر کو ایک بہت بڑا زخم اُٹھا کر راہی جنت ہوئے اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ کہ صاحب نشان تھے اُسی روز شہید ہوئے۔

الغرض قریب سی صد کس از حامیان اسلام شربت شہادت نوشیدند۔ کہتے ہین کہ ابتداے زمانہ اسلام سے اُس وقت تک ایسا سخت معرکہ اسلام کو پیش نہین آیا تھا اہل اسلام کے اچھے لوگون کی ایک جماعت نے طبل رحیل بجا دیا اور مسلمانون کو بہت ضعف ہو گیا طائفہ خاص نے منہ معرکہ سے پھیر دیا اور مخالفون نے خالدؓ کے لشکر مین گھس کر اُن کے خیمہ کو تلوار سے پارہ پارہ کر دیا اور خیمہ کے اندر آ گئے اور چاہتے تھے کہ ام تمیم زن مالک بن نویرہ جو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح مین تھی

اُسے قتل کرڈالین لیکن مُجاعہ جو اُس خیمہ مین قید تھا اُس نے مخالفون کو اِس حرکت سے بازرکھا اسی اثنا رمین خالد اُس طرف آگئے اور تلوار میان سے نکالی اور اعداے دین کو پریشان کردیا اور تمام رات یہ جنگ قائم رہی آخرکار صبح کے وقت کہ خسرو اقلیم چہارم با خنجر زرنگار افق شرقی سے طالع ہوا اور تسخیر ولایت نیمروز کے لئے علم اُٹھایا تو اوّل جس شخص نے قدم معرکہ نبردمین رکھا وہ سپہ سالار یمامہ تھا اور صاحب سر مسیلمہ محکم بن الطفیل تھا برابر اہل اسلام کے آکر رجز پڑھتا تھا اور وہ رجز بنی تھی تعریف مسیلمہ اور اُس کے اصحاب پر۔

ثابت بن قیس انصاری کہ شیوہ دلاوری مین عدیل نہ رکھتا تھا یہ حال دیکھکر میدان مین آگئے اور متواتر حملے محکم پر کیئے آخرالامر اُس کے کمربند پر ایک نیزہ مارا کہ خفتان اور پیوند اُس کا ٹوٹ گیا اور مورخون کی ایک جماعت کثیر نے کہا ہے کہ قاتل محکم کے بعد شکست فوج مسیلمہ اور دخول حدیقۃ الموت ابن مالک یا عبدالرحمٰن بن ابوبکر تھے۔

پہلا راوی کہتا ہے کہ محکم کے قتل کے بعد ثابت بن قیس اپنے گھوڑے کو میدان کارزار مین دائین بائین دوڑاتے تھے یہان تک کہ جان شیرین دی اور اُن کی شہادت کے بعد حباب بن ثابت العوام برادر زبیر معرکہ مین آئے اور بعد بہت کوشش کے وہ بھی شہید ہوئے بعد اُن کے برا بن عازب نے کہ جنکے کچھ حالات آگے تحریر ہونگے صف کفار پر متواتر حملے کئے اور بہت سے اعدائے دین کو قتل کیا اور نہایت دلیری و مردانگی سے واپس اپنی جگہ پر آئے۔ اعدائے دین نے اسلامی بہادرون کے ان حملون سے تنگ ہوکر ایک بارگی لشکر اسلام پر حملہ کردیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر اسلام کو بہت نقصان پہنچا لیکن خالدؓ کے پائے ثبات کو ذرا بھی لغزش نہ ہوئی خالد نے نعرہ کیا کہ تمام میدان نبرد گونج گیا اسے مسلمانو خدا سے

ڈرو اور روز جزا کی باز پرس کا خیال کرو دیکھو تمھارا سردار کھڑا ہوا ہے اور تم اِن
کافرون کے سامنے سے پیچھے ہٹتے ہو ایسا نہ ہو کہ فرار کا بدنما دھبہ تمھاری پاک و
صاف قبائے اسلام کو داغدار کر دے اگر نور اسلام تمھارے دلون مین ہے تو
اپنی جگہ کو کافرون کے سپرد نہ کرو ایسا نہ ہو کہ خلیفہ رسولؐ اللہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا دل تم سے بیزار ہو جائے اہل اسلام نے جو خالدؓ کی آواز اور کلمات نصیحت
آمیز سنے تو اپنے دین و دنیا کا فائدہ اس مین دیکھا کہ شیر غرندہ کی طرح فوج کفار
کی طرف پلٹ پڑے اور ایسے جان توڑ حملے کئے کہ اعدائے دین کے قدم اُکھڑ گئے
کہتے ہین کہ آتش جنگ جب شعلہ زن ہوئی تو دشمنانِ خدا مین سے ایک شخص نے
تلوار کا وار ابو دجانہ پر کیا ابو دجانہ نے اُس کے حملہ کو رد کر کے اُسے قتل کیا
دوسرے ملعون نے چاہا کہ ابو دجانہ پر حملہ کرے ابو دجانہ نے اُس کی طرف حملہ کیا
اُس کے دل مین ابو دجانہ کا ایسا رعب پیدا ہوا کہ وہ بھاگا اور اس بہادر نے
اُس کا تعاقب کیا اور اُس کے قریب پہنچکر اُس کی دونون ساق پا قلم کر ڈالین
پھر ابو دجانہ نے ہر طرف حملہ کرنا شروع کیا اور مسلمانون کو جنگ کی تحریص اور
ترغیب کی۔ مسلمانون کے دل ابو دجانہ کی تقریر سے قوی ہو گئے اور کافرون پر
متواتر حملے شروع کر دئے بس اللہ تعالیٰ شانہ کا فضل مسلمانون کے شامل حال ہوا
اور نسیم نصرت الٰہی نے پرچم اعلام اسلام کو متحرک کیا اور رایات کفر نگونسار ہو گئے
اور بیشمار آدمی قتل ہوئے اور مسیلمہ بالبقیۃ السیف حدیقۃ الموت مین جا کر چھپا
یہ وہی باغ ہے کہ جس کا نام اُس کافر نے حدیقۃ الرحمن رکھا تھا جب اس باغ مین
وہ کذاب قتل کیا گیا تو اُس کا نام بدل گیا۔ اب حدیقۃ الموت ہے۔

روایت ہے کہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ بہت سے آصحاب رسولؐ
شہید ہوئے تو اُن کا دل دکھا اور بہت افسوس کیا اور کہا مین نے کوئی دن

اِس دِن سے بدتر اور کوئی جنگ اس جنگ سے شدید نہین دیکھی پھر اُنھون نے خیال کیا کہ جب تک مسیلمہ زندہ ہے یہ فتنہ و فساد فرو نہ ہوگا- بلند آواز سے لشکر خدا مین پکار دیا کہ حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ یہ مجاہدین فی سبیل اللہ سر سے کفن باندھکر آمادۂ مرگ ہو گئے- اعداے دین جب لشکر خدا کے حملون کی تاب نہ لا سکے تو میدان جنگ چھوڑکر بھاگ نکلے جب محکم بن الطفیل نے یہ شکست معائنہ کی تو چلاّ اُٹھا کہ الحدیقہ الحدیقہ یعنی اس باغ مین پناہ لو- اشرار بقیۃ السیف یعنی جو اشرار کہ مسلمانون کی تلوارون سے بھاگ کر بچ رہے تھے اُن لوگون نے مسیلمہ کا ساتھ دیا اور حدیقۃ الموت مین مُنہ چھپایا مگر ملک الموت سے کون سی شے چھپی ہوئی ہے اور اُس کا ہاتھ کہان نہین پہُنچتا- اگرچہ بحکم مسیلمہ کذاب دروازہ محکم طریقہ سے بند کیا گیا مگر دست فرشتہ اجل و پنجہ ملک الموت اُس سے بہت زیادہ زوردار تھے اُس کی حفاظت کچھ کام نہ آئی ملک الموت نے مسلمانون کو گود مین اُٹھا کر حدیقہ مین پہُنچا دیا اور کہا کہ ہمارے ہاتھ وہان معرکہ جنگ مین اپنا فرض منصبی ادا کرتے کرتے تھک گئے ہین اب اس حدیقۃ الموت مین آپ ہماری نیابت کیجیے-

روایت ہے کہ براء بن مالک کی کوشش سے حدیقہ کا دروازہ کشادہ ہوا اور مسلمان اجل کے پیادہ کی طرح اُس مین داخل ہوگئے اور شیر ژیان کی طرح اُس مرغزار مین شکار کرنے لگے اس قدر خون ریزی اُس حدیقۃ الموت مین واقع ہوئی کہ خون کی نہرین جاری ہوگئین قریب دس ہزار آدمیون کے قتل ہوئے محکم بن الطفیل مسیلمہ کے لشکر کا سردار اپنی بھاگتی فوج کو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا کہ عبد الرحمن بن ابی بکر کے تیر سے قتل ہوا اور مسلمانون نے باغ موت مین دل کھولکر قتل عام کیا- اس کے بعد اُس کا نام حدیقۃ الرحمن سے حدیقۃ

المو ت ہو گیا ۵

دریں حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش است		زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب مسلمان حدیقہ مین داخل ہوئے تو مین بھی اُن کے پیچھے داخل ہوا تو مین نے اُس گیرودار مین مسیلمہ کو دیکھا کہ اپنی بھاگتی ہوئی فوج کو جنگ کی تحریص کر رہا ہے میری نظر اُس ملعون پر پڑی مین اُس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے بھی میرا قصد کیا اور اسی اثنا مین ابن عم عمارہ انصاری دوسری طرف سے آیا اور اُس کا قصد کیا مین نے حربہ کو ہاتھ مین تولا اور جنبش دیکر اُسکی طرف رہا کیا اور حربہ اُس کی ناف کے نیچے لگا اور عمارہ کی تلوار اُس کے چہرہ پر لگی اللہ تعالیٰ شانہ اس کا جاننے والا ہے کہ ہم دونون مین سے کون اُس کا قاتل ہے مگر سوائے ہم دونون کے کوئی تیسرا آدمی نہ تھا جب مسیلمہ مارا گیا تو بنی حنیفہ حدیقہ کی دیوار مین سوراخ کرکے باہر نکل گئے۔

مورخون نے کہا ہے کہ مخالفون مین سے ستر ہزار آدمی حدیقہ کے باہر مارے گئے اور ستر ہزار حدیقہ کے اندر قتل ہوئے۔

نقل ہے کہ یمامہ کے ایک آدمی کی نظر مسیلمہ کذاب کی نعش پر پڑی اُس نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ تو نبی تو ہے مگر اُن نبیون مین ہے جو شقی ہین۔ اور مشاہیر کشتگان اسلام مین سے عباد بن بشر انصاری تھے کہ زمرۂ حضار بدر مین ان کا شمار ہے اور بعض مورخین ابو دجانہ کو بھی شہدائے یمامہ مین سے شمار کرتے ہین۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ جنگ صفین مین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ملازم تھے۔

روایت مین ہے کہ ایک ہزار دو سو یا تین سو پچاس نفر علی الاختلاف القولین مہاجر و انصار سے تھے جو معرکہ یمامہ مین شہید ہوئے اور ان مین بہت سے حفاظ

قرآن شریف اور قُرّا تھے حضرت ابو بکر خلیفہ اوّلؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو اس خبر کے سننے سے یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا بعد تھوڑے زمانہ کے کلام ربانی و آیات سبحانی رفتہ رفتہ لوگون کے دلون سے محو نہ ہو جائے

اجتماع قرآن شریف

حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمت اِس طرف متوجہ ہوئی کہ قرآن پاک جمع کر لیا جائے چنانچہ اس وقت جو دنیا مین کلام اللہ شریف موجود ہے یہ وہی ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو شائع کیا یہ کام کرنے کے تھے جو یہ حضرات کر گئے۔ ع

آفرین باد برین ہمت مردانہ شان

الغرض جب حضرت خالد بن الولید کو معلوم ہوا کہ مسیلمہ کذاب مارا گیا تو اُنہون نے خیال کیا کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ گمراہون کا بادشاہ کس طرح معرکہ جنگ مین پڑا ہے آپ نے مُجاعہ کو بلایا اور اُس کو ہمراہ لیکر میدان جنگ کی سیر کو چلے واقعی بہادرون اور جوان مردون کی تو تفریح اور سیر کی جگہ تو یہی ہے۔ میدانِ نبرد مین آپ سیر کرنے لگے کہ نظر آپ کی ایک نعش پر پڑی کہ نہایت خوش وضع اور عظیم الجثہ تھا آپ نے مُجاعہ سے پوچھا کہ تمھارا صاحب یہی مرد ہے مُجاعہ نے کہا نہین ولیکن یہ ہمارے صاحب پر ہزار مرتبہ فوقیت رکھتا تھا محکم بن طفیل اسی کا نام ہے۔ آخرالامر ایک زرد چہرہ لاغر اندام نظر آیا مُجاعہ نے کہا کہ مسیلمہ کذاب یہ ہے کہ نہ اپنے ساتھ اس نے نیکی کی نہ اپنی قوم کے ساتھ۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حیف ہے تم پر کہ تم نے ایسے ناکس کی وجہ سے دین اسلام کو جو آفتاب سے زیادہ روشن اور بڑے بڑے دریاؤن سے زیادہ پاک اور گنہگارون

کو پاک کرنے والا ہے اپنے ہاتھ سے کھو دیا اور بلاؤن اور مصائب مین مبتلا ہوئے اور ہزارون جانین تلف ہوئین۔

مُجاعہ کی چالاکی

اِس مرد چالاک نے خالدؓ کو دھوکا دیکر خالدؓ کو صلح پر راضی کر لیا۔ مُجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ قلعہ مردان جنگی سے جو بالکل آہن پوش ہین بھرا ہوا ہے لیے امیر مصلحت اس مین ہے کہ ان سے صلح کر لیجیے اور بنی حنیفہ کے ساتھ نرمی کیجیے جو تم سے لڑنے کو آئے تھے وہ جلد باز اور ناتجربہ کار تھے مردانِ آزمودہ کار تو اس قلعہ مین بھرے ہوئے ہین خالدؓ نے کہا کہ مین سوچ لون اور مُجاعہ نے مخفی طریقہ سے قلعہ مین کہلا بھیجا کہ عورتین خود اور زرہ بکتر پہنکر قلعہ کی دیوارون پر کھڑی ہوجائین خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قلعہ کی دیوارون پر وہ صورتین دور سے دیکھین تو مُجاعہ کی بات کا اعتبار آگیا اور نرم شرطون پر اُن سے صلح کر لی۔

ذکر تزویج خالد بن الولید با دختر مُجاعہ بعد فتح جنگ یمامہ

جب اس جنگ سے فرصت ہو گئی تو خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دختر مُجاعہ کے نکاح کا پیغام مجاعہ کو دیا اُس نے کہا کہ اے امیر اس وقت تو یمامہ مین گھر گھر قیامت بپا ہے صف ماتم بچھی ہوئی ہے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ قتل ہو گیا ہے شادی بیاہ کا کسے ہوش ہے خالدؓ نے اُس کا عذر قبول نہ کیا ناگزیر اُس نے کہا کہ لڑکی مہر زیادہ کہتی ہے یعنی ہزار درہم خالدؓ نے منظور کر لیا اور نکاح ہو گیا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عروس کے خاطر و مدارات مین زیادہ اہتمام کیا یہ بات

مہاجرین و انصار کو بہت ناگوار گذری۔ حسان بن ثابت شاعر بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ حالات ایک قطعہ مین نظم کرکے حضرت ابوبکرؓ صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین روانہ کئے آپ کو یہ حالات پڑھ کر کمال رنج ہوا۔ اگرچہ آپ نے خالدؓ کو معزول تو نہین کیا مگر ایک نامہ مشعر تنبیہ و توبیخ اُن کو لکھا مضمون اُس کا یہ ہے۔

اے خالد تو ہمیشہ شغل از دواج اور عورات کے اختلاط مین مشغول رہتا ہے استیلاے شہوت تیرے اور حیا و شرم اور مصلحت کے بیچ مین حائل ہے۔ ایک ہزار دو سو نفر اصحابؓ رسولؐ کہ جن مین سات سو حافظ اور قاری تھے ان کی شہادت کا ملال نہ ہوا اور یہ حرکات ناشائستہ علاوہ قتل مالک بن نویرہ کے ہین نفرین ہے تجھ پر اور تیرے احوال قبیح اور اعمال شنیع پر کہ نسبت بنی مخزوم کو تو نے عیب لگایا والسلام

جب خالدؓ نے یہ نامہ پڑھا تو قہقہہ کے ساتھ خندہ کیا اور کہا کہ یہ مضمون عمرؓ کا ہے ابوبکرؓ اس سے بے خبر ہین جب خالدؓ کو مہم یمامہ سے فرصت ہوئی تو وہان تھوڑے دنون توقف کیا کہ بارگاہ خلافت سے کیا حکم صادر ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ فتح یمامہ کے تھوڑے دنون کے بعد بارگاہ خلافت سے حکم پہنچا کہ وہ فوج جو تمھارے نشان کے تحت مین ہے اُسے لیکر عراق عرب کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اُس سرزمین مین پہنچکر دشمنانِ خدا سے جنگ کرو خواہ صلح کے ساتھ یا خون ریزی کے ساتھ۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب حکم بارگاہ خلافت اُدھر کو روانہ ہوئے۔ اور یہ بھی تحریر تھا کہ بلند کرنے مین اعلام شریعت کے کوشش بلیغ کرے۔ بعد اس کے فرمان قضا جریان صادر ہوا کہ بجانب شام روانہ ہو اور

امارت اور لشکر کشی مین قیام کرے اور کوئی دقیقہ دقایق جد و اجتہاد سے باقی نہ رہے
جب یہ حکم خالدؓ کو پہنچا تو خالدؓ نے کہا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ چاہا کہ تخت گاہ
ملوکِ عجم میری سعی سے حلقۂ اسلام مین داخل ہون۔ ابوبکر خلیفہ رسولؐ اللہ سے
التماس کی کہ مجھے دیار شام کی طرف بھیجئے آخر حسب الحکم دار الخلافت لشکر
جرار کے ساتھ اُس طرف روانہ ہوئے۔

کتب تواریخ مین یہ خبر تحریر ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اپنے ابتداے خلافت مین گیارہ نشان بنائے اور گیارہ آدمیون کو
جو اہل دانش اور مردان جنگ آزمودہ تھے اُن کے حوالہ کئے اور اطراف و ولایات
مین روانہ کیا تو اہل ارتداد کی تنبیہ کرین اور اُن کو راہ راست پر لائین اور اُن کی
دلجوئی کرین اور اگر اس تدبیر سے وہ درست نہ ہون تو اُن کے مقابلہ مین تلوار
اُٹھائین۔

ازانجملہ خالدؓ بن ولید کو جنگ طلیحہ اور دوسرے مرتدون کی طرف حکم کیا۔
اور عکرمہ بن ابی جہل کو حدود یمامہ کی طرف بھیجا وہ راستہ سے پلٹ گئے تھے
جیسا کہ اسی کتاب مین اوپر گذر چکا ہے۔ اور مہاجر بن اُمیہ کو ولایت یمن کے لئے
نامزد کیا۔ اور حکم کیا کہ خالد بن سعید بن العاص شام کے پورب کی طرف جائے
اور عمرو بن عامر کو جمع و ضبط و ربط قضاعہ اور قبیلہ چند کہ بیابانون مین پراگندہ تھے
مخصوص کیا۔ اور حذیفہ بن محصن کو اہل دیار عرفجہ۔ اور خزیمہ کو بجانب مہرہ۔ اور
سوید بن مقران کو تہامہ کی طرف۔ اور علاء حضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا۔
وعلیٰ ہذا القیاس۔ و امرار عالی مقدار نے آپ کے فرمانے کے موافق عمل کیا اور کامیابی
کے ساتھ ان مقامات پر فتح حاصل کی اور اموال غنایم و مال زکوٰۃ وغیرہ دار الخلافت
مین خلیفہ اوّل کے حضور ارسال کیا تھوڑی مدت مین سب جگھون کا انتظام ٹھیک ہو گیا

اور اہل ارتداد کچھ مطیع ہو گئے کچھ قتل ہوئے کچھ خارج البلد ہو گئے

بیان وفات ابوبکر خلیفہ اول و بیعت عمر خلیفہ دوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جب دو برس تین مہینے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو گذرے تو چوتھے مہینے مین آپ بیمار ہوئے اور ایام مرض مین آپ نے فرمایا کہ عمر بن الخطاب رضہ پنجگانہ نماز مین امامت کرین جب آپ کے مرض مین شدت ہوئی تو آپ اپنی زندگی سے مایوس ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ کاغذ و قلم و دوات حاضر ہو کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے واسطے کچھ تحریر کیا جائے حضرت ابوبکر رضہ نے وہ کاغذ ایک شخص کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ جو کچھ اس مین لکھا ہے وہ لوگون کو پڑھ کر سنا دے۔ علماء فرماتے ہین کہ باوجود شدت مرض اُس مضمون کو خود اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا جو شخص کہ اس خدمت پر مامور ہوا تھا وہ اُس صحیفہ کو لئے ہوئے مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین کہ جہان عام خاص سب کا مجمع تھا حاضر ہوا اور کہا یا معشر المسلمین خلیفۂ رسول اللہ نے کلمات چند اس صحیفہ مین تحریر فرمائے ہین اور تم کو اُس کے سننے کے واسطے حکم فرمایا ہے اُس کو رضامندی کے ساتھ سنو اور قبول کرو۔ مہاجرین و انصار نے فرمایا کہ ہم سب اُن کے فرمان بردار ہین تم پڑھو کہ اس صحیفہ مین کیا تحریر ہے اُس نے کہا کہ اس صحیفہ مین تحریر ہے کہ مین نے تم لوگون پر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا تو حاضرین انجمن مین سے ایک جماعت نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اور ایک فرقہ نے اِس مین کچھ لَا وَنَعَمْ کیا اِسی فرقہ مین سے طلحہ بن عبید اللہ تھے یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مین نے سنا ہے کہ عنان خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہاتھ مین دی اور اس کے انجام سے آپ واقف نہین ہین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم اُن کو اس کام کے لایق نہین سمجھتے ہو مگر مین نہایت تحقیق و فراست سے اُن کو ایسا جانتا ہون اور تم لوگون سے کہتا ہون کہ وہ ضرور اس کام کے لایق ہین اور اُن سے بہتر اس وقت اَور دوسرا آدمی نہین ہے طلحہ نے جواب دیا کہ عمرؓ نہایت غصہ ور اور درشت خو آدمی ہین اور آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی حیات مین لوگون نے اُن سے سختیان اُٹھائی ہین اور جب آپ اللہ سے ملجایئن گے اور ہم آپ کے جمال کے نظارہ سے محروم رہین گے اور وہ خلیفہ ہونگے تو خدا جانے حال کیا ہوگا لامحالہ اُس جہان مین آپ سے سوال ہوگا کہ اپنی رعایا اور زیردستون کو کس طرح اور کس پر چھوڑا اور کس شخص کو اُن پر حاکم کیا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلحہ کی اس تقریر سے نہایت متاثر اور متغیر ہوئے بعد اس کے بہت تامل کے بعد فرمایا کہ اے طلحہ تو مجھ کو پروردگار تعالیٰ شانہ کے سوال و جواب اور عذاب سے ڈراتا ہے اور مرگ کے صولت اور سطوت سے اندیشہ مند کرتا ہے اس کو جو مین کہتا ہون خوب اچھی طرح سُن اور سمجھ کہ جب مین اپنے وطن اصلی مین پہنچون گا اور بادشاہ لم یزلی مجھ سے سوال فرمائیگا کہ رعایا کو کیونکر چھوڑا اور اُس پر حاکم کس کو مقرر کیا مین عرض کرون گا کہ تیری مخلوق مین سے جس کو مین نے بہترین خلق سمجھا اُسی کو تیرے بندون کا والی مقرر کیا پھر آپ نے قلم دوات و کاغذ طلب فرمایا اور حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ وصیت نامہ لکھو حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے کے موافق اس طرح لکھا۔

—— • ✱ ✱ ✱ • ——

وصیت نامہ حضرت ابوبکر صدیقؓ مشعر خلافت حضرت عمرؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از کتاب روضۃ الصفا

این وصیتے است کہ می کند ابوبکر در ساعتے کہ آخر عہد اوست بہ دنیا و اول عہد او بہ عقبیٰ از دار دنیا کہ دار فنا است مفارقت می کند و بہ عقبیٰ کہ سرائے بقاست مواصلت می گیرد حاصل وصیت آنکہ خلیفہ ساخت بر امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عمرؓ بن الخطاب را کہ اگر وے سالک طریق حق و معدلت و انصاف و دیانت باشد و سیرت نیکو و راستی شعار و دثار خود سازد چنانچہ گمان من با و این است فیہا والا تغیر و تبدیل در اطوار خود راہ دہد و جانب رعیت را مہمل گذارد و تخم ظلم و عدوان کارد و دخامت او بہ او عاید گردد و شامت او بہ او لاحق شود و در قیامت جواب کردار ناصواب او را باید گفت و از عہدۂ گفتہ ناپسندیدہ او را بیرون باید آمد وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

بعد از عمر را طلب داشت و در باب تقلد قلادہ خلافت سخنان ملایم گفتہ گوش او را بدر مواعظ و نصائح گران بار گردانید عمر چون دانست کہ سبب طلب او چہ چیز بودہ از تعہد آن امر خطیر استعفا نمود و معروض ابابکر گردانید کہ کہ مرا بخلافت حاجتے نیست خلافت را بہ چون تو ئی حاجت است چہ مسند خلافت را بوجود تو زینت و کمال خواہد بود و از تو عظمت و جلالش خواہد افزود انتہیٰ۔

اور ایک قول اس باب مین یہ ہے کہ جب حضرت ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مزاج کی حالت سے اس بات کو سمجھ لیا کہ اب میرا زمانۂ حیات بہت کم باقی رہا ہے تو اُنھون نے اپنا جانشین حضرت عمرؓ کو تجویز کیا حضرت عمرؓ نے خلافت قبول کرنے سے انکار کیا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

اور علماے اخبار رحمہم اللہ اسلم حضرت عمر آزاد غلام سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عثمانؓ بن عفان حضرت ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شدت مرض مین اُن کے پاس تھے ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے قلم دوات و کاغذ طلب کیا گیا تاکہ تحریر ہو کہ ابابکرؓ کے بعد جو خلیفہ ہو وہ نامزد کر دیا جائے مگر اسی تجویز کی حالت مین ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو غش آگیا مگر عثمانؓ نے ایک لمحہ تامل کر کے لکھ دیا کہ عمرؓ خلیفہ ہوگا مگر جب آپ کو افاقہ ہوا اور اُس صحیفہ کو پڑھا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ اس نام کو کس نے لکھا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ مین نے لکھا ہے ابوبکرؓ نے فرمایا رحمک اللہ وجزاک اللہ خیراً۔

اور ایک روایت مین ہے کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مین بغیر عمرؓ کے اَوْر دوسرے کی خلافت سے رضامند نہین ہون ابوبکرؓ نے جب یہ قول علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سنا تو آپ کے واسطے بہت دعائین کین اور قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مین نے عمرؓ کو تم پر والی اور خلیفہ کیا تم کو لازم ہے کہ کوئی شخص اُن کے دائرہ اطاعت و فرمان برداری سے باہر نہ جائے اُس کی خلافت اور حسن تدبیر تمھین بہت فائدہ پہنچائے گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وصیت کے پہلے قوم کا بوجہ قرابت قریبہ کے یہ خیال تھا کہ ابوبکر طلحہؓ کے واسطے خلافت کی وصیت کرین گے کہ اُن سے اور طلحہؓ سے بہت قریب قرابت ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کچھ خیال قرابت کا نہ کیا اور جس کے واسطے

مشیت پروردگار تعالیٰ شانہ تھی وہی منتخب ہوا۔ ان حضرات کی زبان پر حق جاری ہوتا ہے۔

فائدہ۔ یہ دونون حضرات یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صاحب اولاد رشید تھے جوان اور پرہیزگار اور مجاہد تھے رسولؐ اللہ کے صحبت یافتہ مگر کسی صاحب نے اُن کی طرف توجہ نہ کی اور اپنی اولاد کو اپنا جانشین نہ کیا ان حضرات کی للٰہیت اسی سے ثابت ہے۔ دنیا مین آدمی جو کام کرتا ہے آل و اولاد کے واسطے کرتا ہے۔ جو کچھ اسباب جاہ و حشم پیدا کرتا ہے خواہ اچھے طریقہ سے یا بُرے طریقہ سے سب اولاد کے واسطے چھوڑ جاتا ہے ان حضرات نے جب نظر کی اُنہین لوگون پر نظر کی جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے قواعد کے موافق حق دار تھے۔

جب طلحہؓ نے حضرت عمرؓ کی خلافت کی نسبت حضرت ابوبکرؓ کے حضور مین کچھ عرض معروض کی تو جناب مرتضےٰ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مین سوائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَور کسی کی خلافت سے رضامند نہین ہون۔ اے طلحہ مین بغیر عمرؓ کے اَور کسی کی اطاعت نہ کرون گا۔

اقوال مرتضیٰ علی علیہ السلام برائے خلافت عمرؓ

اے طلحہؓ خدا کی قسم کہ یہ بار خلافت ابوبکرؓ کے بعد سوائے عمرؓ کے اس وقت کوئی نہین اُٹھا سکتا اور کچھ اوصاف آپؓ کے بیان کئے اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ **قول مرتضےٰ** اے خلیفہ رسولؐ اللہ پسندیدہ آپکا ہمارا پسندیدہ ہے رضائے مامقرون رضاسے شماست بر ہمگنان معلوم است کہ مدت الحیات بروجہ احسن زیستی و پیوستہ بنظر مرحمت درحال امت رسولؐ نگریستی بارے سبحانہ تعالیٰ ترا جزاے خیر دہاد و لبغایت و مغفرت خود مخصوص گرداناد و از کتاب

روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۴۴ سطر ۱۹۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جب اصحابؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے اُٹھ گئے تو مین اپنے باپ کے پاس آئی اور اُن کو آرام سے سُلا دیا کہ وہ درمیان بیداری اور خواب کے تھے کہ ایک بار گھر کے دروازہ پر ایک بڑا شور ہوا کہ جس کے سبب سے جاگ اُٹھے اور اپنے فرزند سے کہا کہ دیکھو یہ شور کیسا ہے میرا بھائی باہر گیا اور اُس نے آکر عرض کی کہ اصحاب رسول صلی اللہ ہین اور وہ خدمتِ مبارک مین حاضر ہونا چاہتے ہین حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو حاضر ہونے کی اجازت دی اُن لوگون نے آکر عرض کیا کہ آپ نے عمرؓ کو اپنا خلیفہ اور جانشین کیا ہے اور وہ مرد تند خو اور نہایت سخت ہین اور امر ریاست بغیر رفق و مدارا کے چل نہین سکتا اُس کے لئے نرمی ضروریات سے ہے باوجود ایسی علالت کے کہ اب آخری ساعت عمر یعنی زندگی کی ہے نہایت نرمی اور مہربانی سے اُن کو جواب دیا اور حضرت عمرؓ کے فضائل و مناقب بیان کئے کہ وہ سب رضامند ہو گئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے مقر ہو کر اُس مجلس سے اُٹھے اور ایک بڑی آگ بھڑکنے والی تھی جو بالکل بجھ گئی اور ایک چنگاری بھی اُڑتی نظر نہ آئی اور سب کے دل ولائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لبریز ہو گئے اور خوش خوش اپنے گھرون کو رخصت ہوئے۔ اسی عنوان سے یہ بات سمجھ مین آتی ہے کہ ابتدائے زمانہ وفات سے جو جو باتین گذرین اور اُس کا انتظام ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور وہ بوجہ احسن ظہور پذیر ہوا تو بے شک وہ اللہ تعالےٰ شانہ کی مشیت کے موافق تھا جب سب لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے رخصت ہوئے تو آپ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ریاست و خلافت کے باب مین بہت کچھ سمجھایا اور سختی کے نقصان اور نرمی کے فوائد سے آگاہ کیا اور رعایا کی خبر گیری اور اُن کے حسن معاشرت کے سامان اور اسباب مہیا کرنے کے طریق

اور اُن کے حالات کی خبر گیری کی تاکید کی۔ بعد اُس کے فرمایا کہ اے عمرؓ اگر تو نے
میرے کہنے پر عمل کیا تو کوئی چیز تجھے محبوب تر مرگ سے نہ ہوگی اس لئے کہ تو وہان
کی باز پرس سے سبک دوش ہو جائے گا اور تو نے میری وصیت پر عمل نہ کیا تو موت
سے زیادہ مکروہ تجھے کوئی شے نظر نہ آئے گی اور تو موت پر غالب نہ ہو سکے گا۔
حضرت عمرؓ نے خلیفہ رسولؐ اللہ سے عرض کی کہ مین نے آپ کی نصائح کو بدل و جان
قبول کیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اُس کی محافظت کرون گا اور تا دم مرگ قائم
رہون گا بعد اس کے حضرت عمرؓ خلیفہ برحق کے سامنے سے اُٹھے اور اشک فشان
تھے اور اُسی شب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ برحق رسولؐ اللہ نے اس دار فانی کو چھوڑا
اور عالم جاودانی کا قیام اختیار فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
کتب تاریخ مین تحریر ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض نے
شدت کی تو آپ نے اپنی خجستہ خصال مبارک دختر سے کہا کہ اے میری پیاری بیٹی
تیرا باپ چند درم کا قرضدار ہے اُس کو اس بار سے سبکدوش کرے گی یا نہین۔
عائشہؓ صدیقہ نے کہا اے پدر بزرگوار ضرور ادا کرون گی۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ بیٹی
اجل نزدیک پہنچی اور زندگی کا کوئی حصہ باقی نہ رہا جو حالت کہ مخلوقات کے واسطے
ناگزیر ہے اُس نے اپنی صورت دکھائی جب میری تجہیز و تکفین سے فرصت ہو جائے
تو تابوت میرا روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قریب لے جانا
اور عرض کرنا یا رسولؐ اللہ ابوبکرؓ دروازے پر حاضر ہے اور اجازت چاہتا ہے۔ اگر
اجازت ہو تو حضرت کی قبر شریف کے پہلو مین دفن کر دینا اور علامت اجازت یہ ہے
کہ حجرہ شریف کا دروازہ خود بخود کھل جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو عام مسلمانون کے
قبرستان مین دفن کر دینا۔ یہ وصیت تمام کر کے آیۃ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
پڑھی اور انفاس مبارک منقطع ہو گئے یہ کلمات طیبات آپ سے یکشنبہ کے روز صادر

ہوئے اور دوسرے روز رحلت فرمائی۔

اور ایک روایت مین وارد ہے کہ آخر وقت آپ یہ پڑھ رہے تھے توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔

جب آپ کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو قوم مین ایک اضطراب عظیم پیدا ہوا اور مدینہ منورہ کے ہر گھر سے فریاد و فغان کی آواز بلند تھی جب جنازہ مبارک کو حجرۂ رسولؐ اللہ کے پاس لے گئے تو دروازہ شریف خود بخود کھل گیا اُس وقت جسد مبارک آپ کا رسولؐ اللہ کے پہلوے مبارک کے پاس رکھ دیا گیا اور عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و عبدالرحمنؓ بن ابوبکرؓ قبر مین اُترے اور موافق طریقہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دفن کیا۔ قبر کو مسطح کیا اور پانی اُس پر چھڑکا۔

آپ کی وفات بست و دوم جمادی الاخریٰ روز یکشنبہ کو ہوئی اور دوشنبہ کو دفن ہوئے ۱۳ھ ہجری تھا۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب قفل حجرۂ شریفہ کا خود بخود کھل گیا تو مین نے ابوبکرؓ کی وصیت کے موافق حجرۂ رسولؐ اللہ مین داخل کیا تو آواز ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب مشتاق یعنی پہنچاؤ دوست کو دوست کے پاس کہ دوست دوست کا مشتاق ہے پھر مین نے اُن کو دفن کیا اور سر شریف اُن کا رسولؐ اللہ کے دوش مبارک کے برابر رکھا۔

اسلام لانے سے پہلے حضرت صدیقؓ اکبر کی دو منکوحہ تھین ایک قتلہ بنت عبدالعزیٰ مادر عبدالرحمنؓ اور اسماء ذات النطاقین اور دوسری زوجہ رومان بنت عامر مادر عبدالرحمنؓ اور عائشہؓ صدیقہ۔ اور زمانہ اسلام مین دو منکوحہ تھین اسماء بنت عُمَیس مادر محمد بن ابی بکر اور دوسری حبیبہ بنت خارجہ انصاری جو وقت وفات حضرت ابوبکرؓ

حاملہ تھین اور اُن سے بیٹی پیدا ہوئی۔

بیان عمال حضرت ابو بکرؓ

آپ کی خلافت کے زمانہ مین حضرت عمرؓ قاضی اور حضرت عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجر بن ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضر موت اور بحرین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ جراح اور شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالدؓ بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ حضرت صدیقؓ کی وفات کے وقت خالدؓ محاصرہ دمشق مین مصروف تھے۔

ذکر خلافت خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب خلافت رسول اللہؐ نے حضرت خلیفہ اوّل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دار فانی سے نہایت نیک نامی کے ساتھ رخصت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن مبارک کے سایہ مین آئی اور عرض کی کہ مجھے آپ ہی سے عادل اور با اقبال خلیفہ کی ضرورت تھی مجھے امید ہے کہ میرا عروج کامل آپ ہی کے عہد پاک مین ہو۔ الغرض جب خلافت نے حضرت عمرؓ کی ذات مبارک سے زینت وعزت حاصل کی تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو خلیفہ رسولؐ خدا کہتے تھے اگر مجھ کو آپ حضرات خلیفۂ خلیفہ رسولؐ خدا کہین گے تو سخن دراز ہو جائے گا تو اُن لوگون نے پوچھا کہ ذات حمیدہ کو کس لفظ سے تعبیر کرین آپ نے جواب دیا کہ آپ لوگ مومن ہین اور

مین آپ کا امیر ہون لہذا امیر المومنین سے زیادہ مناسب کوئی لفظ نہین معلوم ہوتا ایسا ہی کہا ہے صاحب مروج الذہب نے۔

روایت ہے کہ جب خلافت نے حضرت عمرؓ کے وجود با جود سے عزت پائی تو آپ نے ایک نامہ امیران شام کو اُس وقت تحریر کیا جب وہ بعض مقامات کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اُس نامہ مین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر اور اپنی خلافت کی اطلاع اور خالدؓ بن ولید کے عزل کا حکم تھا اور خالدؓ کی جگہ پر ابو عبیدہؓ جراح کا تقرر اور اسی کے ساتھ ایک دوسرا رقعہ تھا اُس کا مضمون یہ تھا کہ جب میرا نوشتہ تمھارے پاس پہنچے تو لشکر کے باعزت لوگون کو طلب کرو اور اپنی امارت اور خالدؓ کی موقوفی سے آگاہ کر دو تاکہ وہ لوگ سمجھ لین کہ ہم کو ابو عبیدہؓ جراح کی اطاعت کرنی چاہیئے اور یہ بھی تحریر تھا کہ وہان لشکر اسلام بہت ہے اُن لوگون کو جن کی احتیاج وہان نہ ہو اُن کو ہماری طرف روانہ کرو اور جن کی تم کو ضرورت ہو اُن کو اپنے پاس رکھو ایک شخص کہ جس کی تم کو ضرورت ہو گی اور امور جنگ مین تم اُس کے مشورہ کے محتاج ہو گے وہ خالدؓ ہے تم اُس کی جُدائی سے راضی نہ ہو گے وہ تمھارے پاس رہے جب شدادؓ بن اوس فرستادہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمشق مین پہنچے تو وہ دونون نامے ابو عبیدہؓ بن جراح کو دئے اور اُنھون نے اس کی کتمان کی کوشش کی اور خالدؓ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور خالدؓ کو موقوفی سے مطلع نہ کرتے تھے اسی عرصہ مین خالدؓ کی موقوفی کی خبر نے شہرت پائی اور بدستور سابق وہ خالدؓ کو امیر کہتے تھے۔ جب خالدؓ کو افواہ مردم سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مین امارت سے معزول کیا گیا تو خالدؓ نے کہا اللہ تعالیٰ شانہ ابوبکرؓ کو بخشے اگر وہ زندہ رہتے تو مین معزول نہ کیا جاتا۔ جب خالدؓ کو اُن کی موقوفی کی اطلاع دی گئی تو آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے پوچھا کہ آپ نے

اس حکم کو اتنے روزون تک کیون مخفی رکھا اور مجھے مطلع نہ کیا آپ نے کہا کہ میرے دل مین یہ بات تھی کہ مین اس حکم سے ہرگز آپ کو مطلع نہ کرون اس لئے کہ امارت و حکومت اہل عقل اور ارباب بصیرت کے نزدیک ایسی چیز نہین ہے کہ دو بھائی اُس کے لئے آپس مین کشت و خون کرین اور غم بیہودہ مین خود مبتلا ہون اور پاکیزہ جانین اہل اسلام کی تلف ہون لہذا مین نے اے خالدؓ تم کو سب سوارون کا افسر کیا لہذا بہ دل قوی اور اہل فسیح محاصرہ مین قیام کرو اللہ تعالے شانہ تمھاری مدد فرماے گا۔

ذکر فتح دمشق

جب منصب امارت ابوعبیدہؓ بن جراح پر قرار پایا تو خالدؓ بن ولید اور جملہ سرداران لشکر اسلام نے محاصرہ دمشق کو خوب مستحکم کیا کہ اہل حصار کی حالت بہت تنگ ہوئی تو اہل حصار باخود ہا مشورت کرکے ایک لشکر جرار کے ساتھ شہر سے باہر آئے اور لشکر اسلام کے مقابلہ مین صف آرا ہوئے مسلمانون نے حسب مصلحت امیر لشکر اسلام تھوڑی دیر اُن سے مقابلہ کیا اور بعد اس کے پیچھے کو ہٹے اور بہ مصلحت اس طرح بھاگے کہ جیسے شکست کھانے والے بھاگتے ہین۔ اپنے مقام مقررہ تک اسی طرح بھاگتے چلے آئے اور فوج کفاران کے تعاقب مین چلے آئے جب لشکر کفار خوب کھلے میدان مین آگیا تو لشکر اسلام کفارون پر پلٹ پڑا اور درمیان دونون لشکرون کے جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اسی جنگ مین نظر صفوان بن معطل سلمی کی ایک کافر پر پڑی کہ خود زر اندود اُس کے سر پر تھا اور جوشن قیمتی بازو پر تھا صفوان نے موقع پاکر اُس پر حملہ کیا اور ایک نیزہ مار کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اُس کی عورت نے صفوان پر حملہ کیا جب صفوان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کی

ہم نبرد ایک عورت ہے صفوان نے اپنا نیزہ روک لیا اور کہا کہ عورت سے ایک بہادر مرد کو جنگ کرنا نہایت شرم کی بات ہے صفوان نے اپنا نیزہ رکھ دیا اور تلوار میان سے نکال کر اُس کے چہرہ کے سامنے کرکے کھڑے ہوگئے اُس عورت نے اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر لشکر کفار مین پناہ لی ؎

دران زمان کہ بود بیم جان شگفت مدار		کہ زیر چادر ناہید اگر خزد بہرام	

جب وہ ضعیفہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے لشکر مین چلی گئی تو صفوان اپنے گھوڑے سے اُترے اور اُس کافر مقتول کا سب اسباب جنگ جو اُس کے بدن پر تھا لے لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے اور اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہوگئے سپاہِ اسلام نے صفوان کی بہادری سے قوی دل ہو کر متواتر حملے کرکے اور اُن کو اُن کی جگہ سے پس پا کرکے تلوارون پر رکھ لیا اور اعداے دین حقہ کا اس قدر قتل وقوع مین آیا کہ شمار کرنے والے اُن کے شمار کرنے سے گھبرا گئے اور بقیۃ السیف بمشکل اپنی جانین بچا کے بھاگے اور بہ ہزار دشواری حصار دمشق مین پناہ لی اور لشکر نصرت انتماے اسلام کافرون کے تعاقب مین تھا یہان تک کہ ظاہرِ شہر تک پہنچ گئے اور نئے سرسے دشمنانِ دین کا محاصرہ کرلیا اور اُس زمانہ مین نرخ غلہ کا بہت گران تھا جیسا کہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

چنان قحط سالی شد اندر دمشق		کہ یاران فراموش کردند عشق	

جب مدّت محاصرہ دراز ہوئی تو اہالی دمشق نے ایک عرضداشت ہرقل کے دربار مین روانہ کی جس مین تمام اُن کی مصیبت کی سرگذشت تحریر تھی مضمون اُس کا یہ ہے ایک سال سے عرب کا تغلب اور تصرف اس ملک مین نہایت درجہ مین ہے قحط کی مصیبت نے ہم کو نیم جان کردیا ہے اس عرصہ مین ہم نے کئی بار شہر سے باہر نکل کر عرب سے جنگ کی اور بہت کوشش کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اگر شہر یا اہالی تعدا

کو اس ملک سے دلچسپی ہے تو ہماری مدد مین بہت جلدی فرمائیے کہ ہماری جانین
ہونٹون تک پہنچ گئی ہین اور گرسنگی نے ہمین بہت کمزور کردیا ہے اگر بادشاہ نے
ہماری مدد مین دیر فرمائی تو ہم عرب سے اُن کی شرطون کے موافق صلح کرلین گے
اس لئے کہ وہ ہم کو امان دے کر بہت کم خراج پر رضامند ہوجائین گے ہرقل تیرہ رائے
نے اُن کو اس طرح جواب دیا کہ مکتوب تمھارا پہنچا حال معلوم ہوا محافظت شہر مین
کوشش کرو جس طرح ممکن ہو مین بہت جلد تمھاری مدد کے واسطے لشکر روانہ کرتا ہون
اور تمھین یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ عرب اپنے وعدہ کو وفا نہ کرین گے اور اپنے
قول پر ثابت قدم نہ رہین گے زنہار ان کی باتون مین نہ آنا بعد صلح اور تسخیر ملک کے
یہ لوگ تمھارے ملک کو لوٹین گے اور تمھارے مال واموال تم سے چھین لین گے
اور تمھارے بال بچون کو لونڈی غلام بنائین گے ہرگز ان کو حصار یعنی قلعہ نہ دینا
اور ہماری مدد کے منتظر رہنا جب جواب قیصر کے پاس سے اُن کو پہنچا تو اُن کو
تسکین ہوئی اور بہت خوش ہوئے اور حصار کی محافظت مین بڑی کوشش کی
اور چند روز اور اسی حالت پر صبر کیا جب دیکھا کہ فوج اسلام کی قوت وشوکت
روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور قیصر کی طرف سے مدد آتی ہی نہین تو اراکین شہر نے
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست صلح کی کی حضرت ابوعبیدہؓ نے
بھی صلح مین مصلحت دیکھی۔ یہ بات قرار پائی کہ سو ہزار دینار زرسرخ نقد ایک بار دے
اور ہر سال ایک مرد سے چار دینار اور ہر عورت سے دو دینار جزیہ لیا جائے اسی
طرح صلح نامہ لکھا گیا اور اعیان واشراف کے اُس پر نام لکھے گئے اور والی دمشق
نے مال مصالحہ پیش کیا اور کنجیان شہر اور قلعہ کی سپاہِ اسلام کے سپرد کی گئین
ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خمس سب مال کا مدینہ طیبہ خلیفہ رسول اللہؐ کے حضور مین
روانہ کیا اور اس فتح عظیم کی کیفیت سے مشرح حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو

مطلع کیا اور باقی مال لشکر اسلام پر تقسیم کیا اَلحَمدُ لِلّٰہِ جب دمشق فتح ہو گیا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے عمرو عاصؓ کو ایک آراستہ اور شائستہ سپاہ کا افسر کر کے فلسطین اور اردن کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ مخالفین صلح کی خواہش کرین تو صلح کر لینا وگرنہ اُن سے جنگ کرنا اور قتال کرنا عمروؓ عاص نے حسب فرمودہ حضرت ابو عبیدہؓ عمل کیا اور دشمن کی طرف روانہ ہوئے جب دشمنون نے دمشق کی فتح کی خبر سنی اور اُن کو معلوم ہوا کہ عمرؓ اُن کی طرف متوجہ ہین تو نہایت رعب اُن کے دلون پر غالب ہوا - اہل دیار نے اُن رومیون سے جو وہان آباد تھے مشورہ کیا اُس مشورہ مین یہی بات قرار پائی کہ جنگ کی جائے -

قاصدون کو قیصر روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے حالات سے اُس کو مطلع کیا اور اُس سے مدد کی درخواست کی اور بادشاہ کے فرمان کے منتظر ہوئے اِسی عرصہ مین ایک بطریق بائیس ہزار سوار نیزہ گذار حسب فرمان قیصر سپاہ فلسطین و اردن کی مدد کو انطاکیہ سے [illegible] اور بعد قطع مراحل ومنازل ان لوگون سے مل گیا جب عمروؓ عاص کو اس امدادی فوج کی اطلاع ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیس ہزار فوج اور بھی اس فوج کی مدد کے لئے بعلبک مین موجود ہے اور اب اس فوج سے مل جائے گی تو عمرو عاص نے اندیشہ ناک ہو کر حضرت ابو عبیدہؓ کو اس کی اطلاع کی -

ذکر توجہ خالدؓ بن الولید بجانب بعلبک اور مغلوب ہونا مخالفون کا اور ملنا ابو عبیدہؓ کا مسلمانون سے

جب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر روم کے اجتماع پر اطلاع ہوئی اُنہون نے سمجھ لیا کہ عمرو عاص کو تنہا اس لشکر کے دفع کرنے کی طاقت نہین ہے تو خالدؓ بن ولید سے مشورہ کیا اس لشکر کے دفع کرنے کے باب مین حضرت خالدؓ رضی اللہ تعا

عنہ نے کہا کہ میری راے یہ ہے کہ عمرو عاص اور سب اُمَرا مثل شرجبیل بن حسنہ ویزید
بن ابی سفیان کہ نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے اور مرتدان عرب کے جنگ پر آمادہ ہین
اُن کو نامے لکھئے اوراس قوم سے جنگ کرنے مین جلدی نہ کیجئے اور مین بعلبک
مین پہنچ کر اُس سرزمین کے مخالفون کی جنگ سے کہ فلسطین مین ہین اطمینان حاصل
کرلون بعد اس کے ان دشمنون کے قلع قمع مین کوشش کی جاے - ابو عبیدہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس راے کو قرین مصلحت سمجھ کر ایک قاصد عمرو عاص کے پاس روانہ
کیا کہ تم ابھی جنگ مین جلدی نہ کرنا جب تک خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم سے
مل نہ جائین اس وقت ابو عبیدہؓ نے پانچ ہزار سوار خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکر
بعلبک کی طرف روانہ کیا جب خالدؓ دشمنون کے پاس پہنچے اور اعداے دین خالدؓ
کے لشکر کے پہنچنے سے مطلع ہوئے تو میدان جنگ مین اپنے لشکر کی صف بندی کی
اور آغاز جنگ ہوگیا اور لڑائی کو طلوع آفتاب سے وقت زوال تک کی نوبت
پہنچ گئی جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعداے [illegible] رہ کے ثبات کو ملاحظہ فرمایا
تو ایک نعرہ کیا کہ اے لشکر اسلام مین اس قوم پر حملہ کرتا ہون تم میری موافقت
کرنا کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تمھاری مدد کرے جملہ سپاہ اسلام نے خالدؓ
کی موافقت کی اور دونون طرف کی فوجین غٹ پٹ ہوگئین اور شمشیر زنی کا
بازار گرم ہوگیا تمام میدان جنگ لالہ گون ہوگیا آخر الامر ہواے نصرت نے پرچم
اسلام کو حرکت دی جمع کثیر لشکر دشمنانِ خدا سے قتل ہوئے اور بعض نے قلعہ کا
رُخ کیا اور بعض فلسطین کی طرف چلے گئے اور بے شمار غنیمت مسلمانون کے ہاتھ
آئی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس تمام مال غنیمت کو ایک نامہ فتح کے ساتھ
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین روانہ کر دیا جب غنیمت ابو عبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئی تو وہ پروردگار تعالیٰ شانہ کا شکر بجالائے اور

اُن کو لکھا کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ شانہ نے فتحمند کیا ہے تو اپنے خیال کے موافق فلسطین
مین پہنچ کر اپنے بھائیون کی مدد کرو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا نامہ پہنچتے ہی اُدھر کا عزم کردیا جب رومیون نے دیکھا کہ یوماً فیوماً
لشکر اسلام کو مدد پہنچتی ہے اور ساعت بساعت ان کی شوکت کو ترقی ہوتی ہے
تو اپنے لشکرگاہ سے باہر آکر پیچھے ہٹے اور ایک موضع مین کہ اُس کا نام محل تھا مقام
کیا اور اسی عرصہ مین حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اپنا نائب
کر کے دمشق مین چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس با فوج مردان مرد و دلیران صف نبرد
متوجہ فلسطین کے ہوئے اور خالد بن ولید اور عمرو بن ولید اور عمرو بن العاص سے
مل گئے جب رومیون کو حضرت ابو عبیدہ کے آنے کی خبر ہوئی تو اُن لوگون نے
ایک نامہ آپ کو لکھا جس کا مضمون یہ ہے کہ تم کو چاہیئے کہ تم فوراً اس ملک سے
نکل جاؤ ورنہ ہمارا لشکر جرار تم کو ہلاک کر ڈالے گا اور کسی مسلمان کو اس سرزمین
مین زندہ نہ رکھے گا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ویسا ہی سخت جواب
دیا اور اُن کے قاصدون کو رخصت کردیا جب بطارقہ روم نے حضرت ابو عبیدہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب مہابت آمیز سنا تو بڑی ہیبت اُن کو پیدا ہوگئی
پھر دوسرا قاصد اُن لوگون نے اُور روانہ کیا کہ اپنی قوم مین سے ایک نیک بخت
اور دانشمند آدمی کو بھیجو تو ہم اُس سے کچھ بات چیت کرین کہ ہم کو معلوم ہوجائے کہ
ہمارے ملک مین تمھارے آنے کی غرض کیا ہے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حکم دیا کہ معاذ بن جبل جائین اور اُن سے ملاقات کرین اور وہ لوگ جو کچھ پوچھین
اُس کا جواب دین۔ معاذؓ نے ایک زرہ فراخ پہنی اور اُس کے نیچے ایک حریر رکھا
اور سرخ دستار سر پر باندھی اور سیاہ گھوڑے پر سوار ہوکر لشکر روم کی طرف روانہ ہوئے
جب تھوڑی سی مسافت قطع کر کے انجمن بطارقہ کے قریب پہنچے تو گھوڑے سے اُتر پڑے

اور باگ تھامے ہوئے اُن کے طرف روانہ ہوئے جب اُن کے اُمرا نے یہ صورت اور
سادگی دیکھی تو اپنے غلامون مین سے ایک شخص کو حکم دیا کہ تو جا کر اُن کے گھوڑے
کی باگ تھام لے غلام معاذؓ کے پاس آیا کہ اُن کے گھوڑے کی باگ تھامے معاذؓ
نے اُس کو اپنے گھوڑے کی باگ نہ دی اور کہا کہ مین اپنے گھوڑے کی خدمت
کرنے مین تجھ سے زیادہ اولیٰ اور احق ہون اُسی طرح اُس کی باگ تھامے ہوئے
قوم کی طرف چلے۔ جب اُن لوگون کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک جماعت ہے۔
اُن کے اعیان واشراف کی کہ جو اپنی اپنی قیمتی مسندون پر بیٹھے ہوئے ہین اُن مین
سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا کہ اپنا گھوڑا مجھے دے کہ مین اسے تھامے
رہون اور تو ان اُمرا اور وزرا سے گفتگو کر اور اُن کے پاس بیٹھ معاذؓ نے کہا کہ
ہم مسندون پر نہین بیٹھتے اس لئے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کبھی ایسی مسند اور فرش پر نہین بیٹھے مین کھڑے ہو کر تمھاری تقریر کا جواب
دون گا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے فرش [illegible] کھا۔ ترجمان نے کہا کہ
بطارقہ روم اس بات کو مکروہ سمجھتے ہین کہ تو کھڑا رہے اور وہ بیٹھے رہین اور کلام
کرین معاذؓ نے جواب دیا کہ [illegible]رے پیغمبرؐ نے مخلوق کے سامنے کھڑے ہونے سے
منع نہین فرمایا ہے مین اُس [illegible]اعت کے سامنے کھڑا رہون گا لیکن مین اس
بچھونے پر بیٹھنے کو مکروہ جانتا [illegible]ن اس بچھونے پر کہ سراسر زینت دنیا ہے نہ بیٹھون گا
اور ادائے رسالت کے لئے [illegible]ٹھنا ضرور ہے لہذا زمین پر بیٹھون گا۔

تنبیہ اے میرے نور نگاہ [illegible]یکھو یہ معاذؓ جلیل الشان صحابی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہین اُن مسندون پر جو شاہزادون کی تھی نہ بیٹھے اور
زمین پر بیٹھنا گوارا فرمایا۔ ہم نے اپنے پیرومرشد وعم گرامی اور والد ماجد قدس سرہما
کو دیکھا کہ مکان کے دالان مین چند چوکیان بچھی تھین اور اُس پر ایک دری تھی

اور دری پر ایک سفید چاندنی بس وہ سب کے لئے تھی اُس مین کسی کی خصوصیت نہ تھی اور وہ وقت ہمارے خاندان کے عروج کا تھا شاہی معافی انگریزون نے ضبط نہین کی تھی اسباب آسائش سب موجود تھا اور کسی بزرگ کو اُس سے سروکار نہ تھا اور مین نے اپنے دادا صاحب قدس سرہٗ کو دیکھا نہین مگر جن لوگون نے اُنہین دیکھا تھا وہ فرماتے تھے کہ وہ اپنے فرزندون سے زیادہ منکسر اور متواضع تھے۔ مسندون اور کرسیون پر بیٹھنے سے آدمی کو بزرگی نہین حاصل ہوتی بلکہ بزرگی خاک نشینون ہی کو ہوتی ہے۔ بزرگی آتی ہے نفس کو مزکی کرنے سے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ضرور فلاح دین و دنیا اُس شخص نے حاصل کی جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا اور روکا اُس کو اُس کی خواہشون سے۔

یہ شیوہ اللہ تعالیٰ شانہ کے خاص بندون کا ہے لہذا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس شاہی فرش کا ایک گوشہ اُلٹ کر زمین پر بیٹھ گئے ترجمان نے کہا کہ رومیون نے تمھارے زہد و تقویٰ کی کے سُنا ہے وہ چاہتے ہین کہ تم[illegible] کی عزت کرین اور تمھارا اکرام کرین مگر تم اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہو تم [illegible] افعال سے جو کمینہ [illegible] اور غلامون کا ہے درگزرو خاک پر بیٹھنا عزت دار لوگون کا کام نہین ہے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مین اپنے مالک کا ایک بندہ ہون اور یہ زمین میرے مالک کا بچھا ہوا فرش ہے جو تمام دنیا مین بچھا ہے اس مین کیا عیب ہے کہ مین اپنے مالک کے بچھائے ہوئے فرش پر بیٹھو[illegible]۔ ترجمان نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی قوم کے بہترین آدمیون مین سے ہے معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب دیا کہ مین اس سے ڈرتا ہون کہ کہین مین اپنی برگزیدہ قوم کے بدترین آدمیون مین سے نہ ہون۔ مختصر یہ ہے کہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بطارقہ روم سے بڑی طویل تقریر اسی باب مین ہوئی یہ مختصر کتاب اُس طولانی

تقریر سے کنارہ کش ہوتی ہے آخرالامر امراے روم نے حضرت معاذ رضؓ سے پوچھا کہ
اچھا یہ ظاہر کرو کہ تم ہمین کس چیز کی دعوت کرتے ہو معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا
کہ کتاب خداے جل جلالہ اور رسالت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر
ایمان لاؤ اور شرائع اسلام کو مثل نماز و روزہ حج و زکوٰۃ و اقرار توحید و شہادت
رسالت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قبول کرو اور شراب سے
اور گوشت خوک کے کھانے سے توبہ کرو اور اُس کے سوا اَور بھی احکام ایسے
ہین کہ جو تم کو چھوڑنے پڑین گے اور بعض احکام اختیار کرنے پڑین گے اور اگر
یہ بات تمھین منظور نہین ہے تو ہمارے اور تمھارے درمیان مین تلوار فیصلہ
کرنے والی ہے جب رومیون نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تقریر سنی تو
وہ صلح سے مایوس ہوئے اور کہا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان مین جو ہم چاہتے
ہین اور جو تم کہتے ہو زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن ایک بات رہ گئی ہے کہ وہ
مین کہون گا اگر تمنے قبول کر لی تو بات نہ بڑھے [illegible] تم نے نہ مانی تو پھر
جنگ کے سوا چارہ نہین [illegible] حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے پوچھا
کہ وہ کیا بات ہے وہ بھی بتلا دو کہ اسی وقت فریقین کے دل ایک طرف
ہوجائین اُن لوگون نے کہا [illegible] ولایت بلغار جو تم نے ہم سے بطریقہ غصب لیا ہے
وہ ہم تم کو دیتے ہین بس [illegible] مقام پر جنگ کو ختم کردو اور پھر آگے نہ بڑھو اور
ہمارا اور تمھارا عہدنامہ ہوجائے اور ہم اور تم ایک ہوجائین اور محاربہ عجم و فرس
مین ہم دونون ایک دوسرے کے مددگار رہون۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
جواب دیا کہ دیار بلغار اور دوسرے مواضع جو اُس سے تعلق رکھتے ہین اور تم
اُن کو اپنا سمجھ رہے ہو وہ سب ہمارے تصرف مین ہے اور مدعا ہمارا یہ ہے کہ تمام
ملک اور قلاع اور جنگی مقامات کہ جن پر تمھارے احکام جاری ہین تمھارے

تصرف سے محفوظ اور جدا رہے ع

فکر زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگر است

بطارقہ روم نے جو یہ بات سنی تو اُن لوگون کو بڑا غصہ ہوا اور بڑے دعوے کے ساتھ لاف زنی کرنے لگے اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دی کہ تم اپنے لشکر مین چلے جاؤ آپ نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا اور تیز کلامی سے اُن سے کلام کیا اور اُن کی مجلس سے اُٹھے اور اپنے لشکر کا رخ کیا۔ رومیون نے اُن کے پیچھے ایک قاصد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہم نے آپ سے التماس کیا تھا کہ آپ ایک ایسے شخص کو ہمارے پاس بھیجئے کہ وہ منصف مزاج ہو اور ملکی معاملات مین نشیب و فراز کا جاننے والا ہو آپ نے ایسے شخص کو کہ وہ بالکل انصاف سے الگ ہے اور کلمۂ حق کے قبول کرنے سے اعراض کرتا ہے بھیجا ہم نے اُس سے مصالحت کی باتین کین اُس نے اُس کے جواب مین سخنان جنگ کا سلسلہ چھیڑ دیا ہمارے سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ اُس کی تقریر آپ کے خیال کے موافق ہے یا آپ کے خیال سے جدا ہے۔ اب ہماری التماس یہ ہے کہ کسی دوسرے آدمی کو بھیجئے کہ وہ ملکی معاملات سے ماہر ہو اُس سے ہمین کچھ باتین کرنی ہین کہ وہ ہمارے اور آپ کے امور ملکی و مالی پر متضمن ہین یا ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم کسی دانشمند سنجیدہ آدمی کو آپ کے حضور مین روانہ کرین کہ وہ ہماری باتین جون کی تون آپ تک پہنچائے اور آپ سمجھ کر اُس کا جواب ہمین دیجئے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری شق کو اختیار کیا۔ رومیون نے ایک نہایت چرب زبان اور سخن گو شخص کو منتخب کرکے آپ کے پاس روانہ کیا اُس قاصد نے آپ کے حضور مین حاضر ہو کر بڑی لمبی چوڑی تقریر کی اور صلح کی خوبیان اور جنگ کی

مضرتین بیان کین مگر اُس تقریر کا حاصل کچھ نہ ہوا اور وہ طریقۂ مصالحت جو وہ قاصد بیان کر گیا شریعت کے موافق نہ تھا لہذا وہ عمل کرنے کے قابل نہ ٹھیرا رومیون کا قاصد ناکامیاب واپس گیا اور اپنے سردارون کو اُس سے خبردار کیا

ذکر محاربہ سپاہ اسلام نصرت شعار بابطارقۂ روم

جب قاصدون کی آمد و رفت کو چند روز گذر گئے اور صورت مصالحت حجاب نقاب مین ہی رہی ؎

صباحی کافتاب عالم افروز		سر شب را جدا کرد از تن روز	

حضرت ابوعبیدۃؓ بن جراح لشکر اسلام کی آراستگی مین مصروف ہوئے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قلب لشکر اسلام تفویض فرمایا اور یزید بن ابی سفیان کو میمنہ لشکر دیا اور شرجیل بن حسنہ کو میسرہ پر مقرر کیا جب لشکر اسلام کی تقسیم ہو چکی تو بطارقہ روم نے بھی اپنے لشکر کی صفین درست کین۔ فریقین آمادہ جنگ ہو گئے روم کی فوج نے یزید بن ابی سفیان پر حملہ کیا اور بڑی کوشش کی لیکن لشکر اسلام نے جنبش نہ کی اور بڑی بہادری سے اُن کے سب حملے رد کئے اور دوسرے گروہ کفار نے شرجیل بن حسنہ کی فوج پر متواتر حملے کئے ہر چند اُن نابکارون نے کوئی دقیقہ کوشش کا باقی نہ رکھا مگر لشکر اسلام نے اپنی جگہ سے سر مو تجاوز نہ کیا۔ دس ہزار سپاہ نہایت جوش و خروش سے دیوانون کی طرح قلب لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج نے اُن کا مقابلہ کیا اور لشکر اسلام نے بحکم خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن پر تیرون کا مینہ برسا دیا مخالفون نے جب ان کی بہادری کا مشاہدہ کیا تو فوج بطارقہ نے پس قدمی کی اور مُنہ پھیرا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان خداپرستون کی بہادری

اور جرأت کا مشاہدہ کیا تو بہ آواز بلند نعرہ کیا اور کہا کہ اے اللہ تعالیٰ شانہ کے سچّے
بندو اس مین کچھ شک نہین کہ فضل خداوندی نے تم کو اپنی مدد سے سربلند کیا
دیکھو وہ لشکر کفار جو مور و ملخ سے بھی زیادہ نظر آرہا ہے کس پریشانی کے ساتھ
رو بہ فرار ہے اب مصلحت یہی ہے کہ یکبارگی ان پر حملہ کرو اور یقین سے اس
بات کو باور کرو کہ تم مین سے جو شخص شہید ہوا وہ داخلِ بہشت ہوا اُس کے
واسطے انتظار حساب و کتاب کی ضرورت نہین ہے اور جو زندہ رہا وہ جانبازون کا
سردفتر قرار پایا اور ہمیشہ کے لئے اُس کے واسطے عیش اور وسعت مال غنیمت
موجود ہے۔ پہلوانان خدا نے تصدیق اس تقریر کی فرمائی۔ جب حضرت ابوعبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مقام قلب لشکر سے جنبش فرمائی تو میمنہ اور میسرہ
نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور لشکر کفار کو پراگندہ اور منتشر کر دیا اور گروہ کثیر اسی
میدانِ جنگ سے اُفتان و خیزان دوزخ کی طرف بھاگے اور سمجھے کہ اس
ٹھنڈی آگ سے وہ آگ بہتر ہے اور بعض ارباب عناد نے بطور مغالطہ اپنے
لشکر سے جدا ہو کر اپنے فوجی باجے بجائے اور دوسری طرف سے لشکرِ اسلام پر
حملہ کیا اور دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے مگر کشتون کے پشتے لگ گئے اور اُس
وسیع میدانِ نبرد مین گھوڑون کی تگ و تاز کا موقع نہ رہا تھوڑی دیر مین لشکرِ
کفار نے جنگ سے ہاتھ اُٹھایا اور اپنے مقام پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ اسی اثنا
مین قیس بن ہبیرۃ المرادی نے کہ بہادران اسلام کے ایک منتخب شخص تھے
دشمنون پر حملہ کیا اور ایسی کوشش کی کہ نیزہ اُن کا ٹوٹ گیا اس کے بعد جو پھر
لشکر دشمنانِ دین پر حملہ کیا تو تلوار ان کے ہاتھ مین تھی اور ایسی سخت جنگ کی
کہ تلوار مین رخنے پڑ گئے اور سینتالیس زخم ان کے جسم مبارک پر آئے اور
روایت ہے کہ اُس معرکہ مین دس نیزے قیس کے ہاتھ مین ٹوٹے اور دو تلوارین

رخنہ دار ہو گیٔن۔ جب قیس نے ان زخمون کے سبب سے انتقال کیا تو خالدؓ بن الولید اور ہاشم بن عتبہ ابی وقاص نے بہادران اسلام کی فوج کے ساتھ لشکر کفار پر حملہ کیا کچھ لوگون کو قتل کیا اور کچھ لوگون کو زخمی کیا اور اپنی جگہ پر واپس آئے۔ بعد مراجعت خالد وہاشم پھر لشکر کفار نے اپنے لشکر کو جمع کرکے اسی صفین قایم کین اور تیر زہر آلود سے آہستہ آہستہ لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اب خالدؓ لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور جان نثاران کو جمع کیا اور جہاد کی تحریص کی اور کہا کہ جب میری تکبیر کی آواز سننا حملہ کرنے مین میری موافقت کرنا مجھے امید ہے کہ بہت جلد نسیم فتح وظفر تمھارے نشانون کے پرچمون کو جنبش دے گی تھوڑی دیر مین لشکر کفار نے شکست فاحش اُٹھائی اور لشکر اسلام نے اُن کا تعاقب کیا اور اُن کو قتل کرنا شروع کیا۔ اس معرکہ مین گیارہ ہزار کفار قتل ہوئے اور طعمۂ کلاب و دواب ہو گئے اور بقیۃ السیف نے قلعون مین پناہ لی اور ایک گروہ انطاکیہ کی طرف بھاگا اور قیصر کے دربار مین حاضر ہوا۔ اور بے شمار غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خمس مال غنیمت ایک فتح نامہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین ارسال کیا اور باقی مال غنیمت حسب حکم شرع لشکر اسلام پر تقسیم کیا گیا۔

اہل تاریخ کی روایت سے سپاہ ہرقل کی تعداد ساٹھ ہزار مرد تھی اور مسلمان سینتالیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی۔ جب اس فتح کی خبر دنیا مین مشہور ہوئی تو ہیبتِ اسلام بہت بڑھ گئی۔

ذکر فتح بلدۂ حمص

ارباب بصیرت کو معلوم ہو کہ فتح حمص بعد از تسخیر مداین ہے مگر تصنیف تاریخ

کے سیاق نے اس کو مقدم کر دیا ہے یہی سبب صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے
ارباب اخبار نے لکھا ہے کہ بعد از فتح مداین اہل حمص نے قلعجات کے استحکام
مین بڑی کوشش کی اور ایک عرضداشت قیصر روم کے پاس روانہ کی کہ ہماری
مدد کیجئے قیصر نے بیس ہزار سواران کی مدد کے واسطے روانہ کئے جب یہ خبر
مسلمانون کو معلوم ہوئی تو ان خدا کے سچّے بندون نے بہ آواز بلند تکبیر کہی اور
سب سپاہ اسلام نے ان کی موافقت کی اور نعرۂ تکبیر ہر طرف سے بلند ہوئے
اور اس غلغلۂ تکبیر سے کفار کے دلون مین رعب مسلمانون کا پورا بیٹھ گیا ابوعبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامہ لکھا اور
رومیون کی جمعیت سے اُن کو مطلع کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہؓ
کے نام حکم بھیجا کہ شہر حمص کا محاصرہ بہت استحکام کے ساتھ قائم رہے ابوعبیدہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ حمص کی طرف روانہ ہوئے اور بعد قطع مراحل خیریت کے ساتھ وہان
پہنچے اور حکم کیا کہ سپاہ ظفر کردار دائرہ کے طور پر قلعۂ حمص کو درمیان مین لے لے
کہ کوئی چیز قلیل یا کثیر اندر قلعہ کے نہ جانے پائے اس محاصرہ سے غلہ کی آمد اہل
قلعہ پر بند ہو گئی اہل حصار کو کھانے پینے کی بڑی تکلیف ہوئی اور چند روز کی آمد
بھی قلعہ مین دشوار ہو گئی غایت اضطرار سے اپنے مرنے پر تیار ہو کر شہر سے باہر
آئے اور لشکر اسلام کے مقابلہ مین صف آرا ہوئے اور فریقین سے مردی و
مردانگی کا اظہار ہونے لگا آخر الامر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمامہ سر مبارک
سے جدا کیا اور گروہ خدا ناشناس پر حملہ کیا اور سب مسلمانون نے تلوارین
نیام سے نکال لین اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت کی اور ابوعبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزیدؓ بن ابی سفیان نے تلوارین کھینچکر سپاہ اعدا کو زیر و زبر
کر دیا خلقے نامحدود اُن ملاعنہ سے دوزخ کو روانہ ہوئے ملعون چند اُن ملاعنہ

سے بھاگ کر حصار مین آ لئے اور اُن لوگون نے فریاد والامان کا شور آسمان تک
پہنچایا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پناہ طلب کی حضرت ابو عبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی ملتمس کو قبول فرمایا اہل حمص نے قلعہ کی کنجیان
اور روپ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین بھیجدین آپ نے خمس اُس کا
جو بدل صلح تھا فتح نامہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کو روانہ فرمایا جب یہ خبر مدینہ طیبہ مین
پہنچی تو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور جملہ اہل اسلام نے سجدات شکرانہ
ادا کئے اور بے انتہا خوشی ہوئی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک نامہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا مضمون اُس کا یہ تھا۔

تمھارا خط آیا اُس کے مضمون سے اطلاع ہوئی اور اس بڑی فتح کی
جو اللہ تعالیٰ شانہ نے تم کو دی جملہ اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اور تمھارے
خط سے معلوم ہوتا ہے کہ لشکر اسلام کو تم نے اطراف ولایت کی طرف روانہ
کیا ہے کہ خلق اللہ کی ہدایت کرین اور قوم کو توحید کی طرف بُلائین اور اگر قوم
انکار کرے تو اُن کے قتل و غارت مین دریغ نہ کرین۔ اب میرے دل مین
یہ بات آتی ہے کہ عساکر منصورہ کو اپنے پاس جمع کرو اور چندروز غازیان خدا
کو آرام دو اور اطمینان سے بیٹھے دو جب تک میرا فرمان تمھارے پاس پہنچے
اور مین سوچ لون کہ اب کدھر کا عزم مناسب ہوگا۔ والسلام

جب نامہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو پہنچا تو آپ نے منتشر لشکر کو ہر طرف سے اپنے پاس جمع کرلیا اور
شہر حمص مین سکونت اختیار کی اور اس کے منتظر رہے کہ سریر خلافت سے
کیا حکم پہنچتا ہے اور کس طرف جانے کا حکم ہوتا ہے۔

—— ** * ** ——

ذکر نامزد ہونا باہان ارمنی کا قیصر کی طرف سے مسلمانون کی جنگ کے واسطے اور بعض واقعات جو اُس وقت واقع ہوئے

جب افسران فوج قیصر معرکہ حمص سے بھاگ کر انطاکیہ پہنچے اور اُن کے پہنچنے کے بعد فوراً خبر فتح حمص بادشاہ قیصر کو معلوم ہوئی تو شہر انطاکیہ باوجودیکہ ایسا معمور و آباد ملک تھا ہرقل کی نظر مین تنگ نظر آتا تھا اور اُمرا پر بہت خفگی ظاہر کی اور سردارون سے کہا کہ تم مجھ سے یہ بات بیان کرو کہ اعراب مثل تمھارے ہی بنی آدم ہین یا وہ دیوزاد ہین اور تم آدم زاد اور ملک و مال اور فوج وحشم مین تم اُن سے زیادہ ہو یا وہ تم سے زیادہ ہین اُن لوگون نے کہا کہ اے بادشاہ کچھ شک نہین کہ ہم اُن سے ہزارون درجہ ہر بات مین زیادہ ہین۔ ہرقل نے کہا کہ بس مجھے تعجب ہے کہ تم آج تک ہر جنگ مین شکست ہی اُٹھاتے رہے اور اپنا موروثی ملک اُن کو دیتے گئے۔ بطارقہ روم سر جُھکا کر خاموش ہو گئے۔ اُس جماعت مین ایک بوڑھا آدمی تھا اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شہریار اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ عرض کرون جو کچھ آپ کی تقریر کا جواب میرے دل نے مجھے دیا ہے۔ قیصر نے کہا کہ جو کچھ تو کہہ سکتا ہے کہہ مین سنون گا اُس پیر مرد نے کہا کہ عرب کے لشکر کو ہم پر غلبہ اس سبب سے ہے کہ صالح اور نیک خواور امیر کے حکم کو سچے دل سے ماننے والے ہین اور ہم لوگ مفسد اور تبہ کار اور یہ سب کے سب اپنے نبی کی شریعت پر چلنے والے ہین ابرار لوگ ہین ہم لوگ جملہ نافرمان اور اشرار یہ لوگ اچھے عمل کرنے والے حرام سے بچنے والے اللہ تعالیٰ شانہ سے ڈرنے والے

نماز پڑھنے والے روزہ رکھنے والے حج کرنے والے زکوٰۃ دینے والے ایفاے وعدہ کا خیال رکھنے والے امر معروف کے شایق نہی منکر سے بچنے والے اور ہم لوگ ان کے سراسر خلاف مرتکب محرمات شرعیہ نہ خدا کی باتون کے سننے کا شوق نہ رسول کے حکم کی بجا آوری کا خیال نہ معاصی سے احتراز بُری باتون مین مشغول اچھی باتون سے نفرت - ان باتون نے ہماری کشتی کو ڈوبنے کے قریب کر دیا ہے ہرقل نے جو اُس پیرمرد کی یہ تقریر سنی تو بولا کہ خدا کی قسم جو کچھ تو نے کہا بہت سچ کہا اور اب تک تو نے مجھ سے یہ کلمات کیون نہ کہے - پھر قیصر روم نے اعیانِ دولت کی طرف رخ کیا اور کہا کہ راے میری یہ ہے کہ اس ملک سے باہر نکل چلو اور دوسرے مقام پر جا کر بسو کہ اس تبہ کار قوم کی ہمسایگی بھی ہمارے واسطے آفت ہے کہ مجھے ان لوگون سے خیر اور منفعت کی اُمید نہین ہے کیونکہ یہ افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ پر اصرار کرتے ہی رہین گے اور وہ افعال جو پیرمرد نے بیان کئے ہین ان کی ذات مین موجود ہین اور ان کا مزاج ہو گئے ہین - اُسی بوڑھے آدمی نے کہا کہ اے بادشاہ تھوڑے سے چشم زخم سے جو ہمین ان سے پہنچا ہے اپنے ایسے سرسبز اور سیر حاصل ملک سے ہاتھ اُٹھانا اور دشمنون کے ہاتھ مین دیدینا دانشمندی کی بات نہین ہے - لڑائی مین یہی ہوا کرتا ہے آج اسے فتح ہوئی کل اُسے یہ آخری نہین ہے تمھارا ملک بڑا ہے فوج بہت ہے کوشش کرو ضرور فتح ہوگی - اب یہ مصلحت ہے کہ لشکر جرار کو جمع کیجئے آخر یہ فوج کس دن کے لئے ہے اُس فوج مین سے بہادر اور کارکردہ افسرون کو جمع کر کے اُن سے مشورہ کیجئے اور اُن مین سے جو سب سے زیادہ ماہر فن جنگ ہو لشکر کی افسری اُس کے سپرد کیجئے اور فوج عرب سے مقابلہ کیجئے اگر ہماری فوج اُن پر غالب آئی فھوالمراد اور اگر پھر بھی شکست ہوئی تو اُس وقت بادشاہ کو اختیار ہے جیسا مناسب سمجھے

اور جو مصلحت ملکی ہو وہ کرے اس وقت بادشاہ پر نامردی کا داغ نہ لگے گا قیصر نے یہ راے اُس پیرمرد کی پسند کی اور اطراف ولایات مین قاصد روانہ کئے اور وہان کے امرا کو لکھا کہ جو لشکر پراگندہ اور منتشر ہے وہان کے واسطے تھوڑی فوج چھوڑو اور باقی لشکر سب ہمارے پاس روانہ کرو تھوڑے زمانہ مین شہر انطاکیہ تمام ملک کی فوج کا مخزن ہو گیا جب یہ لشکر جمع ہو گیا تو قیصر نے باہان ارمنی کو جو اُس کے خیال مین بڑا بہادر اور ماہر فن جنگ تھا اور اپنے اقران و امثال مین کوئی اُس کا مثل نہ تھا تاج و کمر سے مخلع کر کے تین لاکھ درم اُسے انعام دیکر حکم دیا کہ پانچ لکھ مردان تیغ زن اور نیزہ گذار سے عرب کے مقابلہ کو روانہ ہو اور اس جنگ کے لئے حمص میدان جنگ قرار پایا تین لاکھ فوج تو باہان کی تھی اور دو لاکھ فوج اَوْر اُس کی مدد کے لئے یہ سب پانچ لاکھ فوج ہوئی جب یہ خبرین حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچین تو اندیشہ ناک ہوئے اور اپنی فوج کے دانشمندون اور ماہران فن جنگ سے مشورہ کیا کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔

یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ میری راے یہ ہے کہ اپنے متعلقین کو شہر حمص مین محفوظ رکھین اور خود با مردان جنگ آزمودہ شہر کے باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ کرین اور ظاہر شہر کو معسکر اسلام قرار دین اور لشکر دمشق اور فلسطین اور اردن کو یہین طلب کرین اور اسی مقام پر دشمن سے جنگ کی جائے مگر شرجبیل بن حسنہ نے اس راے سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ اپنے اہل و عیال شہر کے اندر رکھنا اور شہر والون پر اعتماد کرنا کہ یہ لوگ دشمن کی قوم ہے مصلحت نہین ہے اگر ان لوگون نے نقض عہد کیا اور ہمارے بال بچون کو دشمن کے حوالہ کر دیا تو اُس وقت اُن کی رہائی کی کیا تدبیر ہو گی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ اعتماد کے قابل نہین ہین تو ہم ان کو شہر سے باہر کئے دیتے ہین کہ ہمارے

متعلقین وہان اچھی طرح اطمینان سے آرام کے ساتھ رہین - شرجیل بن حسنہ نے کہا کہ یہ صورت بھی ایمان کے خلاف ہے کہ اس جماعت سے ہم نے عہد کرکے یہان رکھا ہے ان کو یہان سے نکالنا عہد شکنی ہے - اور اسلام مین عہد شکنی بہت برا کام ہے ان کو ان کے گھرون سے نکالنا مصلحت شرعی نہین ہے اگر مصلحت ہو تو ہم سب شہر مین توقف کرین اور صورت حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرین جس طرح اُن کا حکم ہو عمل مین لایا جائے اور اُن سے مدد چاہی جائے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وقت بہت تنگ ہے شاید جب تک ہماری خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچے اُس کے قبل وہ لوگ ہم پر آپڑین قاصد تو مدینۂ طیبہ کے رستہ مین رہے اور دشمن ہمارے سر پر آجائین - میسرہ بن مسروق نے کہا کہ اے امیر ہم لوگ اہل صحرا اور بیابانی ہین مصلحت یہ ہے کہ اس تنگ جگہ سے نکل کر باہر آجائین اور دمشق کی طرف چلین اور ایک قاصد بھیجکر اپنے حالات سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کرین جب مدد ہمارے پاس آجائے پھر جنگ شروع کرین اور اگر مدد نہ بھی پہنچے تو اللہ تعالےٰ شانہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے جنگ کھلے میدان مین شروع کردین سبھون نے میسرہ کی رائے کو پسند کیا اور شہر حمص سے باہر آئے اور دمشق کی طرف متوجہ ہوے اور حصار سے نکلنے کے پہلے ایک خط بنام حضرت خلیفہ رسولؐ اللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ذریعہ سے روانہ کیا اور خلیفہ رسولؐ اللہ کو رومیون کی تیاری اور اُن کی فوج کی کثرت سے مطلع کیا - جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامہ حضرت خلیفہ رسولؐ اللہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا تو آپ نے اُس کا جواب لکھا کہ سفیان بن معقل کہ ابو عبیدہؓ کا قاصد ہے پہنچا اور مکتوب اُس کا پہنچایا اُس کے مضمون پر مجھے اطلاع ہوئی - تمھاری

معاودت دمشق کی طرف مجھے اچھی نہین معلوم ہوئی مگر جب سفیان نے کہا کہ اہل عقل نے مصلحت اس مین دیکھی تو مین بھی امیدوار ہون اللہ تعالیٰ شانہ سے کہ اُس کا خاتمہ خیر و خوبی کے ساتھ کرے اور تم کو دشمنون کی کثرت سے ڈرنا نہ چاہیے کہ غلبہ اور ظفر دشمنون کی بہتایت اور ترتیب لشکر پر نہین ہے وَکَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ اگر اللہ تعالیٰ شانہ نے چاہا تو سفیان کے پیچھے ہی مین تمھارے واسطے مدد روانہ کرتا ہون۔ جب سفیان مدینہ طیبہ سے باہر آئے بہت جلد مسافت قطع کر کے مکتوب فاروق اعظمؓ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا۔ آپ نے حضرت فاروق اعظمؓ کا خط پڑھ کر فرمایا کہ خدا کی قسم حق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے اس لئے مصلحت نہ تھی کہ اپنا فتح کیا ہوا ملک چھوڑ کر دمشق کو چلے جائین۔ تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ بعد مراجعت سفیان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامر بن خدیم کو تین ہزار آدمیون کی جماعت دیکر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔

ذکر پہنچنا رومیون کا حمص مین اور شرح بعضی حکایات

کتب تواریخ مین مسطور ہے کہ باہان صد ہزار آدمیون کے ساتھ انطاکیہ سے باہر آیا اور بعد طے منازل حمص مین پہنچا اُس ملعون نے اُس شہر کے رہنے والون پر اس جرم پر سخت تشدد کیا کہ ان لوگون نے اہل اسلام سے مصالحت کر لی مگر ان لوگون نے معقول جواب دیکر اُس ظالم کو ساکت کیا۔ جب وہ یرموک مین پہنچا تو ایک پر فضا مقام تجویز کر کے اُس کو اپنا خیمہ گاہ قرار دیا اور اُسی جگہ لشکر قیصر کی چھاؤنی ہوئی۔ اور تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ باہان کی مدد کے لئے

تین امیر لشکر اَوْر مقرر ہوئے اور اُس کی روانگی کے تین روز بعد وہ بھی روانہ ہوئے
تیسرے روز آکر وہ بھی باہان ارمنی سے مل گئے جب اہل اسلام کو یہ خبر پہنچی تو
بہت پریشان خاطر ہوئے اور ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نامہ حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اور اپنی فوج کی قلت اور اُن کی کثرت
سے آگاہ کیا فاروق اعظم رضؓ نے جب نامہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
پڑھا تو جناب باری تعالیٰ شانہ کے حضور مین گریہ وزاری شروع کی اور عرض کی کہ
اے بادشاہ تمام عالم کے بادشاہون کے بنانے والے تیرا بندہ عمرؓ ان بادشاہون
کے مقابلہ مین نہایت کمزور ہے میرے عمال اور میری فوج بھی ان سے ڈرتی
ہے مین نے تیرے نام پاک پر بھروسہ کرکے ان سے مقابلہ کرنے کو بھیجا ہے
توہی ان کی مدد فرمائیو اور جواب نامہ نہایت دلپسند لفظون مین لکھا کہ فوج کا
دل بڑھے اور قاصد سے کہا کہ ابو عبیدہؓ سے میرے سلام کے بعد کہدینا کہ دل
کو قوی رکھو اور اللہ تعالیٰ شانہ پر بھروسہ کرو فتح اللہ تعالیٰ شانہ کے قبضہ قدرت
مین ہے۔ تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ بعد مراجعت سفیان عمر رضی اللہ تعالے عنہ
نے عامر بن خدیم کے ساتھ تین ہزار آدمیون کی مدد بھیجی اور اس کے بعد سوید
بن صامت انصاری کے ساتھ تین ہزار بہادر جنگ آزما اَوْر مدد کو روانہ کئے
اور کتاب مقصد اقصےٰ مین مذکور ہے کہ قاصد ابو عبیدہ کے روانگی کے بعد
سعد بن عامر اور ابوسفیان بن حرب کو ہزار آدمیون کے ساتھ ابو عبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کو روانہ فرمایا۔ اور تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ سوید
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامہ شریف کے وصول ہونے سے پہلے لشکرگاہ
ابو عبیدہؓ مین پہنچے اور مسلمان اُن کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے اور اسی
عرصہ مین باہان ارمنی نے مشورت کرکے ایک قاصد ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس بھیجا کہ آپ کے لشکر مین ایک شخص ہے کہ اس سے پہلے وہی منتظم امر ریاست و لشکر کشی تھا اور وہ نہایت دانشمند اور دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہ ہے مجھ کو اُس کی ملاقات کی ضرورت ہے کہ مین اپنا مافی الضمیر اُس سے بیان کرون اور جو تمھارے اغراض ہین اُنہین بھی اُس کی زبانی سنون تاکہ معلوم ہو کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہان کی ملتمس کو قبول فرمایا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حکم دیا کہ کل رومیون کے لشکر مین خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائین اور باہان کی باتین سنین کہ وہ کیا کہتا ہے جب صبح ہوئی تو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خدام کو حکم دیا کہ ہمارا خیمہ جس کا نام قبہ حُمرا ہے لشکرگاہ باہان ارمنی مین نصب کیا جائے۔ باہان جب اُس خیمہ مین آیا تو جو پہلی بات باہان نے اُن سے کی وہ یہ تھی کہ آپ کا یہ خیمہ تو مجھے بہت پسند ہوا مین چاہتا ہون کہ آپ اس خیمہ کو مجھے بخشین اور جو اس کی قیمت ہو وہ مجھے حکم ہو کہ مین ادا کرون۔ **بھلا عرب کی غیرت** اِس بات کی کب مقتضی تھی کہ اُن سے کوئی سوال کرے اور وہ محروم رہے آپ نے وہ خیمہ اُس کو بخش دیا اور اُس سے کہہ دیا کہ قیمت کا ذکر میرے سامنے گویا مجھے دشنام دینا ہے عرب کی مہمان نوازی تمام دنیا مین مشہور ہے۔

اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ باہان بہ کمال شوکت اُس خیمہ مین بیٹھا اور خالد سے بہت تعظیم و تکریم سے ملا۔ ملاقات کے وقت کھڑا ہوا اور معانقہ کیا اور ادب اور محبت کے ساتھ باتین کین۔ اور بعض تاریخ مین مذکور ہے کہ باہان نے جو باتین ملکی معاملات کی کی تھین وہ اپنے ہی خیمہ مین کین۔ اپنے تخت پر نہایت تجمل اور شوکت سے بیٹھا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھڑے ہو کر معانقہ کیا اور خالدؓ کو نہایت عزت کی جگہ پر بٹھایا۔

اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ باہان کو جو اس قدر اخلاق کی ضرورت حضرت خالدؓ سے ہوئی وہ صرف ملکی مصلحت تھی اور یہ اخلاق وہی اخلاق ہے جسے انگریزی زبان مین آج کل کے مہذب پالسی کہتے ہین - یہ قوم بنی الاصفر یعنی سفید منہ والی قدیم سے اِن چال بازیون مین مشاق ہے - مگر عرب پر رومیون کا جادو نہ چلا اور باہان ارمنی بالکل ناکامیاب رہا -

اہل تاریخ کہتے ہین کہ بڑی خوشامدون کے بعد خالد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ ان محاربات سے مقصود تمھارے سردار کا کیا ہے - اگر اُن کا خیال یہ ہے کہ اُن کی قوم مالدار ہو تو ہم دس ہزار دینار والی ولایت عرب یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نذر کرتے ہین اور پانچ ہزار دینار اس فوج کے سردار یعنی ابو عبیدہؓ کو نذر کرتے ہین اور اتنا ہی تمھاری نذر کرتے ہین - اور تمھاری فوج کے سو نامآور آدمیون کو ہزار ہزار دینار نذر کرتے ہین اس شرط پر کہ جب یہ سب روپیہ اور اشرفیان آپ کو پہنچ جائین تو آپ مہربانی فرما کر ہمارے ملک سے باہر چلے جائین اور پھر اس طرف کا رُخ نہ فرمائین -

واضح ہو کہ دینار کا وزن ایک مثقال سونا ہے اور مقصود درم سے سکہ نقرہ ہے جو کم و بیش ساڑھے دس ماشہ کا ہوتا ہے -

جب باہان نے اپنی تقریر تمام کی تو حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالے عنہ نے دو باتون مین باہان ارمنی کی مطول تقریر کا جواب دے دیا اور ایسا جواب دیا کہ پھر اُسے لب کھولنے کا موقع نہ ملا - وہ جواب یہ تھا کہ اگر امیر کا یہ ارادہ ہے کہ یہ غبار فتنہ و فساد فرو ہو جائے اور قواعد مصالحت و مودت جو منہدم ہو گئے ہین نئے سر سے وہ مستحکم ہون تو یہ سراچۂ دل نورِ تصدیق سے روشن کیا جائے اور تیغ زبان مِصقلِ اقرار و گفتار سے جس طرح کہ شرع حکم دیتی ہے اُس طرح کرنا

چاہیئے اگر توفیق الہٰی تمھاری موافقت نہ کرے اور تمھاری قسمت مین ہدایت نہ ہو
تو اپنے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کے واسطے جزیہ ادا کرو اور اگر یہ امر بھی
تمھین پسند نہین ہے تو تلوار ہمارا تمھارا فیصلہ کردے گی۔ باہان نے کہا کہ اے
خالدؓ رومی اس کو ہرگز پسند نہ کرین گے کہ اپنے دین سے ہاتھ اُٹھائین اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لائین اور جزیہ وہ ہرگز
نہ دین گے اس لئے کہ یہ بڑی ذلت کی شرط ہے۔ اے خالدؓ ہم لوگون کو قتال سے
ہرگز نہ ڈرا مجھے اپنی جان اور اپنے سر کی قسم کہ مین اس سپاہ جرار کو جنگ ہی کے
واسطے لایا ہون۔ یہ فوج جان دینے اور جان لینے کے لئے ہے تماشا دکھانے
کے واسطے نہین ہے۔ اے خالدؓ اُٹھو اور ہمارے سامنے سے باہر جاؤ اور جنگ
کی تیاری کرو۔ خالدؓ اس سخن کے سنتے ہی مردانہ وار تلوار کو ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے
اور اپنے لشکر مین آئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ تمام واقعہ
مفصل بیان کیا۔

جب باہان مصالحت سے مایوس ہوا تو اُس نے بطارقہ مین سے جو اہل دانش
وتجربہ کار لوگ تھے اُن سے مشورت کی کہ اب عرب کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔ بعض
نے کہا ہماری فوج عرب سے ہزارون درجہ زیادہ ہے سب کا اتفاق اسی بات پر
ہوا کہ جنگ کرنا چاہیئے اور اس طریقہ سے کہ یکبارگی ہماری سب فوج ان پر حملہ کرے
اور چارون طرف سے گھیر کر ان کو مارلے ؎

یا بامُراد بر سرِ گردون نہیم پا		یا مردوار بر سرِ ہمت کنیم سر	

اعیانِ روم نے باہان کی رائے کو مستحسن سمجھ کر اُسی پر کاربند ہونے کا زور دیا۔
باہان نے یہ جملہ واقعہ ہرقل کو تحریر کیا اور قاصد کو روانہ کیا کہ جب نہر یرموک پر
ہمارا گذر ہوا تو ہم نے وہین اپنا مقام کیا اور خالدؓ بن الولید کو طلب کیا اور اُس سے

صلح کی گفتگو کی اور مالی لالچ بھی اُس کو دیا اور اُس کے ساتھ بہت اخلاق کیا مگر صلح کی کوئی صورت قرار نہ پائی وہ ہماری فوج کی کثرت سے بالکل نہ ڈرا۔ اب یہ بات پختہ ہو گئی کہ فلان روز جنگ شروع کی جائے۔ع

تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون

فوج اسلام اللہ تعالیٰ شانہ پر بھروسہ کئے ہوئے شمشیر بہ قبضہ میدان کارزار مین حاضر ہے اور فوج روم کے افسران جنگ کو خوفناک خواب دیکھنے سے فرصت نہین۔ بادشاہ کے سامنے وہ خواب بیان ہوتے ہین اور ارکان دولت اُن کی تعبیر کہتے ہین۔

اہل اسلام دیکھین کم و بیش تیس ہزار فوج اسلام پانچ لاکھ دشمنون سے

مقابلہ کے واسطے سر بکف میدان مین حاضر ہے

اور فوج مخالف کیسی فوج ہے۔ شاہنشاہی فوج تمام آلات جنگ سے کامل طریقہ سے مرتب۔ کوئی سامانِ جنگ ایسا نہ تھا کہ اس فوج مین نہ ہو اور اکثر سامانِ جنگ ایسے تھے کہ سپاہی کے واسطے ضروری تھے اور وہ اسلامی فوج مین نہ تھے۔ صرف غریب سپاہی اپنے بہادر دل کا ہاتھ پکڑے خالی ہاتھ میدان نبرد مین دلیرانِ صف شکن کا مقابلہ کرنے کو حاضر تھا اور اللہ تعالیٰ شانہ کے بھروسہ پر مقابلہ کیا اور فتحمند ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ۔ اب مین وہ عبارت بجنسہ نقل کرتا ہون جو صاحب روضۃ الصفا نے لکھی ہے۔

عبارت روضۃ الصفا

باہان نے اپنے بادشاہ کو نامہ لکھا ہے عبارت اکنون چنان مقرر شد کہ فلان روز

جنگ سلطانی واقع شود امید بعنایت سبحانی آنکه نصرت و ظفر همعنان به اولیاے
دولت روزافزون باشد اما شبے از شب ها در خواب دیدم که شخصے با من خطاب کرد
که باہان بالشکر عرب محاربہ می نمائی والا شکستہ وکشتہ شوی ازین واقعہ اندیشہ
ناک گشتہ بیدار شدم وبا خود قرار دادم کہ این منام از جملۂ اضغاث احلام است
اکنون بہ خاطر فاتر میرسد کہ شہریار عالم پناہ حرمہا و خزاین خود را بہ استنبول ارسال
نماید و بہ نفس شریف در انطاکیہ توقف فرماید ع

تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون

نقل است کہ چون موعد جنگ نزدیک رسید یکے از بطارقہ باہان را گفت
کہ دوش خوابے عجیب دیدہ ام اگر رخصت فرمائی تقریر کنم۔ باہان گفت کہ بیان
کن۔ بطریق گفت کہ در خواب دیدم کہ مردم دراز بالا با جامہ ہاے سفید و دستار ہاے
سبز از آسمان بر زمین آمدہ اند و دست ما رابستہ سنان از نیزہ می کنند و تیغ ہا را
از نیام بیرون آوردہ می شکستند و ما را ہر طرف می راندند می گفتند کہ بگریزید و الا
جملہ ہلاک خواہید شد ما بگریختیم و در اثناے گریختن بعضے از پا در می آمدند و برخے
را حالتے دست می داد کہ قدمے فرار نمی توانستند نہاد و طوایف سپاہ خویش را
می دیدم کہ جوق جوق متعاقب ہم حاضر می شدند و غائب می گشتند چنانچہ از غائبان
اثرے نمی ماند و در اثناے انہزام بیدار شدم۔ باہان از استماع این واقعہ ملول و
دل تنگ شدہ گفت کہ منحوس چشم تو راحت مبیناد و بگوش خبر بشارت مرساد
از خواب ناخوش خویش پریشان خاطر گردانیدی جمعے را کہ دیدی کہ افتادند و برخے
را مشاہدہ کردی کہ ایستادند ہمہ کشتہ خواہند گشت و تمناے من آنست کہ نخستین
کشتگان تو باشی۔ و از غرائب اتفاقات آنکہ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز
خوابے دید کہ دال بود بر غلبۂ مسلمانان بر اہل ضلال چنانچہ در تاریخ اعثم کوفی

بہ تفصیل مذکور است۔ تمام شد عبارت روضۃ الصفا۔ افسوس کہ تاریخ اعثم کوفی
اس وقت میرے پاس موجود نہین ہے۔

ذکر محاربۂ مسلمانان و ترسایان اور شکست نصرانیون کی

باہان ارمنی فوج لیکر میدان مین آگیا اور لشکر کو آراستہ کرنا ہے حکم دیا
اُس نے تو بیس صفین قائم ہوئین اور ہر صف مین بیس ہزار سوار تھے اور ہر
صف پر ایک بطریق تھا کہ وہ فوج کے دل بڑھا رہا تھا کہ سپاہیون کو جرأت
پیدا ہو اور خوب جم کر لڑین۔ میمنہ کو قناطر اور جرجیس کے سپرد کیا اور میسرہ کو
علقمہ بن منذر ہذانی کے حوالہ کیا اور باہان خود تاج مرصع برسر اور زرہ کشادہ دامن
در بر اور اُس کے نیچے دیباے زر بفت کا پیراہن اور وہ شمشیر کہ دوال اُس کا
قیمتی جواہر سے بنا ہوا تھا حمائل کئے ہوئے اور اسپ سیاہ کہ اوس کا ساز و سامان
بجواہرات بیش بہا تھا سوار ہو کر آیا اور صفون کے بیچ مین کھڑا ہوا۔ مسلمانان اسلام
کو سپاہ روم کی آراستگی سے بہت تعجب ہوا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنا لشکر آراستہ کرنا شروع کیا۔ میمنہ
عمرو بن العاص اور یزید بن ابی سفیان کو دیا اور میسرہ پر معاذ بن جبل اور سوید
بن صامت انصاری کو مقرر کیا اور جناح میمنہ شرحبیل بن حسنہ کو تفویض ہوا اور
جناح میسرہ کو سعد بن عامر کے وجود سے قوی کیا اور سعد بن زید بن عمرو الثقفی
کو فرمایا کہ چار ہزار سوار لیکر کمینگاہ مین جاؤ اور خود بہ نفس نفیس قلب لشکر مین
مقام کیا اور حکم فرمایا کہ سواران فوج خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے تجاوز
نہ کرین اور پیادگان لشکر اسلام تحت حکم ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رہین۔
بعد تسویہ صفوف اہل اسلام نے دل کو جان شیرین کی محبت سے خالی کر ڈالا

اور حیات سے جو تمام با مزہ چیزون سے زیادہ خوش مزہ ہے نا امید ہو کر آہستہ
آہستہ مخالفون کی جانب حرکت کرنے لگے۔ جب چند قدم آگے بڑھے تو یہ
صلاح ٹھیری کہ توقف کیا جاے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوارون کو حکم دیا
کہ خاموشی اختیار کرو جب تک مین حکم نہ دون دشمن پر حملہ نہ کرنا۔
پیادگان روم نے اپنے علم کھولے اور چلیپا کو اُٹھایا اور اپنے مقام سے
جنبش کی اور نصاریٰ کے رہبانون نے انجیل پڑھنا شروع کیا اور جدال وقتال
کی ترغیب دی اور تسبیح ان لوگون کی مانند آواز رعد کے بلند ہوتی تھی۔
اسی اثنا مین ایک عرب نے کہ دین نصاریٰ اُس نے اختیار کر لیا تھا میدان
نبرد مین قدم رکھا اور دونون صفون کے درمیان مین آکر کھڑا ہوا اور کچھ کلمات
ہذیانی زبان سے نکالے اور اپنا مقابل طلب کیا چند آدمیون نے اُس کے مقابلہ کا
قصد کیا مگر خالدؓ نے اُن لوگون کو روکا اور قیس بن ہبیرۃ المرادی کو اُس کے
مقابلہ کا حکم فرمایا قیس نے اُس کا مقابلہ کیا اور ایک تلوار اُس کے سر پر ماری
وہ اپنے گھوڑے سے سرنگون زمین پر گرا قیس نے فوراً اُس کا سر کاٹ کر اور
اپنے نیزے پر رکھ کر بلند کیا یہ واقعہ جو لڑائی کے شروع مین ہی واقع ہوا تو رومیون
کے دل گھبرا گئے اور مسلمانون کی فوج مین شور اللہ اکبر بلند ہوا کہ معرکۂ جنگ
کی زمین دہل گئی اور پہاڑ ہل گئے۔
اسی حال مین اہل اسلام کی ایک فوج نے خالدؓ کے حکم سے کافرون پر
حملہ کیا اور فوج کفار مین گھس گئے اور ایک ہزار آدمی اُن کا قتل کیا اور تمام
صفون کے انتظام کو درہم برہم کر دیا۔
بعد اس واقعہ کے کفار کی فوج نے یکدل ہو کر مسلمانون کی فوج پر حملہ کیا
اور قلب فوج اسلام کا رُخ کیا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم ابو عبیدہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ دس ہزار سوار سے اُن کو روکا- اور ایسی کوشش لڑائی مین کی کہ اُن ملاعین مین سے ایک آدمی بھی زندہ جانے نہ پایا جب اس جماعت کا کام تمام ہو گیا- تو دوسری جماعت نے کافرون کی سخت حملے کئے جس مین عکرمہ بن ابی جہل بڑی بہادری اور جنگ کے بعد شہید ہوئے مگر مسلمانون کو ان کی شہادت نے بہت غمناک کیا اور اسی جنگ مین ایک تیر مالک بن حارث کی ایک آنکھ مین لگا جس کے سبب سے اُنہون نے کافرون سے اَور سخت جنگ کی اور سب مسلمانون نے جان توڑ کوشش کی کہ مخالفون کو اُن کی جگہ سے ہٹا دیا اور کافر ہٹتے ہٹتے دریاے یرموک کے کنارے پُہنچ گئے اور بدحواس ہو کر پیچھے ہٹے کہ ہزارون کفار اُس بحر عمیق مین ڈوب گئے-

جب باہان نے یہ واقعہ دیکھا تو اُس نے بطارقہ مین سے ایک ایک آدمی کا نام لیکر پکارا کہ آؤ اور اپنے لشکر کی مدد کرو اور دریا کے کنارے سے صحرا کا رُخ اختیار کرو- آخر الامر اُن گھبرائے ہوئے لوگون کے تین ٹکڑے ہوئے اور لشکر اسلام کا رخ کیا- خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش نے ان پر غلبہ حاصل کیا- خالدؓ نے پکار کر کہا اے بہادرانِ اسلام جن کی بہادری پر باہان کو ناز تھا وہ سب قتل ہوئے اور غرق یہ چند آدمی باقی ہین جن سے بدحواسی کے سبب سے بھاگا بھی نہین گیا ان کا مار لینا کیا بڑی بات ہے حملہ کرو تاکہ ان کے دغدغہ سے بالکل فارغ ہو جاؤ- سپاہ نصرت شعار نے جو یہ کلمہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنا بے انتہا جوش کے ساتھ متواتر حملے کئے- کفار نے یکبارگی راہ گریز اختیار کی مسلمانون نے میدانِ جنگ پر قبضہ کر لیا-

نقل ہے کہ صبح سے شام تک مین یہ لڑائی ختم ہو گئی اور اعیان و مشاہیر روم سے ستر ہزار آدمی میدان مین مارے گئے- میدان مین باہان

مرا ہوا پایا گیا ہر چند دیکھا مگر کوئی زخم اُس کے بدن پر نہ تھا۔ غنائم موفور اور اموال نا محصور تحت و تصرف مین سپاہ منصورہ کے آیا اور وہ سرخ خیمہ خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو باہان نے لیا تھا اُس کا کچھ پتہ نہ لگا کہ وہ کس کے ہاتھ آیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خُمس غنائم فتح نامہ کے ساتھ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین روانہ کیا۔ جب قاصد یہ غنیمت لیکر مدینہ طیبہ پہنچا اور حضرت عمرؓ فاروق اعظم نے خط پڑھکر مسلمانون کو سنایا تو مسلمانون کے نعرہ تکبیر کی آواز نے مدینہ کے گھر گھر مین یہ خبر پہنچا دی اور ہر شخص اس نعمت کا شکر بجا لایا۔

ذکر مسلمانون کے غلبہ کا اور ہرقل کا روانہ ہونا قسطنطنیہ کی طرف

پہلا آدمی جس نے ہرقل کو اس شکست کی خبر دی تھی وہ اہل عموریہ سے تھا اور ہرقل اُس کو پہچانتا تھا۔ جب بادشاہ کی نظر اُس پر پڑی تو پوچھا کہ لشکر کی کیا خبر رکھتا ہے اُس نے کہا کہ آدمیون نے شکست اُٹھائی۔ قیصر نے کہا کہ کن آدمیون نے۔ اُس نے جواب دیا کہ ہمارے یارون نے۔ قیصر نے تجاہل کر کے پوچھا کہ کیا ہمارے یارون نے لشکر عرب کو شکست دی یا اُن لوگون نے ہمارے یارون کو۔ اُس وقت اُس مردک کو اتنا خوف طاری تھا کہ قیصر کے جواب مین کوئی بات نہ کہہ سکا۔ قیصر نے اپنے تخت کے محافظون سے کہا یہ شخص ڈرا ہوا ہے زبان اُس کی جواب دینے سے ساکت ہوئی ہے کسی دوسرے کو میرے پاس لاؤ کہ وہ مجھ سے بات کر سکے اور اُس کے قول پر اعتماد ہو۔ سرہنگان تخت مجلس سے باہر گئے کہ کوئی شخص مل جائے تو دربار مین حاضر کرین۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ نہایت پریشان اور بدحواس بھاگی چلی آتی ہے

اُن سے پوچھا کہ باہان اور دیگر اعیانِ سلطنت کی کیا خبر ہے۔ اُن لوگون نے
جواب دیا کہ تمھاری عمر کی بقا ہو کہ جملہ بطارقہ نے طبل بازگشت بجایا۔ سرہنگان
تخت نے پلٹ کر بادشاہ کو حقیقت حال سے اطلاع دی۔ قیصر نہایت
بے صبر ہوا اور کہا کہ یہ کیا خبر ہے کہ تم کہتے ہو مین ایسے شخص کو جو میدان جنگ
مین موجود تھا چاہتا ہون جس نے سب واقعہ اپنی آنکھون سے دیکھا ہے
اُس کو لاؤ کہ مین اُس سے یہ واقعات پوچھون اور وہ مفصل جواب دے
سرہنگان تخت نے ایک ایسے ہی شخص کو پکڑا وہ جزیمہ بن عمرو الشیوخی تھا
کہ معرکہ جنگ سے بھاگا ہوا آتا تھا اور حالات سے اطلاع رکھتا تھا حاضر دربار
کیا۔ قیصر نے پوچھا کہ میرے لشکر کی تجھے کیا خبر ہے بیان کر اُس نے کہا کہ
مین وہ خبر رکھتا ہون کہ اُس سے تیز کوئی چیز نہین ہو سکتی۔ قیصر نے کہا کہ
تیرے بشرے سے علامتِ شرارت اور بدی مشاہدہ ہوتی ہے۔ پھر اشراف و
اُمرا سے جو اطراف سے آئے ہوئے تھے اور لشکر عرب سے جنگ کرنے کو
تیار تھے کچھ باتین کرنے لگا اُن مین سے جس کسی کو بادشاہ نے پوچھا جزیمہ نے
جواب دیا تیری عمر مین اور تیرے ملک مین برکت اور بقا ہو وہ معرکہ مین مارا گیا
ہرقل نے اُمرا کی طرف منہ کیا اور کہا کہ اس آدمی کی باتین سُنتین۔ پھر جزیمہ
سے کہا کہ تو جزیمہ ہے۔ اُس نے کہا ہان۔ بادشاہ نے کہا کہ تجھے یاد ہے وہ بات
کہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نامہ میرے پاس بھیجا تھا
اور مجھے اپنے دین قبول کرنے کی دعوت کی تھی مین چاہتا تھا کہ اُن کی متابعت
کرون تو نے سب سے پہلے انکار کیا تھا۔ جزیمہ نے اس بات کا اعتراف واقرار
کیا اور عنایت خسروانہ اور عاطفت بادشاہانہ کا امیدوار ہوا لیکن قیصر نے
اُسی مجلس مین فرمایا اور جلاد نے سر جزیمہ کا تن سے جدا کیا ٥

سر کہ نہ در پائے عزیزان بود	بار گرانیست کشیدن بدوش

جب قیصر کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ مقام اُس کا ولایت شام مین اب مستعار ہے اپنے خواص لوگون کو ہمراہ لیکر ایک بلند پہاڑ پر جو شہر انطاکیہ کے قریب تھا چڑھا اور حسرت کی نگاہون سے اُس کے حوالی پر نظر ڈالی اور بہت رویا اور نہایت دردناک آواز مین کہا السلام علیک ایہا الارض المقدسۃ سلام بر تو باد اے زمین پاک وسلام بر تو باد اے زمین پُر خیر و برکت و نعمت سلام بر تو باد اے بہشت دنیا - اس طرح اُس نے اُس کو سلام کیا اور رخصت کیا کہ جیسے سلام کرنے والا اور رخصت کرنے والا یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ اب مین اس شہر کو نہ دیکھون گا - اُس شہریار عالی قدر نے یہ کلمات اس دل تنگی سے ادا کئے کہ سننے والون کے دل بیقرار ہو گئے اس کے بعد فوراً قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا -

ذکر فتح حلب و رفتن مالک اشتر بہ سرحد روم

جب ابو عبیدہؓ جراح کو جنگ یرموک سے فرصت ہوئی تو عنانِ عزیمت حلب کی طرف منعطف فرمائی اور بعد طی منازل مقام مقصد پر پہنچکر ظاہر شہر کو لشکرگاہ بنایا اہالی حلب بغیر جنگ صلح پر رضامند ہوئے اور جزیہ دینا قبول کیا اور شہر کے دروازے کھول دئے گئے وہ شہر مسلمانون کے تحت و تصرف مین آیا - ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد تسلط کے حکم دیا کہ مالک اشتر دربند روم کے قریب جائین مالک نے حسب حکم ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخ مقام مقصود کا کیا جب چند روز اس قضیہ کو گذرے تو میسرہ بن مسروق مامور ہوئے کہ ایک ہزار نفر سے جلد مالک کی مدد کو پہنچے - جب مالک اشتر دربند کے قریب

پہنچے تو معلوم ہوا کہ جمعیت مخالفون کی تیس ہزار کی ہے اور وہ سب مرد کارزار ہین اور اُس مقام پر منتظر ہین۔ جب مالک اشتر کو اعدا کی کثرت پر اطلاع ہوئی تو جنگ مین تھوڑا توقف کیا کہ میسرہ اُن سے آکر مل گئے اور باخود باہم مشورہ کیا اور رائے اس بات پر قرار پائی کہ جنگ ہو۔

دونون طرف لشکر کی صفین مرتب ہوئین دونون لشکرون کے جنگ آور بحر اخضر کی طرح جوش مین آگئے اور لشکر روم سے ایک پہلوان نہایت طویل القامت عظیم الجثہ جو اپنے اقران مین فن سپہ گری مین شرف امتیاز رکھتا تھا میدان نبرد مین نکلا اور اپنے مقابل کو طلب کیا مگر لشکر اسلام مین سے کسی نے اُس کے مقابلہ کا قصد نہ کیا ہرچند مالک اشتر نے بہادران اسلام کو تحریص جنگ کی فرمائی مگر کسی کو میدان کارزار مین آنے کی جرأت نہ ہوئی جب مالک اشتر نے یہ حال مشاہدہ کیا کہ بہادرون کو اس سے مقابلہ کرنے مین تامل ہے تو اُنہون نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ کیا اور خود میدان مین آئے۔ اور اُس رومی کے پاس آئے اور اپنی اپنی تلوار کے جوہر دکھانے لگے۔ رومی نے ایک تیغ مالک اشتر کے مغفر پر پہنچائی اور خود شگافتہ ہوگیا اور قریب تھا کہ وہ شمشیر استخوان سر تک پہنچے۔ مالک نے اُس وار کا ویسا ہی جواب دیا مالک کا ہاتھ اُس کی گردن پر پڑا۔ دونون پہلوانون نے تھوڑا توقف جنگ مین کیا مالک اشتر اپنے یارون کے پاس آئے خون اُن کے زخم سے روان تھا اور وہ اپنی تلوار کو نفرین کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم اگر مجھے اس وقت اس تلوار کی احتیاج نہ ہوتی تو مین اس تلوار کو اس قدر پتھر پر مارتا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی۔ مالک کے ایک لڑکے نے کہا کہ اے پدر یہ تلوار معمولی تلوار نہین ہے مگر شاید اللہ کا حکم کاٹ کرنے مین صادر نہ ہوا ہوگا اس وجہ سے اس نے کام نہ کیا مالک نے کہا کہ

سچ کہا پس لپسر نے سفوف اُن کے زخم پر چھڑکا اور مالک کے زخم کی بندشں کی۔
مالک نے اپنے ایک چچازاد بھائی سے کہا کہ میری تلوار لے اور اپنی تلوار عاریت
کے طور پر مجھے دے کہ معرکہ مین جاکر اس عدو سے دین سے اپنا بدلہ لون اُن کے
ابن عم نے کہا کہ مہربانی فرمایئے اور یہ شمشیر مجھے دیجئے کہ مین اس کا محتاج ہون
مالک نے فرمایا کہ مسؤل مرا بمن دہ تا ام النعمان دختر خودرا بہ زنی تو بدہم آن
شخص شمشیر خودرا بہ مالک داد۔ جب مالک نے قصد جنگ کیا تو اُن کے اقربا
نے روکا اور کہا کہ آپ اس شخص سے جنگ کا قصد نہ کیجئے۔ مالک نے کہا کہ
مجھے قسم ہے خدا کی جب تک مجھ مین ایک رمقے جان بھی باقی رہے گی مین اس کا
مقابلہ کرون گا۔ جب لوگون نے دیکھا کہ یہ کسی کی بات نہ مانین گے ضرور اُس کا
سقابلہ کرین گے تو لوگون نے ان کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیا۔ مالک اُشتر نے
کمال بہادری سے اُس کا مقابلہ کیا رومی نے وار تیغ کا کیا مگر وہ کارگر نہ ہوا اور
مالک نے وار تیغ کا رومی پر کیا تو مغفر اور سر کے چار ٹکڑے ہو گئے اور شمشیر مالک
کی اُس رومی کے سینہ تک پہنچی۔ ایک دوسرا دلیر رومیون کی صف سے نکلا
اور مالک اشتر سے ہم نبرد ہوا مالک اُشتر نے ایک تلوار اُس کے بازو پر ماری۔
اُس نے کمربند مالک اشتر کا پکڑا اور دونون لپٹ کر غلطان پیچان ہو کر زمین پر
تہ و بالا ہوئے آخر مالک اشتر اُس پر غالب آئے اور اُس کے سینہ پر بیٹھ کر اُس کا
سر کاٹ لیا اور وہان سے پیادہ واپس آئے اور اپنے لشکر سے آکر مل گئے۔
اُس روز صبح سے شام تک دونون طرف سے لڑائی جاری رہی اور رومیون نے
بڑی کوشش جنگ مین کی مگر اللہ تعالیٰ شانہ نے اہل اسلام کو غلبہ عطا فرمایا
اور جن رومیون نے اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست پائی اُن لوگون نے راہ
فرار اختیار کی۔ مسلمانون نے باوجودیکہ غلبہ پایا تھا لیکن اُس شب تمام رات

لشکر کی نگہبانی کی جب نماز فجر سے فرصت کی تو ایک قاصد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے نامہ لایا جس کا مضمون یہ تھا کہ اہل اسلام سے ایک آدمی کی بھی سلامتی مجھے تمام اموال اہل کفر سے بہت زیادہ محبوب ہے لہذا جس وقت خط میرا مالک کو پہنچے تو فوراً وہان سے واپس ہو اس حکم کے موافق سپاہ اسلام نے مراجعت کی اور بعد قطع منازل حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملحق ہوئے تو ابو عبیدہ نے حبیب بن مسلمۃ النہریر کو حلب پر اور قیصر بن برا کو مضافات پر اور منسوبات پر والی مقرر کر کے عنانِ عزیمت دمشق کی طرف پھیری۔ جب دمشق مین پہنچے تو ایک خط حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لکھا اور اپنے لشکر کے حالات اور اپنے نقل و حرکت سے اطلاع سے دی۔ حضرت فاروق اعظم عمرؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جواب دیا۔

نامہ فاروق اعظمؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنام حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ مکتوب تمھارا پہنچا اور مضمون مراجعت قیصر بطرف قسطنطنیہ اور سپاہ روم کی شکست سے اور تمھاری معاودت سے دمشق کی طرف مجھے اطلاع ہوئی اس اتفاق حسنہ اور فتوحات عظیمہ اور نعم جسیم اور فتح عظیم پر شکر الٰہی بجا لایا گیا تو کہ ابو عبیدہ ہے تجھے معلوم ہے کہ ولایت شام مین بہت سے قلعجات اور حصن ابھی باقی ہین کہ اُن کی فتح پر کمر ہمت بندھی رہے لیکن اس وقت مصلحت یہ ہے چند روز دمشق مین اقامت کرنی چاہیئے تا کہ لشکر فیروزی اثر مشقت حرب و رنج غزا سے آرام و آسائش حاصل کرے

دوسری بات یہ ہے تم کو معلوم ہو کہ اسی عرصہ مین نامہ سعد بن ابی وقاص کا آیا ہے اُس مین تحریر ہے کہ لشکر فارسیون کا ایک مقام مین کہ اُس کا نام غلولاہی جمع ہوا ہے جمعیت تمام اُن کو وہان حاصل ہے اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ لشکر اسلام کو اُس طبقہ پر اور دوسرے کفار اشرار پر غالب کرے گا۔

جب نامہ فاروق اعظمؓ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو عبیدہؓ کو پہنچا تو آپ نے دمشق میں لشکر اسلام کے آرام دینے کو اقامت فرمائی اور انتظام بلاد شام مین جو اہل اسلام کے قبضہ مین آئے تھے مصروف ہوے آپ کے خوبی انتظام اور مہربانی و رافت سے جو رعایا کے حال پر حد سے زیادہ تھی تمام ملک آباد اور شاداب ہو گیا۔

ذکر توجہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ ایلیا و رفتن فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ دیار شام و ذکر بعضے حالات دران ایام

راویون نے ذکر کیا ہے کہ جب لشکر اسلام چند روز دمشق مین آرام کر چکا تو موقف خلافت سے فرمان صادر ہوا کہ اب ابو عبیدہ کو چاہیئے کہ فتح ایلیا کی کہ وہ اب بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے کوشش کرے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی توجہ سے پہلے عمرو عاص کو ایک لشکر گران ہمراہ کر کے اُس طرف روانہ کیا۔ عمرو بعد قطع منازل ظاہرا ایلیا مین پہنچ گئے وہان کے لوگ قلعبند ہو گئے اثنار محاصرہ مین نصاریٰ کے ایک عالم نے ایک آدمی عمرو کے پاس

بھیجا اور اُن کا نام پوچھا جب قاصد وہان سے پلٹ کر گیا اور اُن کا نام ظاہر کیا
تو اُس عالم نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ تو محاصرہ اُٹھا لے یہ بے فائدہ کا رنج کیون
اُٹھاتا ہے جس دولت مند کے ہاتھ پر یہ شہر فتح ہوگا اُس کا نام تین حرفون سے
مرکب ہے اور تیرے نام مین چار حرف ہین یعنی عمرو۔ اسی عرصہ مین ابو عبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالشکر جرار دمشق سے باہر آئے اور اردن مین نزول فرمایا اور
وہان سے ایک خط بطارقہ اور اہل ایلیا کے نام سے روانہ کیا اور مضمون اُس کا
یہ تھا کہ اگر ملت محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اختیار کرتے ہو یا
جزیہ قبول کرتے ہو تو ہم کو تمھارے ملک سے کچھ سروکار نہین ہے اور اگر یہ بات
تمھین منظور نہین ہے تو مین تم پر ایسی جرار فوج بھیجون گا کہ ان کے نزدیک
مرنا اللہ تعالیٰ شانہ کی راہ مین اُس سے بہت زیادہ مرغوب ہے جیسا تمھین سور
کا گوشت اور شراب محبوب ہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند روز وہان توقف کیا۔ جب آپ کو
یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل ایلیا کو تمرد وعصیان پر اصرار ہے اور وہ ہماری شرطین
قبول نہین کرتے تو اُس طرف متوجہ ہوئے اور عمرو سے جا کر مل گئے۔ آپ کے
پہنچنے کے بعد ایک لشکر عظیم شہر سے باہر آیا اور لشکر اسلام کے مقابلہ مین صف آرا
ہوا اور تھوڑی دیر کی جنگ مین مخالفین کی بڑی جماعت قتل ہوئی اور وہ
لوگ قلعون مین پناہ گزین ہوئے اور کچھ لوگ بھاگ گئے۔ مسلمانون نے اُن کو
گھیر لیا۔ جب اہل بیت المقدس نے اچھی طرح اس بات کو سمجھ لیا کہ ہم کو
مسلمانون پر فتح نصیب نہ ہوگی اور یہ لوگ محاصرہ ہرگز نہ اُٹھائین گے تو ایک
قاصد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا
کہ ہم لوگون کی رائے یہ ہے کہ تم سے صلح کر لین اور شہر تمھارے سپرد کر دین

مگر ہم تمھارے سردار سے اگر وہ یہان آئین اور ہم اُن کو دیکھ لین تو اُنہین سے عہدنامہ کرلین یعنی حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا آپ نے اس سفر کے باب مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے مشورت کی۔ بعض نے سفر کرنے کی رائے نہ دی اور بعض نے رائے دی اس جماعت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تھے آپ نے اس رائے کو قبول فرمایا اور حکم دیا کہ عباس بن عبدالمطلب ظاہر مدینہ کو لشکر اسلام کا خیمہ گاہ قرار دین تاکہ اصحاب نصرت انتساب اُس مقام پر فوراً جمع ہو جائین اور باجتماع سپاہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عنان عزیمت بیت المقدس کی طرف پھیری اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب کرکے مدینہ مین چھوڑا اور بعد قطع مراحل و طی منازل جب آپ ولایت شام مین داخل ہوئے تو ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر ایک اسپ تازی اور جامہ سفید آپ کے پیشکش کے لئے طیار کیا اور بطور پیشوائی کے آگے روانہ ہوئے۔

تاریخ اعثم کوفی مین مسطور ہے کہ جب ابو عبیدہؓ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک پہنچے تو دیکھا آپ کو ایک اونٹ پر سوار اور جامہ گلیم پہنے ہوئے اور شمشیر حمائل کئے ہوئے اور کمان بازو مین لٹکائے ہوئے اور ترجمہ مستقصی مین مذکور ہے کہ جس وقت ابو عبیدہؓ آپ کی خدمت مین پہنچے ہین تو آپ نے فاروق اعظمؓ کو دیکھا کہ آپ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہین اور غلام اونٹ پر بیٹھا ہوا ہے ابو عبیدہؓ اور سرداران فوج جو آپ کے ساتھ تھے اس حالت سے نہایت متحیر ہوئے اور آپ سے سوال کیا کہ پیادہ چلنے کا سبب

کیا ہے۔ امیر المومنین خلیفۃ الرسول اللہ فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
جواب دیا کہ یہ اونٹ میرے اور اس غلام کے درمیان مشترک ہے اس وقت
اس کی سواری کی باری ہے لہذا وہ سوار ہے۔

نقل ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے التماس کیا کہ لباس پشمین
اُتار ڈالئے اور یہ سفید کپڑے پہن لیجیے اور اس گھوڑے پر سوار ہو جیئے آپ نے
اُن کے اصرار سے وہ کپڑے پہنے اور ایک لحظہ کے بعد پھر اُتار ڈالے اور وہی
پُرانے کپڑے پہن لئے اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلے اور فرمایا کہ اپنی سابق
وضع کو بدلنا نفس کے واسطے عجب ہے۔ اور میرے نفس کو اس سے آرام
ملا لہذا مین نے یہی مناسب سمجھا کہ اُس کو اُسی حالت پر رکھوں کہ جس پر اب تک
اسے رکھا ہے۔

اے میرے دیندار بھائیو کیا اس خیال کا آدمی ایماندار نہین سمجھا
جاتا تو پھر دنیا مین اَور دوسرا کون آدمی مسلمان ہو سکتا ہے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ عمرؓ سا بے ریا آدمی اور اُس کے ایمان مین قوم کو پس و
پیش۔ بے شک کسی آدمی نے بدگویانِ دنیا کی زبان سے نجات نہین پائی
اور قیامت تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہین گے کہ جو اچھون کے بدگو ہون گے۔
جب تک بدگو نہ ہون گے تو نیکون کے جوہر نہ کھلین گے ؏

نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی	ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی

الغرض حضرت فاروق اعظم عمرؓ خلیفہ رسول اللہ نے لشکرِ اسلام مین
نزول اجلال فرمایا اور چند صباح مشقت سفر سے آرام کیا تو ابو عبیدہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اہل ایلیا کو آگاہ کیا کہ اس وقت جو تمام اسلامی دنیا مین اسلام کا
چاند ہے وہ یہان ستارون کے جھرمٹ مین جلوہ فرما ہے آؤ اور جو کچھ عرض

معروض کرنا ہو کر لو۔ مردم شہر نے ایک عربی کو جس کی کنیت ابوالجعد تھی حضرت فاروق اعظمؓ کے حضور مین روانہ کیا کہ قواعد ایمان کو عہدنامہ شرط جزیہ سے مستحکم کرے اور کوئی شخص ان کو تکلیف مہاجرت یعنی جلاے وطن کی نہ دے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ اس مضمون کا عہدنامہ لکھ کر اُن کو حوالہ کیا جائے۔ چنانچہ عہدنامہ تحریر ہوا اور دیدیا گیا اور شہر کے دروازے کھول دے گئے اور مسلمان شہر بیت المقدس مین داخل ہوئے اور آج تک وہ عہدنامہ فاروقی وہان جاری ہے ایک شرط مین بھی تغیر اور تبدل نہین ہوا اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ جو شرط روز اوّل ہوئی تھی ہنوز باقی ہے یہ ایک بڑا نشان فتوحات فاروقی کا دنیا مین موجود ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک باقی رہے گا۔ یہ وہ علامت اسلامی فاروقی نہین ہے کہ جو مٹ جائے ؎

گرچہ فانی شدہ ام نام و نشانم باقیست	عشق جانم بربود آفتِ جانم باقیست

روایت ہے کہ حضرت بلالؓ موذن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم زمانۂ خلافت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شام کے ملک مین چلے آئے تھے اور اُسی ملک مین وطن اختیار کر لیا تھا وہ اُس وقت وہان موجود تھے اور اصحاب کے ساتھ داخل قدس شریف ہوئے اور نماز کا وقت آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مدت ہوئی کہ آپ کی اذان نہین سُنی آج اذان سنا دیجیے۔ بلال نے کہا کہ مین نے اپنے دل مین عہد کر لیا تھا کہ بعد مفارقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اذان نہ کہون گا مگر آپ خلیفہ رسولؐ اللہ ہین آپ کا حکم بھی ویسا ہی ہے جیسا حکم رسولؐ اللہ کا تھا۔

اذان بلالؓ بیت المقدس مین

راوی کہتا ہے کہ جب بلالؓ اُٹھے اور اذان کا آغاز کیا تو اصحابؓ سعادت انتساب کو زمانۂ حیات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یاد آگیا نوحہ وزاری وبیقراری کا شور بلند ہوا اور ماہی بلے آب کی طرح تڑپنے لگے ان سب صحابہ مین ابوعبیدہ اور معاذ بن جبل بہت زیادہ متغیر الحال تھے جب بلالؓ اذان سے اور قد قامت الصلوٰۃ سے فارغ ہوئے تو حضرت فاروق اعظمؓ نے بہ عزم اقامت قوم قد قامت راست کیا اور آگے صف کے گئے تو ہر مرد ممتاز وسردار قبیلہ کی زبان پر تھا ؎

من واقتدا با تو در ہر نمازے	ہمین است تازندہ ام نیت من

اور جب نماز سے فرصت حاصل ہوئی تو آپ نے اللہ سبحانہ وتبارک وتعالیٰ وشانہ کی حمد مین زبان کھولی کہ المنۃ للہ کہ شہر بیت المقدس کہ معظمات امصار ربع مسکون سے ہے بے کلفت آویختن اور مشقت خون ریختن حیطۂ تصرف متبعان ملت سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات مین آیا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے یہ توفیق مجھے کرامت فرمائی کہ مین نے مسجد اقصیٰ مین کہ وصف اور تعریف سے مستغنی ہے اُس مین نماز جماعت ادا کی اور یہ ایک رکن تھا ارکان اسلام مین سے اُس کو مین بجا لایا۔

جب آپ کی خاطر مبارک نے مہمات ملکی دیار شام سے فراغت پائی تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام لشکر پر جو وہان موجود تھا امیر مستقل مقرر کرکے اپنی دار الخلافت مدینہ طیبہ کو مراجعت فرمائی۔ ابوعبیدہؓ ومعاذ بن جبلؓ اور بعضے اور اخیار وابرار بعد انقضاے مدت تین برس فتح ایلیا سے ولایت شام مین

مرض طاعون مین مبتلا ہو کر جنت کو روانہ ہوئے رضی اللہ عنہما

ذکر توجہ خالد بن الولید از شام بہ مدینہ

اس بیان مین روایات متعددہ ملی جلی ہر قسم کی ہین مگر اُن مین سے جن پر اہل تاریخ کو اعتبار ہے تحریر ہوتی ہین۔

جب اسلام کی فتح اور خالد بن ولید کی بہادری کا شہرہ چاردانگ عالم مین مشہور ہوا اور دیار عرب مین خانہ بخانہ یہ حکایتین بیان ہونے لگین کہ سپاہ اسلام بہادران فارس وروم پر غالب آئی تو ایک شاعر عرب نے جو اُس وقت یگانۂ روزگار تھا ایک نہایت فصیح وبلیغ قصیدہ نظم کیا اور بڑی دور و دراز کی راہ طے کر کے خالدؓ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ اس فن کو وہ خود بھی اچھی طرح جانتے تھے اُس کی قدر کی اور دس ہزار درہم اُس قصیدہ کے صلہ مین اُس شاعر کو عطا کئے چونکہ اہل حسد سے کبھی کوئی زمانہ خالی نہ رہا اور نہ رہے گا اس کی شکایت حضرت فاروق اعظمؓ سے کی گئی کہ خالدؓ بیت المال مین سے مد فضول مین صرف کرتے ہین۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو قتل مالک بن نویرہ اور نکاح دختر مجاعہ کا رنج تھا ہی آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ خالدؓ بن الولید نے اصراف اموال اہل اسلام مین جائز رکھا اور مسلمانون کے حقوق ضائع کئے لہذا جو سرمایہ کہ ان کے پاس اس وقت موجود ہے اُس کا نصف بیت المال اسلام مین جمع کر دیا جائے اور آدھا اُن کے لئے چھوڑ دیا جائے آپ نے نصف مال لیکر مدینہ روانہ کر دیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کی بجا آوری مین اتنا مبالغہ کیا کہ ایک نعل کفش لے لی اور ایک چھوڑ دی۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

فاروق اعظمؓ کے اس حکم کو بڑی خوشی سے قبول کیا رحمۃ اللہ علیہ اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مین وہ مرد نہین ہون کہ امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے مخالفت کرون۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصف مال خالدؓ کا مدینہ طیبہ کو روانہ کیا تو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مدینہ طیبہ روانہ ہوے جب آپ مدینہ طیبہ پہنچے اور حضرت فاروق اعظم امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو بار دگر پھر آپ کا نصف مال داخل بیت المال اسلام کیا گیا وہ مال بھی چالیس ہزار درہم کا تھا اور آپ نے نہایت خوشی سے اس حکم کو بھی قبول کیا اور پانچوین سال خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرض موت مین مبتلا ہو کر انتقال کیا اور اس مرض کی شدت مین کہتے تھے کہ مین نے برسون غزا اور جہاد مین قیام کیا اور تمناے دلی یہ تھی کہ مجھے شہادت نصیب ہو مگر دولت شہادت میری قسمت مین نہ تھی۔ اب مین دنیا سے افسوس کی حالت مین جاتا ہون کہ یہ موت میری قسمت مین تھی۔ اُس حالت مرض موت مین وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور آلات جنگ محاربہ اہل اسلام مین غازیون کو دے لے جائین۔ اور فرمایا کہ محبوب تر میرے نزدیک اعلاء کلمۃ اللہ سے نہین ہے۔ جب بعد وفات اُن کا اسباب دیکھا گیا تو کچھ بھی اُن کے گھر مین نہ نکلا سوائے اُس گھوڑے اور غلام اور آلات جنگ کے۔ جب یہ بات حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے کہا کہ خداے عزوجل ابو سلیمان پر رحمت نازل فرمائے کہ مین اُن کے حالات اس کے برخلاف جانتا تھا۔

جب جنازہ اُن کا اُٹھایا گیا تو اُن کی خواہر فاطمہ بنت ولید مغیرہ تو اپنے بھائی کی مفارقت مین نہایت دردناک طریقہ مین گریہ وزاری کرتی تھین تو باوجودے کہ

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی گریہ وزاری کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوت پر بہت روئے اور فرمایا کہ نساء بنی مغیرہ اس موت پر جس قدر گریہ وزاری کریں حق اُن کی طرف ہے کہ ایک بڑا بہادر اُن کی قوم سے جاتا رہا بشرطیکہ رخساروں پر طمانچے نہ ماریں اور پیرہن چاک نہ کریں اور خلاف شرع بین نہ کریں۔ کوئی آدمی اپنے اولوالامر کی حکم کی پیروی نہیں کر سکتا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد کی مادر کو دیکھا کہ اپنے فرزند کی شان میں کچھ شعر گا رہی تھیں اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون عورت ہے اور کیوں رو رہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خالد کی مادر ہے اور اپنے بہادر فرزند کے غم میں رو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ اُس کے خالد کا سا بہادر فرزند پیدا ہوا ہو النعمۃ مجھولہ ما دامت محصولہ فاذا فقدت عرفت

ذکر مثنیٰ بن حارثہ کا مدینہ میں جانا اور نامزد ہونا ابو عبیدہ ثقفی کا جنگ اہل شقاق کے واسطے اور ذکر بعضے حکایات

جب فارسیوں کو خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو وہ از سر نو سامان جنگ کے تہیہ میں مشغول ہوئے اور وہ یہ سمجھے تھے کہ صدیق اعظم کے انتقال سے خلافت کم زور ہو گئی ہو گی جیسا کہ شخصی حکومتوں کا دستور ہے کہ بادشاہ کے مرنے کے بعد نئے بادشاہ کو عرصہ دراز تک نئی سلطنت کے سنبھالنے سے فرصت نہیں ہوتی۔ اُن کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ اب

صدیق اعظمؓ کی خلافت کے بعد فاروق اعظمؓ کی خلافت کا دور ہے اور امور سلطنت
مین جن کی بیداری اور ہوشیاری جہان مین ضرب المثل ہے۔ ادھر آپ
رونق افروز تخت خلافت ہوئے سرہنگان قضا و قدر نے منادی کردی کہ اہل شر
وفساد اپنی شرارتون سے توبہ کرین اور یہ سمجھ لین کہ اس حکومت مین دودھ کا
دودھ اور پانی کا پانی ہے۔ لہذا فارسیون نے چاہا کہ حرکت مذبوحی کا بھی حوصلہ
نکال لین اور ہمت کرکے جس قدر تڑپا جائے تڑپ لین۔ ایک لشکر فراہم کرکے
مثنیٰ بن حارث شیبانی پر چڑھائی کردین یہ ایک شخص تھے کہ سرحد فارس پر مدت
سے طریق اسلام پر زندگی بسر کرتے تھے اور فارسیون سے جنگ کرتے رہتے تھے
اُس زمانہ مین کہ جب عراق عرب مین اسلام کو غلبہ ہوا ہے تو کافرون نے ارادہ
کیا کہ مثنیٰ پر لشکر بھیجین مثنیٰ نے اسی زمانہ مین خواب دیکھا کہ کسی شخص نے
اُس کو ایک عَلَم دیا ہے اور کہا کہ سلطنت شاہان فارس کی اب تمام ہونے کو
ہے اور یہ اُن کے زوال کے دن ہین۔ عمرؓ کے پاس جا اور اُن سے اپنی حالت
بیان کر اور اپنے کام مین اُن سے مدد چاہ۔ مثنیٰ خواب سے بیدار ہوئے اور
اپنے ماتحت افسرون سے اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے اب
کیا کرنا چاہئے اُن سے یعنی فاروق اعظمؓ سے مدد طلب کرون یا نہ کرون۔
سب کی رائے اس بات پر قرار پائی کہ تم خود خدمت مین حاضر ہو کر اپنا واقعہ بیان
کرو۔ مثنیٰ نے اس مشورہ کے بعد اپنے خاص لوگون کو ہمراہ لیکر مدینہ طیبہ کا
قصد کیا مگر اس سفر مین ان لوگون نے راستہ گم کیا اور اپنی جگہ پر توقف کیا
اسی حالت مین تھے کہ ہاتف غیب کی آواز سنی اور وہ چند اشعار تھے جن کا
مضمون یہ تھا کہ بلند ہوئے نشان ہائے اسلام اور سرنگون ہوے رایات کفر و
ظلام۔ مثنیٰ اور اُن کے یارون نے اُس آواز پر کان لگائے اور اُسی کے

اٹھ پر چل نکلے اور بہت سیدھے راستے سے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

جب اُس بلدہ مبارک مین نزول کیا تو حضرت فاروق اعظمؓ خلیفہ دوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مکان اور قیام گاہ کا پتہ پوچھا لوگون نے بیان کیا کہ اپنے اعوان وانصار کے ساتھ مسجد احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین جلوہ افروز ہین مثنیٰ مسجد مبارک مین حاضر ہوے اور آپ کے صحبت مین شریک ہوے اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور آپ سے پوچھا کہ مَنْ اَنْتَ یعنی کون ہو۔ مثنیٰ نے کہا اَنَا مثنّٰی بن حارثہ شیبانی حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا مَرْحَبًا بِکَ وَاَھْلًا تمھاری خبرین اور اوصاف مجھ تک پہنچے ہین اِس وقت تم کس طرف سے آتے ہو اور تمھارے آنے کا سبب کیا ہے۔ مثنیٰ نے کہا کہ مین نے ایام خلافت خلیفہ رسولؐ اللہ مین فارسیون سے مقابلہ کیا ہے اور دشمنانِ دین سے انتقام لیا ہے اور کچھ کامیابی بھی بحکم خدا حاصل کی مگر اب بعد فوت خلیفہ رسولؐ اللہ فارسیون نے بہت بڑا لشکر مرتب کیا ہے اور لشکر کے سامان فراہم کرنے مین وہ لوگ مشغول ہین لہٰذا مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ میری مدد کیجیے اور جو لشکر آپ کا عراق عرب مین ہے وہ میرے نام نامزد فرمائیے تو اُن کو ساتھ لیکر تخت گاہ ملوک عجم وسلاطین فارس کو مسخر کرون۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرے سخن کو سنا مین نے اور تیری التماس کو قبول کیا مگر تھوڑی کیفیت اُس ملک کی اور وہان کے لوگون کی بیان کر۔

سرزمین فارس کی کیفیت مثنیٰ کی زبانی

مثنیٰ نے بیان کیا کہ عراق ایسی زمین ہے کہ خیر وبرکت کے ساتھ اور کثرت

زراعت مین اور وہ زمین مال و متاع سے بھری ہوئی ہے اور اغنام کثیرہ وہان موجود ہین اور آدمی وہان کے صاحب جمال خاک وہان کی زر اور زر وہان بہتات کی وجہ سے خاک کے برابر۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ وہان کے آدمیون کا کیا حال ہے اور مملکت کا کیا طریقہ ہے اور انتظام کیسا ہے مثنی نے کہا کہ اگرچہ قوی ہیکل ہین مگر مالداری نے اُنہین آرام طلب کر دیا ہے اور آرام طلبی نے نامرد کر دیا ہے اور جنگ و جدل سے بہت ڈرتے ہین اور مرنے کے نام سے کانپتے ہین۔

جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حالات سُن چکے تو ممبر پر رونق افروز ہوئے اور بعد حمد خدائے زمین و آسمان و نعت نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم قوم کی طرف مخاطب ہوئے کہ اَیُّہَا النَّاس خدائے عز و علائے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ ولایات ملوک عجم و مملکت قیاصرۂ روم میری امت کی کوشش سے فتح ہون گے اور خزائن و دفائن ان دونون سلطنتون کے میری اُمت پر تقسیم ہون گے لہذا تم کو مناسب ہے کہ دلِ قوی اور اُمید واثق کے ساتھ مفارقت و مہاجرت اوطان اختیار کرو اور متوجہ ہو جاؤ ملک بنی ساسان کی طرف دیکھو بغیر سختی سفر کے غنیمت کا ہاتھ آنا دشوار ہے اور بغیر تحمل شدائد سعادت ابدی کا حاصل ہونا مشکل ہے اس امر مین تغافل اور تساہل کو راہ نہ دو جہاد و غزا مستلزم نیل مرادات ہے۔ مگر چونکہ یہ لوگ ان کی شوکت و عظمت اور کثرت عدد اور افزونی عظما و دولت مندان سُن چکے تھے جانتے تھے کہ قرآن مجید اور فرقان حمید مین مراد اولی باس شدید سے یہی ہین تو سبھون نے سکوت اختیار کیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے اندیشہ ناک ہوئے اور

کسی نے آپ کی تقریر کا جواب نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد ابو عبیدہ بن مسعود الثقفی
والد مختار نے کہا کہ اے امیر المومنین مین پہلا آدمی ہون جو آپ کی تقریر کو قبول
کرتا ہون اور اپنی تمام قوم کے ساتھ جس وقت آپ فرمائین کمربستہ تیار ہون
بعد ابو عبیدہ بن مسعود الثقفی کے سلیط بن قیس انصاری کہ حاضرین معرکہ بدر سے
تھے بہ اجابت و اشارت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمادہ میدان کارزار ہوئے
ان دونون سعادت مندون کی آمادگی کے بعد ایک جماعت کثیر تیار ہو گئی اور
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ اس گروہ کی امارت کسی
مہاجر یا انصار کے اختیار مین دیجئے آپ نے فرمایا کہ تمھاری امارت اُس شخص کے ساتھ
متعلق ہے جس نے تم سبھون سے پہلے اس امر مین سبقت کی ہے یعنی ابو عبیدہ
بن مسعود اور وہ ایک شخص ہے تابعین اخیار سے۔ کہا ہے جس زمانہ مین حضرت
فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانون کو جنگ اہل فارس پر ترغیب دی
ہے ابو عبیدہ کو اُن لوگون مین بامر خطیر امارت مخصوص کیا عمرو بن خرم و مثنیٰ بن
حارثہ سواد عراق پر ارباب عناد و شقاق کی سرکوبی مین مشغول تھے چنانچہ زمانہ
خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین اُس کام مین مصروف تھے۔ وعلیٰ
ای التقدیرین جب منصب سپہ سالاری ابو عبیدہ کو حوالہ ہوا تو حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے فرمایا کہ مین سلیط بن قیس کو تجھ سے افضل جانتا
ہون مگر اس سبب سے مین نے اُسے امیر نہ کیا کہ عادت اُس کی جدال و قتال
سلوک طریق استعجال ہے لہذا مین ڈرا کہ اُس کی جلدی سے جنگ ناگاہ مین
سپاہ تنگ دل ہو۔ غرض اس سخن سے یہ ہے کہ تعظیم و احترام سلیط بجا لایا کرو
اور اگر کسی امر مین کوئی سانحہ پیش آئے تو اُس مین اُس سے مشورہ لیا کرو اور
اُس کی رائے سے کہ بے شک وہ مقرون بہ صواب ہو گی تجاوز جائز نہ رکھنا۔ جب

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوعبیدہ کی نصیحت سے فارغ ہوئے تو اُسے رخصت کیا اور باسپاہِ آراستہ عراق عرب کی طرف روانہ کیا۔

ابوعبیدہؓ نے اُس ولایت مین پہنچکر باتفاق عمرو بن خرم انصاری و سلیط بن قیس و مثنیٰ بن حارثہ جنگ جابان مین کہ رستم فرخ زاد سپہ سالار لشکر خراسان وعراق نے دوہزار آدمیون کا سردار کرکے سرحد کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا مقابلہ ہوا فریقین کے لشکر کی صفین قائم ہوئین۔ اعثم کوفی کی روایت سے ہے کہ پہلے جس شخص نے میدان مین قدم رکھا اور اپنے مقابل کو طلب کیا وہ جابان تھا اور چارہزار آدمی مہاجرین سے برابر اُن کے صف آرا ہوئے اور مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ ابوعبیدہ نے سلیط سے کہا کہ انصار آج کچھ کام نہ کرین گے کہ بہت ڈرے ہوئے ہین۔ سلیط نے قوم انصار کی جراُت اور بہادری کی بڑی تعریف کی اور اُن کے دل بڑھائے اور اُن کی طرف مخاطب ہوکر خطاب کیا تم لوگون مین سے وہ شخص کون ہے کہ کام اس عجم کا تمام کرے ایک مرد نے انصار مین سے کہ نام اُس کا منظر بن فضہ تھا اس امر کی جراُت کی اور جابان کے لئے میدان مین آیا اور دونون نے نیزہ بازی کے فن کو دکھایا۔ عاقبت الامر منظر نے نیزہ کے زخم سے جابان کو اسپ سے زمین پر گرادیا اور اُس کے سینہ پر بیٹھ گیا کہ سر اُس کا کاٹ لے۔ جابان نے اپنی یہ حالت دیکھی تو فوراً کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا منظر اُس کے قتل مین متامل ہوا۔ جابان نے کہا میرے قتل سے دست بردار ہو مین تجھے خدمت کے لئے ایک غلام اور ایک کنیز دونگا کہ وہ تیری شائستہ خدمت کرین گے۔ منظر جابان کے سینہ سے اُتر پڑا اور اُس کو اپنا ردیف کرکے اپنے لشکر مین لایا۔ قبیلۂ ربیعہ کے لوگون نے اُس سے کہا کہ اپنے اسیر کو پہچانتا ہے اُس نے کہا کہ یہ شخص ہے اُس لشکر سے اتنا ہی جانتا ہون اُن لوگون نے کہا

کہ یہ جابان سردار ہے اُس لشکر کا اور اس نواح کا حاکم ہے اس نے تجھے کس چیز پر راضی کیا ہے کہ اُس کو تو نے زندہ چھوڑا اُس نے کہا کہ ایک غلام اور ایک لونڈی اُن لوگون نے کہا کہ اگر تو سَو غلام اور سو لونڈی مانگتا تو یہ دیتا۔ منظر نے کہا جو مین قبول کر چکا ہون اُس سے مین زیادہ نہ کرون گا کہ شیوۂ اسلام کے یہ بات خلاف ہے۔ جابان نے عذر کیا اور دو غلام اور دو لونڈی اور دو ہزار درہم منظر کو دئے اور مسلمانون کے زمرہ مین آگیا اور درجۂ بلند اور مرتبہ اُس نے حاصل کیا۔

اعثم کوفی کے سیاق کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ یزدجرد کے ایام حکومت کا ہے لیکن ترجمہ مستقصی مین کیفیت حال لشکر اسلام بعد فارغ ہونے مہم جابان اس عبارت سے ہے جس کو بجنسہ روضۃ الصفا سے اس جگہ نقل کرتا ہون وہو ہذا۔

کہ پس ازان بسوے حیرہ روان شدند تا آراستگی ملک عجم کنند و حال آنکہ اختلال در احوال مملکت ایشان راہ یافتہ بود چنانچہ یکے را امیر می ساختند و روز دیگر عزل می کردند تا غایتے کہ نوبت مملکت بہ یزدجرد رسید و ملک بہ ہلاک انجامید مُسَوِّدِ اوراق گوید کہ روایت اعثم کوفی درین باب خالی از ضعفے نیست چہ در کتب معتبرہ چنان بنظر رسیدہ کہ اسلام جابان بلکہ واقعہ جسر و قتل ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی در زمان حکومت توران قبل ازان کہ یزدجرد بر مسند سلطنت نشیند دست دادہ تمام ہوئی عبارت روضۃ الصفا کی۔

ذکر واقعہ جسر و شہادت ابوعبیدہ ثقفی و ذکر بعضے حالات

بعضے تاریخ مین تحریر ہے کہ جب جابان کی اسیری کی خبر رستم بن فرخ زاد کو پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس نے اسلام قبول کر لیا تو اُس نے جالینوس کو ایک بڑی

فوج کے ساتھ لشکر اسلام کے مقابلہ کو بھیجا اور ایک بہت بڑے لشکر کو جو ولایت فارس اور خوزستان اور خراسان سے جمع کیا تھا ساتھ لیئے ہوئے مداین مین ٹھیرا ہوا تھا اور اس امر کا منتظر تھا کہ دیکھئے کس طرف سے عروس فتح وظفر اپنا چہرہ دل کشا دکھلاتی ہے۔ جب ابو عبیدہ نے جالینوس کے ارادہ سے آگاہی حاصل کی تو اُس کے مقابلہ کے لئے چڑھ دوڑا اور بعد تلاقی فریقین اور تسویہ صفون اِن دونون لشکرون مین قتال عظیم واقع ہوا اور جالینوس شکست اُٹھاکر پیچھے کو ہٹ گیا۔ جالینوس کی شکست کے بعد ایک گروہ کہتا ہے کہ مہران حاکم آذربایجان اور دوسرا فرقہ اس بات پر ہے کہ مردان شاہ حاجب بافیل سفید قوی ہیکل رستم کے ہمراہ جنگ کے لئے آیا۔

لیکن غنیہ مین مذکور ہے کہ جب جالینوس نے شکست کھاکر میدانِ جنگ سے مُنہ پھیرا اور رستم کے پاس آیا تو رستم نے ارباب تجربہ سے پوچھا کہ عرب سے جنگ کرنے کے قابل کون سردار ہے تو امرا اور سردارانِ عجم نے جواب دیا کہ بہمن جادو اس کام کے لایق ہے۔ لہذا رستم فرخ زاد نے حکم دیا کہ بہمن گروہ سرداران فارس اور دانشمندانِ عجم کو ہمراہ لیکر عرب کے دفع کرنے مین کوشش کرے اور جالینوس اس سپاہ کا مقدمۃ الجیش ہو۔ اور اگر جالینوس نے اس دفع شکست اُٹھائی اور بہمن کے پاس آیا تو بہمن تیغ خونریز سے اُس کی عذر خواہی کرے یعنی قتل کرے۔

وعلی اختلاف الروایات جب بنی ساسان قریب فرات کے پہنچے تو مسلمانون کے برابر صف آرا ہوے۔ ابو عبیدہ نے کہ امیر لشکر اسلام تھے ابن الصلوٰۃ صاحب قیس الناطف کو حکم کیا کہ فرات پر ایک پل تیار کرے تاکہ لشکر نصرت شعار اُس پر سے گذرے اور جزا بداندیشون کی اچھی طرح دی جاے۔ ہرچند سلیط بن قیس نے

اس عزیمت سے ابو عبیدہ کو روکا مگر اُس کا کچھ اثر نہ ہوا۔
سلیط بن قیس کہتے تھے کہ مصلحت نہین ہے کہ لشکر اسلام اس دریا کے پار جائے مگر یہ بات مسموع طبع سردار اسلام نہ ہوئی اور فرات پر پل باندھا گیا اور سپاہ اسلام اُس پر سے اُتری۔ سپاہ عجم اہل اسلام کی یہ بہادری دیکھتی تھی اور تعجب کرتی تھی اور اپنے لشکر کا قلب اور میمنہ و میسرہ درست کرتی تھی اور اُس معرکہ مین فارسیون نے اپنا قدیمی نشان جس کا نام درفش کاویان مشہور تھا نکالا اور بلند کیا جب دونون فریق ترتیب لشکر سے فارغ ہوے تو پہلے جس نے قدم معرکہ نبرد مین رکھا وہ قیس بن سلیط انصاری تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجز پڑھتے تھے اور دشمنون پر حملے کرتے تھے اور اپنا مقابل طلب کرتے تھے اور اُس پر غالب آتے تھے اور قتل کرتے تھے اور اس قدر اُن کے بدن پر زخم آئے تھے کہ وہ سست اور ناتوان ہوگئے تھے آخر الامر وہ اپنے یارون سے آکر مل گئے اسی اثنا مین ایک فوج مخالفون کی جن کے ساتھ فیل سفید تھا اور اُس کی پشت پر عمدہ زربفت کی جھول پڑی تھی اور سرہنگان عجم مین سے ایک سردار جس کا نام شہریار تھا وہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے اُس فیل سفید کے ہمراہ تھا اُس نے ان پر حملہ کردیا۔ یہ ایک بڑی خوفناک جنگ تھی اول تو عرب نے کبھی ہاتھی کی صورت ہی نہین دیکھی تھی۔ دوسری بات یہ تھی کہ عرب کے گھوڑے ہاتھی سے بھڑکتے تھے۔ ہاتھیون نے بہت سے جوانان عرب کو سونڈ سے پکڑا اور پاؤن سے کچل کر مار ڈالا کہان آدمی اور کہان ہاتھی دفعتاً یہ جنگ سر پر آپڑی۔ عرب بہادری کرکے لڑے تو مگر مارے گئے ہاتھی جدھر حملہ کرتے تھے اور دیکھتے تھے گھوڑے مُنہ پھیر کر بھاگتے تھے اور لشکر اسلام پراگندہ ہوجاتا تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حال دیکھا تو پوچھا کہ اس جانور کے قتل کرنے کی جگہ کون سی ہے۔ جو لوگ جاننے والے تھے اور وہ بہت تھوڑے تھے

اُن لوگون نے بتایا کہ ان کی سونڈین نرم ہوتی ہین وہ تلوار سے کٹ جائین گی یا اُن کی آنکھین پھوڑ دو یہ بیکار ہو جائین گے

سلیط بن قیس نے ابو عبیدہؓ سے کہا رخ میدان نبرد کا بدل دو جس طرف ہاتھیون کا مورچہ نہین ہے اُدھر جنگ کیجیے مگر ابو عبیدہؓ نے لڑائی کا رخ نہ بدلا اور اُن کی بہادری نے اتنی سی بات کو بھی بھاگنا قرار دیا اور کہا علیٰ قبر محمدؐ منی السلام وعلیٰ اصحابہ منی السلام اور گھوڑے کو چھوڑ دیا زمین پر آ گئے اور فیل سفید پر حملہ کیا اور اُس کے کمر بند کو کاٹ دیا اور جو لوگ اُس کی پشت پر تھے معہ عماری زمین پر سرنگون گرے۔ فیل نے اپنی سونڈ دراز کی آپ نے شمشیر سے اُس کی سونڈ کو قطع کر دیا اور چاہا کہ قدم پیچھے کو ہٹائین اور اپنی صف مین آ جائین آپ کا بھی پاؤن پھسلا اور وہ فیل سفید آپ کے اوپر گرا آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر بہشت برین کا رُخ کیا۔

شہادت ابو عبیدہ ثقفی

روایت ہے کہ اس جنگ سے ایک روز پہلے ایک عفیفہ بی بی نے خواب دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہوا اور اُس کے ہاتھ مین ایک ظرف بھرا ہوا شربت سے ہے ابو عبیدہؓ اور دوسرے ہمراہی اُن کے اس مین سے پیتے ہین جب یہ نیک بی بی بیدار ہوئی تو اس نے اس خواب کو اپنے شوہر سے کہا اور ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس خواب کو سنا تو اُنھون نے اُس کی تعبیر یہ کی کہ مین اور میری جماعت کے لوگ جو میرے ساتھ ہین اور جن لوگون نے وہ شربت پیا ہے شہید ہون گے۔ بعد اس کے آپ نے سرداران فوج سے وصیت کی کہ اگر مین معرکہ مین مارا جاؤن تو فلان شخص امیر ہو اور اگر وہ بھی قتل ہو

توفلان شخص امیر ہو اور کئی آدمیون کا نام لیا سب کے آخر مین کہا کہ ان کے بعد مثنیٰ بن حارثہ امیر لشکر ہو۔

جب یہ خبر واقع ہوئی اور اسی طرح ابو عبیدہ نے خبر دی تھی اور مثنیٰ بن حارثہ امیر لشکر ہوئے تو لشکر اسلام بہت ضعف کی حالت مین تھا مسلمانون کو بالکل قوت مقاومت نہ تھی مثنیٰ بن حارثہ نے عروہ بن زید حنظل کو پل کے کنارے پر بھیجا تو اُس جگہ جا کر پڑے اور کسی ہزیمت خوردہ کو پل کے پار نہ ہونے دے جب تک اُن کا انتظام نہ ہو جاے اور مثنیٰ نے ساتھ جماعت قلیل اہل اسلام کے اُن شکست خوردہ مسلمانون کے اور کافران پارسی کے بیچ مین آکر بہ کمال جان فشانی اُن کافرون کو مسلمانون کے تعاقب سے روکا اور اہل اسلام نے طمانیت سے ساتھ اُس پل سے عبور کیا اور اپنی بقیہ فوج سے آکر مل گئے۔

اہل اخبار کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ جب لشکر اسلام کو شکست ہوئی اور اُن لوگون نے پل کا رخ کیا تو اہل اسلام کے کچھ لوگون نے اس خیال سے کہ جب مسلمانون کو پار اُترنے کا موقع نہ ملے گا تو ضرور یہ لوگ کافرون سے جم کر لڑین گے پل کو خراب کر دیا جب بھاگے ہوئے لوگ پل کے قریب آئے اور پل کو خراب پایا تو ایک جماعت دریا مین غرق ہو گئی۔

اور ایک جماعت اہل تاریخ کی یہ کہتی ہے کہ جب مثنیٰ بن حارثہ والی لشکر اسلام ہوا تو بقیہ لشکر اسلام کو جمع کر کے لشکر عجم سے مقابلہ کیا اور ایسی شایستہ کوشش کی اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کی سچی کوشش قبول فرمائی اور کفار کا لشکر جو ایک مقام پر مجتمع تھا متفرق ہو گیا۔ اور روایتاً بیان ہوا ہے کہ اُس روز چار ہزار آدمی لشکر اسلام کے بلاے قتل اور آفت غرق مین مبتلا ہوئے۔ بعد اس آفت کے مثنیٰ بن حارثہ شیبانی نے دریا کو عبور کر کے موضع ثعلبہ مین نزول کیا اور

ایک خط عروہ بن زید کی معرفت حضرت عمر خلیفہ رسول اللہ کے حضور مین اِس واقعہ کا
روانہ کیا۔ فاروق اعظم اُس خط کو پڑھ کر بہت روئے اور مسلمانون کی اس دردناک
مصیبت پر بہت افسوس کیا اور عروہ سے کہا کہ بہت جلد تو مثنی کے پاس پلٹ جا
اور اُس سے کہہ کہ آرام سے اپنی جگہ پر رہو جب تک مدد میری تمھارے پاس پہنچے
عروہ نے بہت جلد منزلین طے کین اور حضرت عمرؓ فاروق اعظم کا پیغام مثنی بن
حارثہ کو پہنچایا۔

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبایل عرب کو حاضری کا حکم دیا
تھوڑے زمانہ مین ایک لشکر عظیم الشان جمع ہو گیا۔ بعد اجتماع قبائل حضرت عمر
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جریر بن عبد اللہ کو کہ زیور عقل و کیاست سے
محلی تھا اس فوج کا امیر کر کے سواد عراق کی طرف روانہ کیا۔ جریر قطع مراحل کر کے
بہت جلد ثعلبہ مین پہنچا اور مثنیٰ کے لشکرگاہ مین نزول کیا اور باتفاق یکدیگر حرکت
کی اور دیار حیرہ مین پہنچکر دیر سندرمین چھاؤنی کی اور مردان لشکر کو اطراف سواد
عراق مین متفرق کر کے فوج کی رسدرسانی کے لئے حکم دیا۔

جب یہ خبر مداین مین پہنچی تو توران دخت نے رستم فرخ زاد کو اور بروایتے
مہران بن مہرویہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ جریر بن عبد اللہ کے جنگ کے لئے
نامزد کیا۔ جب معارف اہل اسلام نے یہ خبر سُنی تو لشکرہاے پراگندہ کو جمع کر کے
اللہ تعالیٰ شانہ کی مدد پر بھروسا کر کے اُس لشکر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

جب مہران اُس نواحی مین پہنچا تو جریر بن عبد اللہ اُس کے لشکر کے لئے
آمادہ پیکار ہو گئے بعد تقارب فئتین مثنیٰ بن حارثہ اپنی جانباز سپاہ کے ساتھ کہ
موقف اُن کا میمنہ تھا مخالف کے میسرہ پر حملہ کیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی
حملہ ہاے فارسیان بیباک سے اہل اسلام کے قدم متزلزل ہوئے مگر مثنیٰ کی رجز

اور تقریر سے مسلمان قوی دل ہوگئے اور مثنیٰ کے علَم کے نیچے جمع ہوئے اور عدی بن حاتم نے مردم میسرہ کو حرب کی تحریص کی اور جریر بن عبداللہ نے قلب لشکر کفار پر حملہ کیا۔ غرضکہ سب لشکر مشغول پیکار ہوگیا۔ مہران بن مہرویہ کہ تیراندازی مین کمال رکھتا تھا اور شمشیر زنی مین مشاہیر آفاق سے تھا بنفس خود مشغول جنگ تھا۔ بروایت صاحب غنیہ منذر بن حسان نے اُسے نیزہ کی زد سے گھوڑے سے نیچے گرایا اور جریر نے سر اُس کا بدن سے جدا کیا۔ جب دلاوران عجم نے اپنے سردار کی نعش معرکہ جنگ مین پڑی دیکھی تو فوج کفار مین اختلال عظیم پیدا ہوا اور جس کا جدھر منہ اُٹھا بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن سلیم الازدی اور عروہ بن زید الطائی نے بھاگے ہوؤن کا تعاقب کیا اور کشتون کے پشتے لگا دئے۔ بہت سے تو اسیر ہوئے اور کچھ امن مین آگئے اور ایک جماعت بہت بُری حالت سے مداین پہنچی۔

جب مہران سرداران فارس کے ساتھ دوزخ کی طرف روانہ ہوا تو مسلمانون نے ہاتھ لوٹ کا سرزمین عراق پر دراز کیا اور بہت مال جمع کیا۔

جب یہ خبر مداین مین پہنچی تو توران دخت نے باستصواب رستم فرخ زاد اور دوسری روایت سے مہران بن مہرویہ کو بارہ ہزار فوج سے جریر بن عبداللہ کے جنگ کے لئے نامزد کیا۔ جب سرداران لشکر اسلام نے اس خبر سے آگاہی پائی تو اپنے پراگندہ فوج کو جمع کیا اور اللہ تعالےٰ شانہ کے فضل وکرم کے امیدوار ہوکر آمادۂ پیکار ہوگئے

جب مہران سپہ سالار فوج کفار نواحی جنین مین پہنچا۔ جریر بن عبداللہ سردار لشکر اسلام اپنی فوج لیکر بڑے لشکر کے مقابلہ مین آگئے اور مثنیٰ بن حارثہ نے کہ اُن کا موقف میمنہ تھا کفار میسرہ پر حملہ کیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور

آتش پرست بڑی دلیری سے حملہ کرتے تھے اور فوج اُن کی بہت تھی اور تازہ دم
تھی۔ لشکر اسلام نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر مثنیٰ بن حارثہ کی رجز اور تقریر نے
فوج اسلام کو قوی دل ہونے کا موقع دیا اور سب مثنیٰ بن حارثہ کے نشان کے
نیچے جمع ہو گئے اور عدی بن حاتم نے فوج میسرہ کو حرب کی تحریص کی اور جریر
بن عبد اللہ نے سپاہ قلب کو آمادہ پیکار کیا۔ غرضکہ سب لشکر آمادہ جنگ ہو گیا
مہران بن مہرویہ کہ تیراندازی مین کمال رکھتا تھا خود مصروف جنگ تھا۔ بروایت
صاحب غلیہ منذر بن حسان نے اُس کو نیزہ سے زمین پر گرایا اور جریر نے اُس کا سر
تن سے جدا کیا اور بقول ابو حنیفہ دینوری مثنی بن حارثہ نے اُسے قتل کیا۔
جب سپاہ عجم نے اُسے معرکہ مین زمین پر کشتہ پڑا ہوا دیکھا تو اُن لوگون کا جی چھوٹ
گیا اور تمام فوج مین بھاگڑ پڑ گئی بدحواس ہو کر بھاگ نکلے اور عبد اللہ بن سلیم
الازدی اور عروہ بن زید الطائی نے شکست خوردہ لوگون کا اپنی فوج کے ساتھ
تعاقب کیا ہزارون کے تو ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور سینکڑون کو گرفتار کر لیا
اور ایک جماعت بہت بُری حالت مین بھاگ کر مداین پہنچے اور مسلمانون کو
اس جنگ مین غنیمت بے شمار ہاتھ آئی۔

اسی اثنا مین بعض اہل جنین نے مثنیٰ بن حارثہ سے عرض کی کہ ہمارے
ملک کے قریب ایک قریہ ہے کہ اُس کا نام بغداد ہے وہان ہر مہینے مین ایک روز
بازار لگتا ہے اور بڑا اجتماع ہوتا ہے لاکھون روپیہ کا مال وہان آکر بکتا ہے سب
طرف کے سوداگر وہان آتے ہین اور بڑی خرید و فروخت ہوتی ہے اگر آپ اُس
بازار کا قصد کیجئے تو بے انتہا دولت ہاتھ آئے۔ یہ خبر پا کر مثنیٰ نے دیار انبار کا
قصد کیا وہان کے لوگ قلعون مین قلعہ بند ہو گئے۔ مثنیٰ نے حاکم کو طلب کیا اور
اُس کو امان دی اُس نے اطاعت قبول کی۔ مثنی نے اُس سے خلوت مین

کہا مین بازار بغداد کا ارادہ رکھتا ہون تو اعتبار کے راہبر میرے ساتھ کر کہ مجھے
اُس موقع پر بازار کے روز پہنچا دین اور دوسری بات یہ ہے کہ دریائے فرات
پر ایک پل تیار کرا دے۔ حاکم انبار نے مثنیٰ کے حکم کی تعمیل کی پل تیار ہوا
لشکر اسلام اُس پل سے بخیر و عافیت گذرا بعد قطع مسافت بازار نظر آیا۔ اجماع
سوداگران فارس و اہواز و خوزستان اور اطراف جوانب مین جو بڑے بڑے
شہر تھے سب جگہون کے سوداگر اپنے اپنے مال لئے ہوئے موجود تھے۔ لشکرِ
اسلام کو دیکھتے ہی سب اپنے اپنے مال چھوڑ کر بھاگ گئے بازار آدمیون سے
خالی ہو گیا بے انتہا مال مسلمانون کے ہاتھ آیا اور وہ سوداگرانِ ملک فریادی ہو کر
مداین پہنچے اور اُس کی بارگاہ مین فریاد و زاری کرنے لگے۔ اسی حال مین دوسری
جانب سے خبر پہنچی کہ سوید بن قطبہ العجلی و عطیہ بن غزوان باشارت فاروق اعظم
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سے مال گذاران دیار عجم کے ملک عرب مین داخل
ہو گئے اور دبدبہ فرمان روائے عرب یعنی فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظمائے
فارس کے دلون پر بیٹھ گیا ہے۔

بنت کسریٰ کہ اُس وقت تخت نشین ملک فارس تھی اُس نے رستم فرخ زاد
کو کہ ابو حنیفہ دینوری نے اپنی تاریخ مین اُسے رستم ہرمز لکھا ہے جنگ عرب کے لئے
نامزد کیا مگر رستم نے اس امر کو مکروہ سمجھا اور خلوت مین اُمرائے فارس سے کہا کہ
یہ سب پریشانیان جو مملکت مین ہین سبب اُس کا یہ ہے کہ فرمان روا اس مُلک کی
عورت ہے ؎

شکوہے نماند دران خاندان	کہ بانگِ خروس آید از ماکیان

اور امرائے فارس کے دلون پر اثر کر گئی اور اس بات کا قصد کر لیا کہ خسرو پرویز
کی اولاد سے کسی شخص کو تلاش کر کے پیدا کرین اور وہی تخت نشین ہو آخر کار

بعد تفحص و تجسس بسیار ایک شخص اولاد کسریٰ سے مسمی یزدجرد بن شہریار کا پتہ لگا کہ وہ ولایت اصطخر فارس مین نہایت پریشانی کی حالت مین موجود ہے یہان سے کچھ لوگ گئے اور عزت کے ساتھ اُس کو لے آئے اور مداین مین پہنچکر تخت بہان بانی پر اُسے بٹھایا اور تمام سلطنت اُس کے ہاتھ مین دی۔

ذکر بھیجنا یزدجرد بن شہریار کا رستم کو مسلمانون کے مقابلہ کے واسطے اور سعد بن وقاص کی قادسیہ کی طرف توجہ

جب امر سلطنت یزدجرد بن شہریار کی ذات پر قرار پایا تو اُس نے تمام لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ تھوڑے زمانہ مین اتنا لشکر جمع ہوا کہ سرزمین عجم بھر گئی اور اس قدر آدمیون کی کثرت ہوئی کہ مداین اور اُس کے اطراف و جوانب اُن لوگون کو جگہ نہ دے سکے۔ رستم فرخ زاد اُس لشکر کا سرلشکر قرار پایا۔ اُس نے یزدجرد کے حکم سے شاہان ماضیہ کے جمع شدہ خزانہ کا مُنہ کھول دیا اور عام بخشش شروع کردی گئی اور فوج کے جوانون کو بہت کچھ انعام و اکرام دیکر خوش کردیا اور حکام سواد عراق کو نامے لکھے کہ اگر کوئی عرب جہان کہین تم کو مل جائے اُس کے پاؤن کٹوا ڈالو اور دہقانون اور مرزبانون کو لکھا کہ ملک کی حالت سے برابر مطلع کرتے رہو اور مسلمانون کا قتل عام کرو۔

اس وقت جبکہ یہ حکم شاہ عجم کا جاری ہوا ہے مسلمانون کو کچھ ضعف آگیا تھا اس لئے کہ ہاتھیون کی جنگ مین چار ہزار سے زیادہ بہادران اسلام شہید ہوگئے تھے لہذا جریر اور مثنیٰ نے قاصد اپنے اپنے حضرت فاروق اعظم

فاتح ایران و روم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور مین روانہ کئے اور یہان کے مفصل حالات سے مطلع کیا۔ جب قاصد آپ کے پاس پہنچے ہین تو آپ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کا قصد کر چکے تھے آپ نے اُن کو فوراً جواب دیا کہ مین مکہ معظمہ جاتا ہون نامہ تمھارا پہنچا حال معلوم ہوا اگر اللہ تعالیٰ شانہ نے چاہا تو مکہ معظمہ سے معاودت کرنے کے بعد بقدر وسع و امکان تمھاری مدد اور معاونت مین کوشش کی جائے گی اور جو جماعت عراق عرب مین مسلمانون کی ہے اُن کو بھی لکھون گا اللہ تمھاری معاونت فرمائے وہ لوگ بھی تم سے آملین گے۔

جب فاروق اعظم فاتح عجم و روم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور مناسک حج سے فرصت ہوئی تو نہایت عجلت کے ساتھ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے تو مخالفانِ دین کے دفع کے واسطے مشورت کی کہ مین خود اس لشکر مین شریک رہون یا کسی دانشمند تجربہ کار شخص کو افسر کر کے روانہ کرون حضرت عباس و حضرت علی و حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی امر پر اتفاق کیا کہ آپ مدینہ طیبہ سے باہر نہ جائین اور انہین حضرات کے مشورے سے اُس لشکر کے امیر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار پائے

وصایائے حضرت فاروق اعظم فاتح عجم و روم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

وصایا۔ جس منزل مین کہ تم ٹھیرو اور جس منزل سے روانہ ہو وہان کی حقیقت و کیفیت سے مجھے اطلاع کرتے رہنا اور جب قادسیہ مین پہنچنا تو اُس جگہ کو اپنا لشکر گاہ بنانا جس محلہ کا نام خصیب حصین ہے۔

سعدؓ نے آپ کی ہدایت کے موافق عمل کیا اور ایک روایت سے چار ہزار

آدمیون کے ساتھ اور دوسری روایت سے چھ ہزار آدمیون کے ساتھ روانہ ہوئے اور منازل ومراحل طے کرکے قادسیہ مین داخل ہوئے بعد روانگی سعدؓ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو جو بعض ولایات مین حکومت پر مامور تھے لکھا کہ سعد کی مدد کرنا۔ اُنھون نے مغیرہ بن شعبہ کو ہزار سوار دیکر قادسیہ کو بھیجا اور اسی طرح قیس بن ہبیرہ نے ہزار سوارون سے سعد کی مدد فرمائی۔ ہاشم بن عقبہ بن ابی وقاس و اشعث بن قیس و مالک اشتر مصحوب قیس تھے۔

نقل ہے کہ سعد کے لشکر مین اُنتیس ۲۹ نفر اصحاب بدر سے تھے اور وہ سعادت مند لوگ جو فتح مکہ کے دن حضرت مقدس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمرکاب تھے تین سو آدمی اُن مین سے تھے اور ابناے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مین سے نوسو آدمی تھے۔

کہتے ہین کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قادسیہ پہنچنے سے پہلے مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کا اس جہان فانی سے انتقال ہوچکا تھا۔ سعد نے بعد انقضاے مدت عدت اُن کی بیوہ یعنی زوجہ مثنیٰ بن حارثہ سے نکاح کیا کہ سلمی اُس کا نام تھا اور اکثر ثقات نے روایت کی ہے کہ جب یزدجرد کو سعد کے لشکر کے نزول کی خبر ہوئی ہے تو اُس نے ایک قاصد سعد بن ابی وقاص کے پاس بھیجا اور اُن سے التماس کیا کہ ایک جماعت دانشمندون کی اپنے لشکر مین سے میرے پاس بھیجو کہ مین اُن سے کچھ باتین پوچھون گا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی التماس کو قبول فرمایا اور حضرات ذیل کو اُس کے پاس بھیجا۔

اُن حضرات کے اسما جن کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حسب الطلب یزدجرد اُس کے پاس بھیجا تھا

نعمان بن مقرن و حنظلہ بن الربیع التمیمی و فراست بن حسان و عدی بن السہل و عطارد بن الحاجب و اشعث بن قیس و عاصم بن عمرو و مغیرہ بن شیبہ و عمرو بن معدی کرب۔ اور دوسرے آدمی بھی سوا ان کے ساتھ تھے کہ ذکر اُن کا ترک کیا گیا۔

حکم ہوا ان لوگون کو کہ مداین جاؤ وہ تم سے جو سوال کرے اُس کا جواب دینا یہ لوگ بعد قطع منازل یزدجرد کی تخت گاہ مین داخل ہوئے شہریار نے ان کو دربار مین داخل ہونے کی اجازت دی اور نہایت عزت کی جگہ پر ان کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اشراف عرب بُرد ہاے یمانی اوڑھے ہوئے تھے اور پتلی پتلی چھڑیان اُن کے ہاتھون مین تھین اور عمدہ نفیس نعلین پاؤن مین پہنے ہوئے تھے بروایت اشہر ترجمان ان کی تقریرون کا ترجمہ کرنے کے لئے موجود تھا حسب فرمودہ یزدجرد شاہ فارس مغیرہ بن شیبہ منصب ترجمانی پر سرافراز تھا سعد کی طرف سے۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تم جو یہ لباس اوڑھے ہوئے ہو اُس کا کیا نام ہے اودھر سے جواب ملا بُرد۔ یزدجرد شاہ فارس نے کہا کہ بُرد جہان را اور اس لفظ کو بادشاہ نے مکرر کہا اور سرداران فارس کے چہرون کا رنگ جو اُس دربار مین موجود تھے بدل گیا۔ بعد اس کے یزدجرد نے پوچھا کہ یہ جو تمھارے ہاتھون مین ہے اس کا نام کیا ہے اُن لوگون نے جواب دیا سوط۔ اور سوط اُن کی زبان مین جلانے والی شے کو کہتے ہین۔ یزدجرد نے کہا فارس کو جلا دیا ان لوگون نے خدا ان کو بلا ئے۔ اور بعض کتب مغازی مین مسطور ہے کہ

یزدگرد نے پوچھا کہ یہ جو تمھارے پاؤن مین ہے اس کا کیا نام ہے۔ ترجمان نے کہا اسے نالہ کہتے ہین۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارے ملک مین ان لوگون نے شور نالہ عام کر دیا۔

شاہ فارس کی تقریر عرب سے

یزدجرد نے کہا کہ اے معشر عرب اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھ کو اپنی عنایت سے سرافراز کیا اور سروری اور بادشاہی سب مخلوق پر بخشی ہے اور گردن کشانِ اطراف ربع مسکون نے میرے خط فرمان پر سر رکھا ہے اور کوئی میرے حکم سے انحراف نہین کرتا تم لوگ میرے نزدیک تمام دنیا کی مخلوق سے خوار تر اور حقیر تر اور ذلیل تر تھے۔ تمھاری قوم مین سے کچھ لوگ بذریعہ تجارت اور کچھ لوگ بطریق سفارت اور کچھ لوگ بطور گدائی میرے پاس آتے تھے اور یہ بات اُن مین سے تھی اور سب ملک تمھارا عسرت اور قلت معیشت مین مبتلا تھا اور تم بادیہ نشین اور سوسمار کھانے والے لوگ تھے۔ میرے ملک کے لوگون نے تم پر احسان کئے اور اُن کے خوانِ نعمت سے تم نے طرح طرح کے لطیف کھانے کھائے اور عمدہ عمدہ نفیس و شیرین شربت پیئے اور اپنے وطن مین جا کر ان نعمتون کا ذکر کیا اور اپنے ملک کے لوگون کو اُس پر حریص کیا اب اُن نعمتون کے مشتاق ہو کر اس ہیئت کذائی سے ہمارے ملک مین موجود ہو اور تمام ملک کو ہلا دیا اور زیر و زبر کر دیا اور چاہتے ہو کہ نئی شریعت اس ملک مین جاری کرو اور وہ ملک اور نعمتین جو حضرت واہب العطایا نے ہم کو عنایت فرمائی ہین اُن کو ہمارے ہاتھون سے چھین لو۔ تمھاری مثال اُس روباہ کی ہے کہ وہ ایک امیر کے باغ مین اور اُس کے انگورون کی تاک مین گھسی اور کچھ انگورون کو نقصان پہنچایا۔ اُس امیر نے دیکھا تو اُس کا باغ بہت بڑا تھا

اور یہ نقصان اُس کے باغ کی وسعت کے مقابلہ مین بہت کم تھا۔ اُس امیر نے اس کا
کچھ خیال نہ کیا اور روباہ کی طرف سے چشم پوشی کی اُس روباہ نے اپنی قوم کو
اس باغ کا راستہ دکھا دیا تو روباہ کی بہت بڑی جماعت اس باغ مین داخل
ہو گئی اور انگورون کی تاک کو نقصان کثیر پہنچا۔ پھر تو اُس امیر نے باغ کی آمدو
شد کا پورا انتظام کر دیا اور کچھ آدمی باغ کی نگرانی کے لئے زیادہ کر دئے۔ تمام رخنے
باغ کی دیوارون کے بند ہو گئے اور سب روباہ کی جماعت مار ڈالی گئی۔ تمھاری
مثال اُسی روباہ کی ہے اور مین کسی قوم کو تم سے زیادہ شقی اور عدد مین کمتر اور
بے ادب نہین جانتا اور اگر مین چاہون تو تمھارے ساتھ وہی کام کر سکتا ہون
جو مالک باغ نے روباہون کے ساتھ کیا ہے مگر مین اپنے رحم اور مہربانی کے
سبب سے طرح دیتا ہون کہ تم اب بھی سمجھ جاؤ اور اپنی قوم اور ملک پر رحم کر کے
ہمارے ملک سے باہر چلے جاؤ مین جانتا ہون کہ تم کو فقر و فاقہ ہمارے ملک کی
طرف لایا ہے تم اپنی غرض پیش کرو کہ مین تمھارے نان و نفقہ کے واسطے کچھ
وظیفہ مقرر کر دون اور اتنا وظیفہ تمھارا مقرر کر دون کہ تمھارا سب ملک خوش حال
ہو جائے اور ایسی ایسی عمدہ پوشاکین دون کہ تمھاری قوم کے کسی مالدار نے
دیکھی نہ ہون اور تمھارے سپاہیون کو زر بخشش سے گرانبار کر کے وطن کو پلٹا دون
اور تم لوگ اس پر بھی رضامند نہ ہو تو میرے غضب سے ڈرو ایسا نہ ہو کہ ایک
آدمی بھی تمھاری قوم کا باقی نہ رہے۔

جب یزدجرد شاہ فارس نے اپنی تقریر کو تمام کیا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ
خدا کی قسم ہمارا حال اس سے خراب تھا جیسا کہ بادشاہ نے بیان کیا جیسا کہ اپنا حال
ہم جانتے ہین ویسا شاہ فارس ہمارا حال نہین جانتا۔ بادشاہ سنی ہوئی بات کہتا ہے
اور ہم اپنی گذری ہوئی جانتے ہین۔ ہم سوسمار کا گوشت کھاتے تھے۔ اور

قلت معاش کے سبب سے اپنی زندہ لڑکیون کو زمین مین دفن کر دیتے تھے
اور ڈکیتی اور راہ زنی اور چوری اور شراب خواری ہمارا کام تھا زنا جو سب سے
بدتر گناہ ہے اُس سے ہمین پرہیز نہ تھا قتل مردم ہمارا آبائی پیشہ تھا زنا جو
تمام گناہون سے بدترین گناہ ہے ہم لوگون مین اُس کی کوئی حد ہی نہ تھی جس
قوی آدمی نے کسی کمزور آدمی کو مالدار پایا مارا اور سب مال اُس کا چھین لیا اور
اِس فعل قبیح کو وہ اپنا بہت اچھا ہنر سمجھتے تھے اور ہمارا عمدہ لباس گلیم تھا
اور عمدہ غذا نانِ جوین بے نمک تھی۔ حلال و حرام اور حق و باطل کی ہم کو تمیز
ہی نہ تھی بلکہ جانتے ہی نہ تھے کہ حلال و حرام اور حق و باطل بھی کوئی شے ہے
خیرات و صدقات کا تو ذکر ہی کیا اللہ تعالیٰ شانہ جو سب کا پیدا کرنے والا
ہے ہم لوگون مین سے کوئی اُس کو نہ جانتا تھا۔ پتھرون اور مورتون کے آگے
سر جُھکاتے پھرتے تھے شفقت انسانی اور صلہ رحم جس کی ہر آدمی کو سخت ضرورت
ہے کسی کے دل مین نہ تھی اور عدل و انصاف کو تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ پاک صفت
صرف بادشاہون کے واسطے پیدا کی گئی ہے بے شک ہم حیوان آدم صورت تھے
غیرت الٰہی اس طرف متوجہ ہوئی کہ اس قوم کو تہذیب و اخلاق حمیدہ اور اوصاف
پسندیدہ سے مالا مال کر دے تو اُس پروردگار عالم و عالمیان نے ہمارے ہی
قبیلہ اور خاندان سے ایک نبی ہم مین پیدا کیا اور اُس کو ایک کتاب کریم عنایت
فرما کر ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا اور احسان بالائے احسان یہ کیا کہ وہ نبی
ہمارے ہی قبیلہ سے اُٹھایا اور دوسری قوم کی محتاجی سے بچایا جس کو وہ پاک
پروردگار خود فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ترجمہ بے شک
ہر آئینہ بھیجا ہم نے تمھاری ہدایت کے واسطے ایک رسول اور وہ رسول تم ہی مین
سے ہے تم کو دوسری قوم کا شرمندہ نہ کیا اور اُس رسول ؐ نے دنیا مین آکر ہمارے

سب بگڑے کام بنائے بتون کی پوجا سے بچایا بُرے اخلاق ہم سے چھوڑائے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کا نام بتایا اُس کے رستہ پر لگایا اور حق کو حق اور باطل کو باطل کر کے سمجھا دیا۔ ہم لوگ اُس نبیؐ پر ایمان لائے اور اُس کی فرمان برداری اختیار کی اور خدا کا شکر ہے کہ کسی دوسری قوم کے سامنے سر جُھکانا نہ پڑا اور رفتہ رفتہ تمام خطۂ عرب نے آپ کا دین قبول کر لیا۔ اور حکم خدا اُس نبی کی معرفت پہنچا ہے کہ ہم مخالفانِ ملتِ بیضا سے مقاتلہ کرین اور آپ کی زبان معجز بیان پر یہ بات گذری ہے کہ ہم مین سے جو اس جنگ مذہبی مین کشتہ ہوگا وہ جنتی ہے اور جو زندہ رہا وہ مالک خزائن شاہی ہوگا۔ اے بادشاہ فارس ہم تجھے اس مذہب حقہ کے قبول کرنے کی دعوت کرتے ہین اگر تو قبول کرلے گا تو ہم مین سے کوئی شخص بغیر تیرے حکم کے تیرے ملک کی زمین مین قدم نہ رکھے گا اور سوائے زکوٰۃ کے مال اور خمس کے تجھ سے ہم کچھ نہ طلب کرین گے اور اگر تجھے اس کے قبول کرنے مین عذر ہے اور یہ توفیق تجھے نہین ملی ہے تو جزیہ ادا کر۔ اور اگر یہ بھی تو نہین قبول کرتا تو ہمارے تیرے درمیان مین تلوار فیصلہ کر دے گی۔

ترجمہ اعثم کوفی مین ہے کہ مغیرہ نے یزدجرد سے باتین کرنے مین کہا کہ اگر تو ایمان نہین لاتا اور زکوٰۃ دینا بھی قبول نہین کرتا تو جزیہ دے اور اُس حالت مین صاغر ہوگا تو شاہ یزدجرد نے ترجمان سے صاغر کے معنی پوچھے تو مغیرہ نے کہا کہ جس وقت تو جزیہ ادا کرے گا اُس حالت مین تو خود کھڑا ہو کر ادا کرے گا اور چاوش اسلام تازیانہ لئے ہوئے تیری پشت پر کھڑا رہے گا۔ یزدجرد کو اس بات پر غصہ ہوا اور کہا کہ مین ہرگز یہ گمان نہین کرتا کہ مین اتنا زندہ رہون کہ تمھاری یہ باتین سنون اور میرا یہ قصد تھا کہ مین تمھارے ساتھ احسان کرون مگر تم نے میرے سامنے ایسی گستاخانہ تقریر کی پس نہین ہے میرے پاس

تمھارے واسطے سوائے خاک کے اور ایک غلام کو حکم دیا اور کہا ایک تھیلی مین خاک بھر کر لا اور ان کے سر پر رکھ کر دربار سے نکال دے اور ان سے کہہ دے کہ جو تمھارا بڑا سردار ہے اُس سے کہہ دو کہ مین ایک لشکر جرار تمھارے ملک مین روانہ کرتا ہون کہ وہ تم کو اور تمھارے سردار کو قتل کر کے قادسیہ کے خندق مین زیر زمین کر دین۔

عاصم بن عمرو التیمی نے اُس خاک کی زنبیل کو لیا اور مغیرہ اور اصحاب قصر یزدجرد سے باہر آئے اور اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کچھ بادشاہ فارس یزدجرد سے سنا تھا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔

غنیہ اور مختصر ابن جوزی مین مسطور ہے کہ یہ سوال و جواب نعمان بن منذر اور یزدجرد شاہ فارس کے درمیان واقع ہوئے۔

اور ترجمہ مستقصی اور تاریخ ابو حنیفہ دینوری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقالات مغیرہ بن شعبہ اور رستم بن فرخ زاد کے درمیان واقع ہوئے۔

اور بعض ارباب تواریخ نے اِن دونون اقوال پر اعتراض کیا ہے اور ابو حنیفہ دینوری اور جمہور مورخین نے تواریخ جنین مین بیان کیا ہے کہ جب شاہ یزدجرد مصالحہ سے مایوس ہوا تو رستم فرخ زاد کو صد و بست ہزار مردان جنگی و کار آزمودہ کے ساتھ اہل اسلام کے مقابلہ کے لئے نامزد کیا۔

اور تاریخ ابو حنیفہ مین مذکور ہے کہ جب رستم دیراعور مین پہنچا تو اُسی مقام کو لشکرگاہ مقرر کیا اور سعدؓ نے طلحہؓ بن خویلد کو کہ اُس کا حال کچھ اس مین درج ہوگا خبرگیری کے واسطے دلاوران عرب کے ساتھ روانہ کیا جب وہ لوگ روانہ ہوئے اور لشکرگاہ رستم کے قریب پہنچے اور اُس لشکر کا جاہ و حشم اور سپاہیون کا ہجوم دیکھا تو طلحہ کے ہمراہیون نے کہا کہ ہم تو اسی مقام سے مراجعت کرتے

ہین تو بھی ہماری موافقت کر۔ طلحہ نے کہا کہ بے شک مین تو لشکر عجم مین جاؤنگا تاکہ وہان کے حالات معلوم ہون۔ طلحہ کے رفیقون نے کہا کہ گمان ہمارا یہ ہے کہ توسپاہِ فرس مین جائے گا اور اُن سے تیرا مقابلہ ہوگا اور اس تقدیر پر جو عاقبت کار ہے وہ معلوم ہے۔ طلحہ نے کہا کہ خوف اور رعب سپاہ فارس کا تمھارے دلون پر بیٹھ چکا ہے اب تمھارا جہان جی چاہے جاؤ مین تو نہ پلٹون گا۔ وہ جماعت واپس گئی۔ جب رات ہوئی تو طلحہ اُس لشکر مین جابجا گشت کرنے لگا یہان تک کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور وہ فارسیون کے لشکر کا ایک بہادر سپاہی تھا وہ سویا ہوا تھا اور گھوڑے کو اپنے باندھ دیا تھا۔ جب طلحہ اُس کے قریب ہوا تو اپنے گھوڑے سے اُترا اور اُس سپاہی کے گھوڑے کو کھولا اور اُس کی باگ ڈور اپنے گھوڑے سے باندھی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رستم کے لشکر سے باہر آیا جب وہ سپاہی بیدار ہوا اور اپنے گھوڑے کو نہ پایا تو ایک دوسرے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے چند ملازمون کے ساتھ اُس کے سراغ مین روانہ ہوا بعد طلوع فجر طلحہ کے نزدیک پہنچا طلحہ نے اُس سے مقابلہ کیا اور اُس کو قتل کیا دوسرا جو اُس کا ساتھی تھا وہ مقابلہ مین آیا اور وہ بھی قتل ہوا اور تیسرا آدمی جو اُس کے ساتھ تھا طلحہ نے اُسے گرفتار کیا اور لشکرگاہ اسلام مین لائے۔ جب لوگون نے طلحہ کو صحیح وسالم پایا تو نعرہ تکبیر بلند کئے اور طلحہ نے کیفیت واقعہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین بیان کی۔

نقل ہے کہ رستم فرخ زاد علم نجوم مین دستگاہ کامل رکھتا تھا اوضاع فلکی سے اُسے معلوم ہوا تھا کہ زمانہ سلطنت فارس ختم ہو چکا اور اب یہ حکومت خاندان عرب کی طرف انتقال کریگی اسی سبب سے وہ جنگ مین تاخیر کرتا تھا جب اُس کے قیام کو دیر اعور مین چار مہینے گذر گئے اور بادشاہ فارس کی طرف سے تاکید ہوئی تو

مجبور جنگ کرنی پڑی۔

فائدہ۔ یہ بات ہر متنفس جانتا ہے کہ ملک خدا کا سب بندے خدا کے سلطنت کا حصہ ہر قوم کو پہنچنا چاہیے وہ اپنے بادشاہی کے اصول کے موافق حصہ تقسیم کرتا ہے اور عدل و انصاف و رعیت پروری اس اصول کی اعلیٰ دفعات ہین۔ جس بادشاہ نے ان کا خیال کیا وہ سلطنت کرنے کے قابل سمجھا جائے گا اور کچھ زمانہ تک رہے گا اور اگر وہ تن پرور اور عیش دوست ہے تو بہت جلد تخت کو خالی کرنا پڑے گا۔ ٥

دور مجنون گذشت و نوبت ماست	ہر کسے پنج روز نوبت اوست

پہلے بادشاہون کا اصول یہ تھا کہ رعیت بادشاہ سے نفع اُٹھائے اور اب یہ اصول قرار پایا ہے کہ بادشاہ رعیت سے نفع اُٹھائے اب رعیت تجارت کا مال ہے اور بادشاہ بادشاہ نہین ہے تاجر ہے۔ اگلے بادشاہون کی مجلسین بھی کتابون مین موجود ہین اور ان بادشاہون کی بھی داستانین کتابون مین باقی رہ جائین گی نہ بادشاہ رہے گا نہ رعیت رہیگی۔ دونون کے ظلم وستم کے قصے کتابون مین رہ جائین گے۔

ذکر محاربہ قادسیہ وکشتہ شدن رستم بن فرخ زاد وانہزام سپاہ عجم

اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے ملک کی فارغ البالی اور رعیت کی خوش حالی کو بادشاہون کی نیک نیتی پر رکھا ہے جو بادشاہ رعیت کو اپنی اولاد سمجھتا ہے اُس کا ملک تمام آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رہے گا اور رعیت خوش حال رہے گی اور وہ بادشاہ ہمیشہ اپنے دشمنون پر غالب رہے گا اور ملک اُس کا آسمانی برکتون

سے معمور رہے گا حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی
رحلت کے بعد خلیفہ آپ کے حضرت صدیق اعظم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار پائے
تو اُس وقت اطراف عرب کے سب قبائل پہلی جاہلیت پر آگئی اور بعض نے دعویٰ
پیغمبری کیا اور اُن ملاعین کے ساتھ دو لاکھ تین لاکھ آدمیون کی جماعت سے
بھی زیادہ آدمی ہوگئے مگر صدیق اعظمؓ کی نیک نیتی نے اپنے صاحب کا ایسا
ساتھ دیا کہ ڈھائی برس کی خلافت مین اسلام اُسی شان پر عود کر آیا کہ جیسا
رسولؐ اللہ اپنی زندگی مین چھوڑ گئے تھے۔ صدیق اعظمؓ نے اپنی آخر وقت کی
زندگی مین اسلام کی خلافت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
قبضۂ اختیار مین ویسی ہی دی جیسی رسولؐ اللہ کے بعد پائی تھی۔ اب فاروق اعظمؓ
کی خلافت کا زمانہ ہے اور بادشاہانِ ہفت اقلیم سے مقابلہ۔ آپ کا ملک
کون سا ہے عرب اَن پڑھ لوگون کی جگہ سب کے سب جنگلی اور صحرانشین لوگ
اُس مین بستے ہین ملکی رفتار سے واقف نہین تہذیب کا کبھی نام بھی نہین سنا
اُس ملک نے کبھی بادشاہ کا نام بھی نہین سُنا۔ ابھی چند روز ہوئے کہ ان کے
گھر گھر مین ایک نیا خدا کاٹھ یا پتھر کا ترشا ہوا رکھا تھا اُنھین لوگون کی ایک
فوج اسلام نے مرتب کی ہے۔ چند ہزار آدمی ہین مگر ایسے آدمی ہین کہ جنھون نے
میدان جنگ کی صورت بھی نہین دیکھی۔ ایک پاک نہاد بزرگ نے چند روز ان پر
اپنا سایۂ شفقت ڈالا ہے اور خدا کا نام بتا دیا ہے اور وہ پاک نہاد بزرگ ان کو
تھوڑی سی شائستگی تعلیم کرکے اللہ تعالیٰ شانہ سے مل گیا۔ یہ اُن کا دوسرا
خلیفہ مثل اپنے پاک مستخلف کے اغراض دنیوی سے پاک ہے اور اپنی تھوڑی سی
ٹوٹی پھوٹی فوج لئے ہوئے اور اللہ تعالیٰ شانہ پر بھروسا کئے ہوئے شاہنشاہ
ہفت اقلیم کے مقابلہ مین کھڑا ہے چونکہ اُس کی نیت بادشاہان باعدل و انصاف

کی طرح پاک وصاف ہے ہر جگہ کامیابی کا رخ نظر آرہا ہے۔

ناقلانِ اخبار اور راویان آثار نے یون کہا ہے کہ جس زمانہ مین عرب وعجم مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف تھے سعد بن ابی وقاص عارضہ عرق النسا مین مبتلا تھے آپ نے حکم دیا کہ عمرو بن معدی کرب جملہ مبارزانِ اسلام کو جو جو کہ خوش بیان اور فصیح اللسان ہین اپنے ساتھ لیکر فوج خدا کو جنگ کی تحریص کرین اور وہ خود بہ نفس شریف مرض مذکور کے سبب سے با اہل وعیال قصر قادسیہ مین اقامت فرما تھے اور نسیم اقبال وفضل الٰہی کے جھونکون کے منتظر تھے اور اُس روز ابو مُحجَن الثقفی کہ اسفندیار ورستم کو اپنی خدمت نیزہ داری مین پسند نہین کرتا تھا بواسطہ شرب خمر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے قصر قادسیہ مین قید تھا۔

رستم فرخ زاد نے اپنی فوج کی صفین آراستہ کین اور فوج کی تیرہ قسمین کین اور صفین ایک کے پیچھے دوسری اور دوسری کے پیچھے تیسری مرتب کردین اور لشکر اسلام کی تین صفون سے زیادہ نہ تھین اور دونون لشکرون کے دلیرون نے جان سے ہاتھ دھوئے اور دنیاوی زندگی سے مُنہ پھیرا اور قضاے ربانی اور تقدیر یزدانی پر شاکر ہوکر آمادۂ پیکار ہوگئے۔ اُس معرکہ مین سواے سفیر تیز رو تیر کے کوئی آمد وشد نہ کرسکتا تھا ہر طرف سے وہم وخیال کی راہین بند تھین اور اُس تہلکہ مین سیف صارم کو اجراے حکم کی اجازت کی حاجت نہ تھی ؎

تیغ ترا چہ حاجتِ رخصت بخونِ ماست	برحلق تشنہ حکم روان است آب را

کہتے ہین تینتیس ۳۳ فیل اُس روز رستم کے لشکر مین تھے اور سب کے سب آراستہ بیس مرد جنگ آور اُن کی پشت پر تھے وہ فیل جولانی مین آئے مثنیٰ کی بیوہ عورت سلمیٰ جس سے سعدؓ نے نکاح کیا تھا وہ کوٹھے پر بیٹھی ہوئی اس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اُس نے کہا کہ اس جنگ کے لئے مثنیٰ سا بہادر چاہیے تھا سعدؓ کو

غیرت آئی اور اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا۔ اُس معرکہ مین ہاتھیون کے ہجوم مین بہت سے مسلمان پامال ہو گئے اور فیل سفید کہ جنگ مین کمال رکھتا تھا اُس کی جولانی مین بہت آدمی ہلاک ہوئے۔

نقل ہے کہ جب دونون لشکر حرکت مین آئے تو تیرون کی بارش ہو گئی قیس بن ہبیرہ نے جو یہ حال مشاہدہ کیا تو خالد بن عرفط خزاعی کہ امیر الامرا تھے اُن سے کہا کہ مقتضی وقت یہ ہے کہ ایک بار اہل ادبار پر حملہ کیا جاے۔ خالد بن عرفطہ نے بھی اس راے کو پسند کیا اور فوراً سبھون نے اتفاق کر کے حملہ کر دیا بعد استعمال نیزہ تلوارین ہاتھ مین لین نائرہ قتال مشتعل ہوا۔ زید بن عبد اللہ نخعی صاحب رایت منصور شہید ہوا اُس کے بعد ایک اَور شخص نے علم لیا اور وہ بھی شہید ہوا عاصم بن عمرو و عمرو بن معدی کرب و جریر بن عبد اللہ بجلی و سائر ابطال عرب نے اطراف و جوانب سے حملہ کیا اور میمنہ اور میسرۂ مخالف کو ہٹا دیا اور ایسا تعاقب کیا کہ وہ قلب لشکر سے مل گیا۔ رستم فرخ زاد کو شرم آئی اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کارزار مین خود آگیا اور پھر گھوڑے سے اُتر پڑا اور سردارانِ فارس اُس کے ساتھ ہوے اور لشکر اسلام کی طرف بڑھا۔

یہ واقعہ ابو مُحجّن الثقفی اپنے قید خانہ سے دیکھ رہا تھا اور زنجیر اُس کے پاؤن مین تھی۔ اُمّ ولد سعدؓ سے کہا کہ میری تمنا یہ ہے کہ زنجیر میرے پاؤن سے نکال دے اور اسلحہ اور اسپ ابلق سعدؓ مجھ کو دے کہ مین کافرون سے ایسی جنگ کرون کہ قیامت تک اُس کا ذکر باقی رہے اور خدا کی قسم اگر مین زندہ رہا تو پھر یہین آکر بیٹھ جاؤن گا۔ بزہ ام ولد سعدؓ کو اُس کے قول پر اعتماد تھا اُس نے ویسا ہی کیا جو ابو محجن کی خواہش تھی زنجیر اُس کے پاؤن سے نکالی اور اسپ و آلات حرب اُس کے حوالہ کیے۔ ابو محجن نے اپنے چہرہ کو چھپایا اور

دشمنون کی فوج پر حملہ شروع کیا اور ایسی مردانہ جنگ کی کہ بہادرون کو حیرت
مین ڈال دیا۔ کبھی میمنہ پر شیر کی طرح جھپٹا اور کبھی میسرہ پر ڈکار کر آپہنچا اور
مسلمان اُس کو نہ پہچانتے تھے کہ یہ سوار کون ہے۔ سعدؓ نے پوچھا کہ یہ سوار
کون ہے لوگون نے کہا کہ ہم بھی اس کے حال سے آپ کی طرح بے خبر ہین
سعدؓ نے کہا یہ بات اگر ثابت ہوتی کہ حضرت رسولؐ مقبول زندہ ہوکر ہماری
مدد فرماتے ہین تو ضرور ہم یقین کرتے کہ آپ ہی ہماری مدد کو تشریف لائے ہین
یا اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے کوئی فرشتہ آیا ہے اور اسی اثنا مین وہ مارتا اور کفارون
کو بھگاتا ہوا قصر کے دروازے تک پہنچا اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غور سے
دیکھا تو کہا کہ گھوڑا میرا ہے اور جوشن بھی میرا ہے اور اس جوان کے عنوان
جنگ ابوالمحجن کے سے ہین اور وہ میرے قصر کے کوشک مین محبوس ہے اور
چونکہ یہ جنگ بہت قائم رہی اور شام ہوگئی تو ابوالمحجن قصر کے پاس آکر گھوڑے
سے اُتر پڑا اور پاؤن مین زنجیر پہن کر قیدخانہ مین بیٹھ گیا۔ زنِ سعدؓ نے شام کو
سعدؓ سے حال پوچھا کہ معرکۂ جنگ کا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا قریب تھا وہ وقت
کہ مسلمانون کو شکست ہو لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے فضل کیا مسلمانون کی حالت
پر اور ایک سوار کو بھیجا کہ اُس کی جنگ نے میدان نبرد کا نقشہ بدل دیا۔ اُس نے
پوچھا کہ تم نے اُس کو پہچانا کہ وہ کون تھا۔ سعدؓ نے کہا کہ معلوم نہین کہ وہ کوئی
جن تھا یا اولاد آدم سے تھا مین صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہون کہ گھوڑا میرا تھا اور
اُس کی جنگ کا انداز ابومحجن کا سا تھا۔ اُس اُمّ ولد سعدؓ نے اوّل سے آخر تک
قصّہ ابومحجن کا بیان کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابومحجن کے پاس آئے
اور اُن سے شراب خواری سے توبہ کرائی اور اُن کو قید سے آزادی دی۔ ابومحجن
نے شدید اقرار کیا کہ اب مین شراب نہ پیون گا۔ آپ نے اُن کی سزا معاف کردی۔

نقل ہے کہ اُس روز سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اُمرا اور خواص سے
کہہ دیا تھا کہ جب بام قصر سے آواز میری تکبیر کی سنو تو صفین درست کر لینا اور سب
اپنے اپنے موقف پر کھڑے ہو جانا اور آمادہ ہو جانا قتال کے واسطے اور جب تیسری
تکبیر کی آواز سُننا تو دشمنان دین پر حملہ کر دینا اہل اسلام نے اس پر عمل کیا اور جنگ
کی آگ بھڑک اُٹھی - غالب بن عبد اللہ ازدی میدان جنگ مین آیا اور اپنے
مقابل کو طلب کیا - بادشاہ زادون مین سے ایک شخص تاج گرانمایہ پہنے ہوئے
جس کا نام ہرمز تھا غالب کے مقابل آیا - غالب نے اُس کو قید کر لیا اور سعدؓ
کے پاس لے آئے - عاصم بن عمرو کو رستم کا جمازہ مل گیا اُس پر عمدہ غذائین اور
حلوہ جات لدے ہوئے تھے وہ حضرت سعدؓ کے پاس لائے سعدؓ نے اُس
دعوت لذیذ کو فوج کے پاس بھیجا کہ تناول کرین اور اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر بجا لائین
اسی اثنا مین عمرو بن معدی کرب میدان نبرد مین آئے ایک نامور سپاہی فارسیون
مین سے ان کے مقابلہ مین آیا اور تیران کی طرف چلایا - چنانچہ عمرو کی کمان کی زہ
کٹ گئی - عمرو نے اُس کے کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور پشت زین سے اُٹھا لیا
اور اس طرح زمین پر مارا کہ گردن اُس کی ٹوٹ گئی - جب وہ مر گیا تو عمرو نے اُس کا
سب سامان لے لیا اور خطاب کیا اہل اسلام کی طرف کہ ان کافرون کے ساتھ
یون جنگ کرتے ہین - پس کہا اہل اسلام نے کہ جس کو اتنی طاقت نہ ہو وہ کیونکر
اس طریقہ سے جنگ کرے -

اُس روز ہاتھیون نے مسلمانون کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کیا اسپان فوج
اسلام اُن کی مہیب صورتین دیکھ کر رم کرتے تھے عاصم بن عمر اہل یمامہ کو ساتھ
لیکر فیل سوارون کے ساتھ جنگ کر رہے تھے اُنہون نے تلوارون سے ہاتھیون
کے زیر بند کاٹ دئے جو لوگ اُن پر سوار تھے وہ گر پڑے اور قتل کئے گئے - یہ جنگ

نماز ظہر سے عشا کے وقت تک قائم رہی آسیاے حرب خونِ دوست و دشمن پر چل رہی تھی۔ ایک روایت مین ہے کہ اس دن پانچ سو اصحاب شہید ہوے۔ جب تھوڑی رات گذری تو دونون فریق آرام کے واسطے جدا ہوگئے۔

دوسرے روز کہ اُس کا نام اغواث تھا جب خسروِ انجم با لباس خونین علم طلوع لیکر میدانِ نبرد مین ظاہر ہوا سعدؓ نے شہدا کے دفن کی طرف توجہ فرمائی اور قادسیہ مین اُن شاہانہ لباس والون نے حوران جنت سے ہمکنار ہوکر آرام کیا اس اثنا مین بروایت کثیر علماے تاریخ سے کہ بقول سابق کچھ تناقض پایا جاتا ہی بیان کرتے ہین کہ ہاتھیون کی فوج شام کی طرف سے آتی ہوئی نظر آئی۔

تفصیل اس بیان کی یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر سعد بن ابی وقاص کے نام امداد کے واسطے ابوعبیدہ بن جراح کے پاس پہنچی اُنہون نے ایک لشکر جرار کی تیاری کا حکم دیا کہ گروہ ربیعہ و مضر اور دلیران حجاز و یمن سے معاونت سعد کی کی جائے اور مدافعت دشمن کے واسطے یہ لشکر قادسیہ کی طرف روانہ ہوا اور سرداری اس لشکر کی ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے قبضہ مین دیجائے ہاشم چھ ہزار بہادرون کے ساتھ اور بروایت اعثم کوفی دس ہزار مردان جنگی کے ساتھ دیار شام سے روانہ ہوکر اُس روز کی صبح کو جب جنگ قائم ہوئی ہے پہنچے۔ قعقاع بن عمرو بھی گرد راہ سے روے ناشستہ میدان جنگ مین داخل ہوئے اور مبارز طلب کیا عظماے عجم سے ذوالحاجب اور بہمن جادو قعقاع کے مقابلہ مین آئے جب معلوم ہوا کہ ایک ان دونون مین سے بہمن ہے ندا کی یا ثارات ابی عبیدؓ و سلیط بن قیس و اصحاب یوم الحشر نے ہاتھ آستین جلادت سے باہر نکالا بہمن کا کام طرفۃ العین مین تمام ہوا اور اُس کا بھی قعقاع نے ایک ہی وار مین کام تمام کیا۔ دونون جہنم واصل ہوئے ان بہادرون کے قتل ہونے سے فوج عجم کے جی چھوٹ گئے

قعقاع اُسی طرح میدان مین کھڑے ہوئے اپنے مقابل کو طلب کرتے تھے اور کوئی نکلتا نہ تھا آخر کو دو آدمی لشکر کفار سے باہر آئے ایک کا نام فیروز اور دوسرا اسمی بہ بندو وہ عصابہ پیشانی پر باندھے تھا اُس نے قعقاع کی طرف رخ کیا اور حارث بن طلیبان مسلمانون کی صف سے نکلا دونون اپنے اپنے ہم نبرد سے مقابل ہوئے بندو نے اپنے مقابل کو قتل کیا قعقاع نے اپنے ہم نبرد فیروز کو واصل بجہنم کیا۔ کہتے ہین کہ اُس روز قعقاع نے تیس بار حملہ کیا اور ہر حملہ مین ایک شخص کو صنادید عجم سے قتل کیا اور آخر اُن مقتولون کا بزرجمہر ہمدانی تھا اور صاحب غنیہ سے نقل ہے کہ اُس روز کہ جس دن کی جنگ کا نام روز اغواث تھا مسلمانون سے ہزار آدمی شہید ہوئے اور کافرون مین سے دس ہزار کافر قتل ہوئے

جب شاہ انجم سپاہ مائل دیار غربی کا ہوا اور جہان نورانی نے لباس آل عباس پہنا یعنی دنیا اندھیری ہوگئی اور نصف شب گذری دونون فریق جنگ کرتے کرتے تھک گئے تو ہاتھ جنگ سے روک لئے اور اپنے اپنے مقام پر جاکر آرام کیا تو دونون فریق نے نگہبانی کے پہرے مقرر کر دئے۔

اور روز سوم کہ اُس کا نام اغماض تھا جانبین سے جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے اور جنگ ہونے لگی اور خون کی نہرین میدان نبرد مین بہنے لگین

دل برین گنبد گردندہ منہ کین دولاب		آسیائیست کہ باخون عزیزان گردد

دراثنائے شدت جدال وقتال کہ ہاتھیون کا مجمع ہرطرف دوڑتا پھرتا تھا اور اُن کے صدمات سے لشکر اسلام منتشر ہوجاتا تھا سعدؓ نے قعقاع کو پیغام بھیجا کہ فیل سفید جو سب فیلون سے بڑا ہے اس کی شر کو دفع کرو قعقاع اور اُن کے بھائی نے فیل سفید کی آنکھین تیرون سے اندھی کردین اور اسی طرح اَور دو شخصون نے نیزون سے ہاتھیون کو چھید ڈالا دو ہاتھی اس صدمہ سے مُنہ پھیر کر بھاگے اور دوسرے ہاتھی

ان ہاتھیوں کے پیچھے تھے۔ صفین لشکر شاہ فارس کی اُلٹ گئیں اور اہل جوش و خروش طرفین سے اس جوش مین تھے کہ اُن کو سواے جنگ کے کچھ نہ سوجھتا تھا۔ شب چہارم یوم جنگ کو کہ لیلۃ الہریر کہتے ہین ہاتھ بہادرون کے نہ ٹھہرے اور اُس شب صبح تک قبائل عرب نے مثل بنی تمیم و نخع و نخیلہ و کندہ وغیرہ نے نوبت بہ نوبت حملہاے متواتر کئے جب آفتاب طلوع ہوا قعقاع بن عمرو نے اپنی سپاہ کے دل بڑھائے اور اُن کی بہادری کی سچی داد دی کہ آج تم نے تمام جہان مین عرب کا نام کردیا اور ان کی بہادری کے افسانے تمھارے نام سے اور تمھاری کوششون سے زندہ ہو گئے۔ تمھارے چند بہادرون نے اپنی جانون کے مول بادشاہ ایران و عجم کا ملک خرید لیا اب بہت قریب وہ ساعت آگئی ہے کہ تمھارے امیر المومنین فاروق اعظم کے نام سے اس ملک کی فتح کا خط لکھا جائے تھوڑی سی کوشش اَور کرو۔ بس پھر کیا تھا فوج کو اپنی بہادری کی جو داد ملی تازہ دم ہو گئی۔

روز چہارم کی جنگ

اب چوتھا روز جنگ کا ہے اور ظہر کا وقت ہے اور اہل اسلام جان توڑ کر حملے کر رہے ہین کہ ناگاہ ہواے نصرت الہٰی نے اپنی فوج کے نشان کے پرچم کو جنبش دی اور ایک ہواے سخت چلی اور غبار تند نظر آیا اور بڑھ کر آندھی ہو گیا اور اُس آندھی کے جھوکون نے شامیانے کو جو رستم بن فرخ زاد کے تخت پر چاندی سونے کی چوبون پر استادہ تھا اُلٹ دیا۔ دھوپ کی شدت تھی آفتاب نے اپنی گرمی دکھائی۔ رستم آتش پرست تھا مگر آفتاب کی حرارت نہ سنبھال سکا۔ ایک دوسری زرین راوٹی کے سایہ مین آگیا اور دوسری طرف سے قعقاع اپنی فوج لئے ہوئے یہان پہنچ گئے اُس فوج خدا کے سپاہی نے جس کا نام ہلال بن علقمہ

تھا اس راوٹی کے کمربند پر اپنی تلوار کا ایک ہاتھ مارا جس کے سایہ مین رستم بیٹھا ہوا تھا
وہ گرا اور اُس کی چوب رستم کی کمر پر گری بہت چوٹ آئی اُس کے درد کو لوگ
ٹھنڈا کر رہے تھے وہ با تاج مرصع بجواہر و کمربند زرین و جوشن زراندود در بر گھبرا کر
بھاگا اور وہان ایک نہر تھی اُس مین آپ کو گرا دیا ہلال بن علقمہ نے اُس کو لباس
سے پہچان لیا اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر تعاقب کیا اور پاؤن اُس کا پکڑ کر پانی
سے باہر گھسیٹ لیا اور اُس کے سر پر غرور کو مرکب بدن سے جدا کیا۔

جنگ کا خاتمہ ہے رستم شاہ فارس قتل ہوا

ہلال بن علقمہ نے اُس کا سر نیزہ پر چڑھا کر شہرت دیدی کہ رستم قتل ہوا
قَتَلْتُ الرُّسْتَمَ بِرَبِّ الْكَعْبَه اور سب اسباب اُس کا ہلال نے لیا از انجملہ
رستم کے تاج کی قیمت سو ہزار دینار تھی اور اسباب کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سب اسباب ہلال بن علقمہ کو عطا کیا۔
بعضی روایت مین وارد ہے کہ زہرہ بن جویریہ لشکر کفار کے بھاگنے والون
کے پیچھے گیا اور جالینوس دوسرا سپہ سالار فارسیون کا اُن بھاگنے والون کے
ساتھ تھا دونون مین جنگ ہوگئی جالینوس زہرہ بن جویریہ کے تیغ زہر آلود سے
ہلاک ہوا۔ زہرہ اس کا سب اسباب کہ قیمتی ستر ہزار درہم کا تھا سعد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے حضور مین لایا آپ نے وہ سب اسباب زہرہ کو دیدیا اور حکم کیا کہ
جو مسلمان کسی مشرک کو قتل کرے اُس کا سب اسباب اُس مرد غازی کا ہے۔
کہتے ہین کہ اُس معرکہ مین دو سپر ین مرصع زرار بن خطاب کو ملین آپ نے نادانستہ
تیس ہزار درم کو فروخت کین اور اصل قیمت اُن کی دو ہزار دو بیست ہزار درہم تھی
کتاب مستقصیٰ مین مذکور ہے کہ بعد قتل رستم جالینوس سردار لشکر شاہ فارس

بھاگا اور لشکر اسلام نے ان بھاگنے والون کا تعاقب کیا اور اُن کو قتل و اسیر کرتے تھے یہان تک کہ سو ہزار آدمی لشکر کفار کے قتل ہوئے اور اسیر ہوئے اور عساکر منصورہ اسلام سے تین ہزار آدمی شہید ہوئے اور اس قدر اسباب نفیس اور زر نقد مسلمانون کے ہاتھ آیا کہ محاسب وہم اُس کی فہرست کرنے سے پریشان ہوگئے۔ کہتے ہین کہ بعد شکست فوج فارس لوگون نے ایک عربی کو دیکھا کہ وہ کہتا تھا کہ کوئی ہے کہ صفحہ حمرا لے اور صفحہ بیضا مجھے دے یعنی مجھ سے سونا لے اور چاندی دے یعنی سونے سے چاندی بدلتے تھے سونا دیکر چاندی لیتے تھے۔

روایت ہے کہ دو خروار کافور ایک عرب کے ہاتھ آیا وہ سمجھا کہ نمک ہے جب اُسے معلوم ہوا کہ کافور ہے اُس وقت بھی اس کی وہ بے قدری تھی کہ نمک سے اُسے بدلتے تھے۔

یہ صحیح خبر ہے کہ جنگ کے وقت یزدجرد نے پیادون کی ڈاک بٹھادی تھی کہ گھڑی گھڑی کی خبر اُسے پہنچا کرے۔ جب سرداران عجم کشتہ ہوے اور بہت سے قید ہوئے تو بہت جلد اُسے یہ خبر معلوم ہوئی۔ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ قبل از وقوع قتل از قرعہ خبر قتل رستم و انہزام لشکر عجم یزدجرد نے دریافت کر لی تھی تو اُس نے تخارجان کو کہ شجاعت و گیاست مین اپنے اقران و امثال مین امتیاز رکھتا تھا ایک لشکر کے ساتھ رستم کی مدد کو بھیجا تھا جب وہ دیر کعب مین پہنچا اور وہان قیام کیا تو شکست خوردہ لوگ بھاگے ہوئے بحال خراب وہان پہنچے اور سب حالات اس شکست کے اُس سے مفصل بیان کئے اُس نے اُس منزل مین توقف کیا اور ان بھاگے ہوئے لوگون مین سے جو وہان پہنچتا تھا اُس کی تسلی و تشفی کرتا تھا اور اپنے لشکر مین اُن کو رکھ لیتا تھا۔ تھوڑے زمانہ مین لشکر اسلام اس واقعہ سے آگاہ ہوا

اور کافرون کی طرف بڑھا جب دونون لشکر مقابل ہوئے تخارجان نے اپنے لشکر کی
صفین آراستہ کین اور نہایت بہادری سے مسلمانون کے برابر لشکر کو کھڑا کیا
اور خود میدان مین آیا اور پکارا مَرْدٌ مَرْدٌ زہیر بن سلیم الازدی صفوف مجاہدانِ
دین سے باہر نکلا اور تخارجان کا مقابل ہوا اُس نے دشمن کو دیکھا اور گھوڑے
سے کود پڑا زہیر بھی پیادہ ہوا اور دونون نے ہاتھ اپنے اپنے مخالفون کے کمربند
مین ڈال دئے اور کشتی مین مشغول ہوئے۔ تخارجان نے زہیر کو زمین پر گرایا
اور اُس کے سینہ پر بیٹھا اسی اثنا مین اتفاق وقت سے انگشت تخارجان کی زہیر
کے مُنہ مین آ گئی۔ زہیر نے اس زور سے اُسے کاٹا کہ وہ بیقرار ہو گیا زہیر اُس کے
نیچے سے نکلا اور فوراً اُس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور اُس کے خنجر کو اُس کے ہاتھ
سے چھین لیا اور کام اُس کا تمام کیا اور سب اسباب اُس کا اپنے قبضہ مین کر لیا
اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ زہیر سب
لباس تخارجان کا پہن اور گھوڑے پر سوار ہو وہ سعدؓ کا حکم بجالائے اور قیس بن ہبیر
نے سپاہ عجم پر حملہ کیا اور جلوس کو کہ سرور اور سردار کے ساتھ تھا اُس کو گرایا اور
مسلمانون نے اطراف و جوانب سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا سپاہ کسریٰ بالکل
منکسر ہو گئی ارباب ہزیمت نے اپنی جان بچانا غنیمت سمجھا اور ایسا بھاگے کہ مداین
تک کہین توقف نہین کیا جب عنایت الٰہی اور عاطفت بادشاہی نے اسلام کے
نشانون کو بلندی بخشی اور رایات کفر پست ہو گئے اصحاب ایقان اہل بطلان پر غالب
آئے اور معنی کلمۂ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی کے روشن ہو گئے تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص
نے ایک شخص کو فتح نامہ کے ساتھ حضرت فاروق اعظم عمر ابن خطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے حضور مین روانہ کیا اور اُس زمانہ مین آپ ہر روز پیادہ کوس دو کوس
کے انداز سے عراق کی طرف جایا کرتے تھے اور اُس طرف کے آنے والون سے

لشکر اسلام کی خبرین دریافت کیا کرتے تھے۔ بحسب اتفاق جس روز یہ قاصد وہان پہنچا ہے اُس روز بھی آپ اُس طرف گئے تھے آپ نے جو اُس کو دیکھا تو پوچھا کہ ما الخبر یعنی کیا خبر ہے بشیر نے کہا کہ مسلمان مظفر و منصور ہین اور کافر مخذول۔ آپ شتر سوار کے ساتھ مدینہ طیبہ کو واپس ہوئے اور کیفیت جنگ دریافت کی۔ بشیر آپ کے سوالات کے جواب دیتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سائل کون شخص ہے جب اُس کو معلوم ہوا تو اُس نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یا امیر المومنین آپ نے مجھے اپنا شناسا کیون نہ کیا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا لَا بَاسَ عَلَیْکَ بعد اس کے فتح نامہ بشیر سے لیکر مسلمانون کے سامنے پڑھا اور مدینہ کے سب چھوٹے بڑے اور غریب و امیر اللہ تعالیٰ شانہ کا شکرانہ بجا لائے اور مستحقین کو صدقات و خیرات سے خوشحال کیا۔

ذکر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مداین کو جانا اور وہان کے خزاین پر قبضہ کرنا

بعد اس شکست کے جس مین رستم بن فرخ زاد اور جالینوس مارا گیا تو یزدجرد اپنی سلطنت سے بالکل مایوس ہو گیا اور جس قدر مال از قسم زر و جواہر اُٹھا سکا اُٹھا لیا اور مداین سے نکلا اور خزانون کو نہاوند کی طرف روانہ کر دیا اور خود بادشاہ جلولا کو روانہ ہوا جب یہ خبر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے حکم دیا کہ تمام لشکر نصرت قرین دجلہ کے کنارے پر جا بجا اُس گھاٹ کو تلاش کرین جو گذرگاہ ہو اور مخالفین نے یہ انتظام کر لیا تھا کہ کشتیان سب گھاٹون سے جدا کر لی تھین جس سے گھاٹ کا پتہ نہ لگتا تھا۔ اسی اثنا مین بعضے سعادت مندون نے کہ جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تھے کہا کہ نیت ہماری خاص

اللہ تعالیٰ شانہ کا کلمہ بلند کرنے کی ہے دنیا ہماری مقصود نہین ہے تو جیسے اُس نے
اب تک ہر جگہ ہماری مدد کی ہے وہ اس جگہ بھی ہماری مدد فرمائے گا اس بات کا
یقین کر کے اصحاب مین سے ایک بزرگ نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈال دیا دوسرے
اللہ تعالیٰ شانہ کے بندون نے اُن کی متابعت کی باوجودے کہ دجلہ کا گہراو بہت
تھا مگر گھوڑے اور سوار سب پار اُتر گئے مگر ایک شخص کہ وہ اشقر رنگ کے گھوڑے
پر سوار تھا پار نہ ہو سکا۔

جب عجمیون نے دیکھا کہ عرب اس طریقے سے پار اُترے تو شور مچایا کہ
دیو لوگ آ گئے اُسی وقت خورزاد برادر رستم فرخ زاد کہ یزدجرد نے اوس کو اپنا
نائب کر کے مداین مین چھوڑا تھا با سپاہ آراستہ و پیراستہ لشکر اسلام کے مقابلہ مین
آیا اور گھاٹ کے قریب صف آرا ہوئے اور جنگ شروع ہوئی لیکن کفار نے
شکست اُٹھائی۔ خورزاد معرکہ سے بھاگا اور مداین مین قلعبند ہوا اور جب اُس کو
معلوم ہوا کہ بغیر فرار کے چارہ نہین ہے تو رات کی تاریکی مین شہر کے دروازۂ
شرقی سے اپنے اتباع کے ساتھ باہر نکل کر جلولا کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ خبر
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو عیاض بن غنم کو بھاگنے والون کے تعاقب
مین بھیجا اور آپ متوجہ مداین کے ہوئے اور مقر سریر سلطنت بنی ساسان مین قیام
کیا اور قصرہائے زرنگار اور بناہائے استوار و الوان و اطعمہ و اصحاف اغذیۂ اُس
دیار کے مشاہدہ فرمائے اور اس آیۃ کریمہ کو کَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝
وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ قف وَاَوْرَثْنٰهَا
قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ ترجمہ کتنے چھوڑ گئے باغ اور نہرین اور کھیتیان اور عمدہ مکان
اور آرام گاہین جس مین تھے قصہ خوان اور وہ سب دیدیا ہم نے ایک دوسری قوم کو
کہ نہین تھا اُن کو اُن سے کچھ علاقہ باعتبار قرابت کے اور نہ دین اور نہ محبت

اور وہ بنی اسرائیل تھے۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ع ترجمہ پھر نہ رویا ان پر آسمان اور زمین اور نہ ملی اُن کو مہلت کہ اپنے معاملات مین کچھ فکر کرتے ۔ تلاوت فرمائی - یہ آیتہ شریفہ فرعون اور بنی اسرائیل کے حالات مین اللہ جل جلالہٗ و تعالیٰ شانہ نے —— مگر خاندان تیموریہ اور انگلش کی شان مین پورے واقعات کی تصویر ہے۔

آپ اس قصر نوشیروانی مین داخل ہو کر اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد بجا لائے آٹھ رکعتین نماز شکرانہ فتح کی ادا کین - اور روایت مین ہے کہ مداین مین اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اُس کا اندازہ نہین ہو سکتا

اکثر مورخین نے کہا ہے کہ قادسیہ اور مداین مین منون کافور عرب کے ہاتھ آیا اور اُس کا معاوضہ نمک سے کرتے تھے۔ از جملہ غنایم مداین ایک فرش زربفت کا خزانہ کسریٰ مین پایا گیا شصت گز در شصت گز کہ جس مین یاقوت و جواہر جڑے ہوئے تھے اور اُس پر بیل بوٹے سب جواہر نگار تھے - جب موسم سرما مین کسریٰ مجلس شراب نوشی قایم کرتا تو اُس فرش کے بچھانے کا حکم دیتا اور اُس پر بیٹھ کر شراب پیتا اور دیکھنے والون کی نظرون مین وہ گل بوٹے بالکل گل بے خار کی طرح نظر آتے تھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس مین کچھ تصرف کیا جیسا کا تیسا حضرت **فاروق اعظم خلیفہ دوم رسول اللہ فاتح عجم و عراق رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے حضور مین روانہ کر دیا - حضرت فاروق اعظم نے حکم دیا کہ اس فرش کے برابر ٹکڑے کر کے مہاجر و انصار پر تقسیم کر دئے جائین ازان جملہ باندازہ کف دست سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے حصہ مین آیا تھا آپ نے بست ہزار دینار کو فروخت کیا۔

جب سعد بن ابی وقاص نے مداین مین نزول فرمایا تو یہ خبر یزدجرد کو پہنچی بعضے سپاہ کو جلولا مین چھوڑ کر خود جلوان کی طرف روانہ ہوا۔

ذکر جلولا اور غلبہ عرب ملک عجم پر بہ فرمان ایزد تعالیٰ شانہ

صاحب غنیہ کہتے ہین کہ جب یزدجرد شہریار بجانب جلوان روانہ ہوا تو مہران بن بہرام رازی کو باسپاہ جرار جلولا مین چھوڑا اور حکم کیا کہ آذربایجان اور شیروان اور اہل جبال سے فوج کثیر اُس کی مدد کو پہنچی۔ مہران کے حکم سے خندق عظیم الشان لشکرگاہ کے گرداگرد کھودی گئی اور کانٹے اُس کے چارون طرف بچھا دئے گئے جب خبر اجتماع کثیر کی عرب کو پہنچی تو سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے برادرزادے کو جس کا نام ہاشم تھا بارہ ہزار مردان شمشیرزن ہمراہ کرکے بھیجا وہ بہادر میدان رزم کو مجلس سمجھتا تھا۔ ہاشم حسب فرمودہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مداین سے باہر آیا اور منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔ مقدمہ سپاہ قعقاع بن تمیم کے سپرد تھا اور میمنہ کا افسر سعد بن مالک تھا اور میسرہ عمرو بن مالک کے حوالہ تھا۔

ابوحنیفہ دینوری کہتا ہے کہ خورزاد برادر رستم فرخ زاد کہ بعد روانہ ہونے یزدجرد کے جلوان کی طرف بالشکر گران مقام جلولا مین مقیم تھا اُس نے ایک قاصد یزدجرد شہریار کے پاس بھیجا اور مدد طلب کی اسی اثنا مین حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن مالک کو امیر سپاہ کرکے خورزاد کی جنگ کے لئے روانہ کیا عمرو بن مالک بعد قطع مراحل جلولا مین پہنچا۔ فارسیون کی خندق کے قریب لشکرگاہ قرار دیا جب لشکر اسلام کو معلوم ہوا کہ روز بروز کفار کی مدد پہنچتی جاتی ہے تو اسی مین مصلحت دیکھی کہ جنگ شروع کردی جاے۔ جب عمر بن مالک نے صورت حال بحضور فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین عرض کی۔ آپ نے چار ہزار اور چار سو سوار اور آٹھ سو پیدل ان کی معاونت کے لئے

روانہ کئے بعد وصول مدد جانبین آمادہ جنگ ہو گئے اور سپاہ عرب وعجم نے پہلے تیر و کمان کا استعمال کیا پھر نیزے ہاتھ مین لئے پھر تلوارین بنیام سے کھینچی گئین آخر کار کفار شکست کھا کر بھاگے اور بے حساب قتل ہوئے اہل اسلام کو اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اُس کا اندازہ مشکل ہے فقرائے لشکر اسلام نے غنیمت اس قدر پائی تونگر ہو گئے بعد از فتح کے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خمس مال غنیمت فتح نامہ کے ساتھ مدینہ طیبہ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین روانہ کیا حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے چاہا کہ غنیمت تقسیم کرین اور حسب مراتب و درجات سب کے اسما لکھے جائین۔ ایک جماعت کثیر نے عرض کیا کہ سر فہرست آپ اپنا نام لکھئے آپ نے فرمایا کہ عم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہوتے ہوئے عمر اپنا نام لکھے یہ ادب کے خلاف ہے۔

یاران طریقت فہرست ملاحظہ فرمائین

اوّل نام حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔ حضرت حسین گلگون قبا شہید کربلا علیہ السلام۔ دیا ان کو جو کچھ چاہا۔

بعد ان کے اہل بدر کو پانچ پانچ ہزار اور اہل حدیبیہ کو چار چار ہزار اور جو کہ ان کے بعد ایمان لائے تھے تین تین ہزار۔ اور جو کہ قادسیہ مین ایمان لائے تھے ایک ہزار پانچ سو۔ اور ان کے بعد والون کو ہزار اور جو کہ صاحب منقبت تھے اُن کو پانچ سو دینار اُن کے نصیب پر زیادہ کیا گیا۔ حضرات حسن وحسین وسلمان وابوذر کو داخل اہل بدر کیا اگرچہ بدر مین شریک نہ تھے اور حضرت عباسؓ کو پچیس ۲۵ ہزار دینار دلئے اور ازواج مین سے ہر بی بی صاحبہ کو دس ہزار اور حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارہ ۱۲ ہزار ہر چند حضرت صدیقہؓ نے عذر کیا کہ مین سب ازواج کے برابر ہی رہنا چاہتی ہون مگر حضرت فاروق اعظمؓ نے اُن کے اس عذر کو قبول نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ رسولؐ اللہ کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی اور مین رسولؐ اللہ کی روح پاک سے شرمندہ ہونا نہین چاہتا کہ آپ کو اَور ازواج کے برابر سمجھوں آپ کو اختیار ہے کہ آپ کسی کو ایثار کر دین مگر مین دونگا تمام ہوئی عبارتِ صاحب ترجمۂ مستقصٰی یعنی کمالات انتساب مولانا اشرف الدین حسین خوارزمی کی۔

جب یزدجرد نے واقعہ جلولا پر اطلاع حاصل کی تو تین طلاق گوشۂ چادر عروس مملکت پر باندھ کر ملک رے کی طرف روانہ ہوا اور اُس کثرتِ جماعت مردان کارزار اور فوج فیلانِ بے شمار نے کچھ قوت اُس کو نہ دی ؎

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت	کہ بسیار کس چون تو پرورد و کُشت

اسی حال مین نوشتہ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پُہنچا۔ مختصر جملہ تھا جو صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ:-

حالا بتصرف سواد عراق عرب خورسند باش و سپاہ عرب را رخصت مدہ کہ از عقبہ جلوان بگذرند کاشکے میان ما و خصم جبال آتش حائل شدے تا احتیاج بمقاتلہ نیفتادے کہ نزد افراد رجال محبوب تر از احمال و اثقال است سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحل اقامت در دیار انبار انداختہ ہواے آن موضع سازگار نیامد و حمی درمیان لشکر شیوع یافت حضرت فاروق اعظمؓ را ازان حال خبر داد آنحضرتؓ پیغام فرستاد کہ زمین پر گیاہ کہ لایق و مناسب لشکرگاہ تواند بود پیدا سازد و بعد از تفحص و تجسس قرعہ اختیار بر موضع کوفہ اُفتاد۔

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس مقام پر تردد فرمایا اور حضرت فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت چاہی کہ اُس جگہ تعمیر عمارت مین مشغول ہون
مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت نہ دی - پھر اجازت چاہی
کہ اگر مصلحت ہو تو نئے کے مکانات اہل فوج کی آسائش کے لئے بنالئے جائین
یہ التماس قبول ہوگئی اور مکان تیار بھی ہوگئے مگر اتفاق وقت اُس مین آگ
لگ گئی اور اسّی دلہنین ماہ پیکر اُس مین جل کر خاکستر ہوگئین - اس واقعہ کو
سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حضور مین عرض کیا اور پھر اجازت بنا رمکان طلب کی دربار خلافت سے
فرمان صادر ہوا کہ مکان تعمیر کئے جائین مگر شرط یہ ہے کہ ہر شخص تین مکانون سے
زیادہ تعمیر نہ کرے اور طریق سنت کو فروگذاشت نہ کرے تو سبب دوام دولت اور
موجب زیادتی عظمت و اقبال ہو - مسلمانون نے نہایت رغبت سے شہرون کی
تعمیر کی طرح ڈالی اور عمارت کے شغل مین مشغول ہوئے اور اسی حال مین
عتبہ بن غزوان خلیفہ کے اشارہ سے بصرہ کی تعمیر مین مصروف ہوا اور تھوڑی
مدت مین یہ دونون شہر بنکر تیار ہوگئے اور سال اٹھارہ ہجری مین جلولا فتح ہوا
اور اسی سال مین فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا
علی کرم اللہ وجہہٗ کے مشورے سے تاریخ ہجری قائم کرکے اشتباہ سنین اسلام
درمیان سے اُٹھا دیا اب اہل اسلام مین ہجری سنہ قائم ہوگیا -

ذکر محاربۂ نہاوند و غلبۂ عرب بر عجم بعنایت حضرت خداوند

اہل تاریخ تحریر فرماتے ہین کہ جب واقعۂ جلولا پیش آیا اور شہریار دیار عراقِ
عرب و عجم یزدجرد بن شہریار نے کسی مقام پر اپنے قیام کا موقع نہ دیکھا تو خواص
اور مقربانِ چند کو ہمراہ لیکر غازیانِ اسلام کے خوف سے وہان سے بھاگا اور

مملکت رے مین پہنچا اور چند روز وہان قیام کیا اور مشقت سفر سے آسودہ ہوا
اسی حالت مین ابو موسیٰ اشعری حضرت امیر المومنین فاروق اعظمؓ کے حکم سے
لشکر کو لیکر خوزستان کی طرف روانہ ہوئے اور اس بلاد کو مشرکون کے وجود
سے پاک وصاف کر دیا اور ہرمز جو وہان کا والی تھا اُس کو قید کر کے مدینۂ طیبہ کو
روانہ کیا جیسا کہ کتب تواریخ مین بتفصیل تمام اس کا ذکر ہے۔ جب یہ خبر
فتح لشکر اسلام کی یزد جرد کو پہنچی تو اُس نے یہ بات سمجھ لی کہ عرب اُس کے تمام
ملک پر غلبہ اور فتح حاصل کرلین گے لہذا اُس نے والیان اصفہان۔ و قم۔ و
کاشان۔ و طبرستان۔ و قومس و دامغان وغیرہم کے پاس نامے روانہ کئے
کہ ہمارے دشمن ہم پر غالب آگئے ہین اور ہم کو ہمارے آبا و اجداد کی تخت گاہ
سے جدا کر دیا ہے اور اُن مکانون پر قبضے کئے ہوئے بیٹھے ہین چونکہ اُن کا
دفع کرنا تمھارے ہر چھوٹے بڑے پر فرض ہے لہذا مردمان نواحی نہاوند کی ایک
فوج جرار مرتب کر کے فیروزان کہ ملوک جبال سے مستقل والی ہے اُس کے
نشان کے نیچے جمع ہون مین نے اُس کو سب لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے۔

اُس ملک کے جمیع حکمرانون نے یزد جرد کے اس فرمان سے رضامندی ظاہر
کی اور جنگ کی تیاری کر دی اور تھوڑی مدت مین ڈیڑھ لاکھ فوج کفار کی جمع ہو گئی
فیروزان کہ شجاعت وکیاست مین بہت مشہور تھا وہ ہمہ تن مصروف تہیہ جنگ تھا
جب اس فوج کی جمعیت کا آوازہ زبان زد خاص وعام ہوا تو عمار یاسر نے کہ
سعد بن ابی وقاص کے بعد امارت کوفہ پر اختصاص حاصل کیا تھا۔ حضرت
امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فوج کفار کی تیاری سے
مطلع کیا اور مدد چاہی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرستادہ عمار بن یاسر سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا کہ قریب بن ظفر

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے فرمایا کہ ضرور فتح ونصرت اللہ تعالیٰ شانہ
کی طرف سے حاصل ہو گی بعد اس کے مکتوب یاسر کا امیر المومنین عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہاتھ مین لیکر منبر پر بیٹھے اور اُس خط کو پڑھ کر قوم کو سنایا اور فرمایا
کہ اے معشر عرب حضرت ذوالجلال والاکرام نے تم کو اسلام کے قبول کرنے کی
توفیق عطا فرمائی پھر تم کو اعدار دین پر مظفر اور منصور فرمایا اور تمھاری دولت کے
عَلَم کو بلند کیا۔ اب عمار کی تحریر سے ثابت ہوا کہ اہل عجم نے لشکر عظیم جمع کیا ہے
اور تمھارے بھائیون سے جنگ کرنے کا خیال ہے اور اُن کا ارادہ ہے کہ
کوفہ اور بصرہ مین پہنچ جائین اور اُس کو فتح کرلین اگر وہ اپنے اس ارادہ مین
کامیابی حاصل کرلین گے تو پھر حرمین شریفین کا رخ کرین گے۔ تمھاری رائے
اس امر مین کیا ہے اور اس شر کو دفع کرنے کے لئے تم لوگون مین سے کون
بہادر کھڑا ہوتا ہے۔ زمرہ صحابہ واشراف قوم مین سے پہلے جس شخص نے
کلام کیا وہ طلحہ بن عبداللہ تھے اُنھون نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی رائے صائب اور فکر ثاقب کی تعریف وتوصیف کی اور اپنی فرمان برداری
کا اقرار کیا اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے
کہ افواج یمن اور شام کو حاضری کا حکم دیجئے اور خود جملہ افواج اسلام کے ساتھ
نہاوند کا قصد فرمایئے ہم حاضر ہین جانبازی وسرفروشی کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی
نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ طلب کیا کہ یا اباالحسن
آپ کی رائے اس معاملہ مین کیا ہے۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ
اگر ساکنان ولایت شام سب کے سب ولایت شام سے باہر آجائین تو ممکن ہے
کہ رومیون کا سلسلہ طمع حرکت مین آئے اور اُس مملکت مین داخل ہون اور

اگر اہلِ یمن بھی تمام تر اپنے مرکز کو خالی کر دین تو بے باکانِ حبشہ بسہولت تصرف اُس ملک کا خیال مین لائین اور اگر بہ نفس نفیس آپ اُس معرکہ مین شریک ہون اور عجم کو یہ بات معلوم ہو تو وہ یہ خیال کرین گے کہ اگر عرب کی قوت کو ہم نے توڑا تو سب دغدغون سے رہائی پائی لاجرم وہ سخت کوشش کرین گے۔ اس صورت مین معاذ اللہ اگر ہماری قوت کو چشم زخم پہنچا تو پھر تدارک اس کا مشکل ہوگا۔ عہد رسول اللہ سے اس وقت تک ہم لوگون نے اللہ تعالیٰ شانہ کی عنایت پر بھروسہ کرکے کام کیا ہے اسی پر قائم رہین آپ مدینہ سے حرکت نہ فرمائین اور یہان سے اللہ تعالیٰ شانہ پر توکل کرکے اُس فوج کو مدد روانہ کرتے جائین اور وہان کی افسری کسی ایسے شخص کے اختیار مین دیجیے کہ جو دانشمند اللہ تعالیٰ شانہ سے ڈرتا ہو اور معاملات ملکی مین بھی ماہر ہو اور قواعد جنگ سے بھی خبردار ہو اگر صورت ظفر آئینہ مطلوب مین جلوہ گر ہو فہو المراد اور اگر اس کے عکس ہو تو جب آپ مسند خلافت پر رونق افروز ہین تو اُس کا بدل ہو سکتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واللہ سخن حق یہ ہے جو یا علی آپ نے فرمایا اور حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اس کی تائید فرمائی۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین سے اس کام کے لئے کس صحابی کا انتخاب فرماتے ہین۔ آپ نے ارشاد کیا کہ نعمان بن مقرن المزنی اس کام کے واسطے لائق تر ہے حضرت فاروق اعظم اور جملہ مہاجر و انصار نے آپ کے اس انتخاب کو پسند کیا اور حضرت ولایت مآب کی تعریف و توصیف کی۔ یہ حضرت جن کا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتخاب فرمایا ہے اصحاب رسول اللہ مین سے تھے

بعد استخارہ و استشارہ خلیفہ رسول اللہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور سے منشور امارت فوج ان کو عطا کیا گیا اور زبانی ارشاد ہوا کہ منصب ضبط غنایم نہاوند مین نے تم کو دیا تم کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ سے ڈر کر اُس مین کام کرنا اور کسی کی رعایت نہ کرنا ہر شخص کو حصہ کے موافق تقسیم کرنا اور جو مال کہ اللہ تعالیٰ شانہ تم کو عنایت فرمائے اُس مین اہل استحقاق کا خیال رکھنا اور اگر عیاذ باللہ کچھ چشم زخم پہنچے اور تو زندہ رہے تو پھر میرے سامنے نہ آئیو کہ تجھے دیکھ کر مجھے پاک لوگون کی جانون کے تلف ہونے کا رنج ہو پھر آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر نعمان بن مقرن شہید ہوجائے تو حذیفۃ الیمانی امیر لشکر ہو اور اگر اُس کو آسیب پہنچے تو جریر عبد اللہ البجلی اُس کے منصب کو لے اور بعد اُس کے جریرۃ بن مغیرہ بن شعبہ امیر لشکر ہو اور اگر وہ بھی شہید ہو تو اشعث بن قیس کندی کو سرداری اُس کی ملے اور نعمان بن مقرن کو پیغام بھیجا کہ عمرو بن معدی کرب اور طلحہ بن خویلد کو اس سفر مین اپنے ہمراہ رکھنا اور امور حرب مین ان سے مشورہ کرنا جب اطراف و جوانب سے فوجین جمع ہوئین تو تیس ہزار جوان شمار مین آئے اور نعمان اُس سپاہ جرار کو لیکر نہاوند کو روانہ ہوئے۔

جب فیروزان سپہ سالار شاہ فارس اس لشکر کی روانگی سے آگاہ ہوا تو اُس نے خندق یعنی کھائی کھودنے کا حکم دیا اور قلعہ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور نعمان بن مقرن وہان پہنچے تو لشکر فارس سے آدھے فرسخ کے فاصلے پر ٹھیرے اور دو مہینے تک صرف فریقین سے تیر اندازی ہی رہی فیروزان محاصرے سے تنگ آگیا تو مسلمانون کے لشکر سے صلح کی گفتگو کرنے کو ایک آدمی کو طلب کیا نعمان بن مغیرہ بن شعبہ اس کام کے واسطے وہان بھیجے گئے بہت دیر تک اس معاملہ مین گفتگو رہی مگر کچھ اُس کا اثر نہ ہوا آخر کو اُس نے کہا کہ تم پھر جاؤ

مین چارشنبہ کے روز خندق سے باہر آکر تم سے جنگ کرون گا اور چارشنبہ کے روز
جنگ ہوئی اور سخت جنگ ہوئی اور پنجشنبہ کو بھی جنگ ہوئی اور جمعہ کے دن
باوجودے کہ نعمان بن مقرن شہید ہوئے مگر لشکر اسلام غالب آیا۔
ابوحنیفہ دینوری کہ جس کے قول پر اعتماد ہے اپنی تاریخ مین تحریر کرتا ہے
کہ نعمان بن مقرن بعد قطع منازل وطی مراحل نہاوند مین پہنچے اور مقام کیا اور
سپاہ عجم بمعاونت مردان شاہ بن بابر بقوت تمام لشکر منصور کی طرف متوجہ ہوا
اور فرودگاہ لشکر اسلام کے قریب ٹھیرا اور اپنے لشکر کے گرداگرد خندق کھودی
اور دونون طرف کے سپاہی مدت تک بیٹھے رہے۔فارسی خندق سے باہر نہ آتے
تھے کہ مہم جنگ کا فیصلہ ہوتا۔
نعمان بن مقرن سپہ سالار لشکر اسلام نے اس بات سے عاجز
ہوکر عمرو بن معدی کرب اور طلحہ بن خویلد سے مشورہ کیا اور سپاہ عجم روز بروز زیادہ
ہوتی جاتی تھی اور اُن کو مدد بھی پہنچتی تھی باوجود اس کے وہ اپنی جگہ سے حرکت
نہ کرتے تھے یہ لوگ اپنی ولایت مین آرام سے خندق نشین تھے اور اہل اسلام
دوسرے ملک مین مسافرت کی حالت مین ہر طرح کی تکلیف تھی۔آپس مین مشورہ
کیا کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے کہ بر سبیل شہرت یہ بات مشہور کردینی چاہیئے کہ فاروق اعظم
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دنیا کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ شانہ سے مل گئے
جب یہ خبر مخالفان سُن لین تو اپنے وطن کی طرف کوچ کرین جب وہ خندق سے
نکل کر ہمارا تعاقب کرتے ہوئے دور تک آجائین تو پلٹ کر اُن سے جنگ شروع
کردین۔چنانچہ اہل اسلام روانہ ہوئے اور فوج عجم نے اُن کا تعاقب کیا جب
وہ موقع پر آگئے جنگ شروع کردی اُس روز بڑی سخت جنگ ہوئی صبح کے وقت
کہ روز چہارشنبہ تھا معارف عجم اور صنادید عرب نے لشکر کی صفین آراستہ کین

اور دلیرانِ لشکر اور گُردانِ ہردو کشور مانند بحرِ اخضر جوش مین آگئے تا شب آسیاے جنگ گردش مین رہی جوے خون آبِ روان کی طرح جاری تھی جب رات کی تاریکی زیادہ ہوئی تو دونون فریق آرام کرنے کے لئے جدا ہوگئے۔ پنجشنبہ کے روز کی جنگ چارشنبہ کے روز سے زیادہ سخت تھی ابطالِ عرب نے افیالِ عجم کو نیزہ و شمشیر سے زخمی کرکے گرادیا۔

الغرض جمعہ کی صبح کو نعمان بن مقرن نے لباس سفید پہنا اور اسپِ اشہب پر سوار ہوکر لشکرِ خدا کی صفین درست کین اور انتظار اُس ساعت کا کیا جس ساعت مین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مقاتلہ فرماتے تھے۔ نعمان بن مقرن نے فوج کو مطلع کردیا کہ جب مین اوّل تکبیر کہون تو اپنی کمرین مضبوط باندھ لینا اور دوسری تکبیر مین گھوڑون کا تنگ کس لینا اور تیسری تکبیر مین نیزے کو دشمن کے سینہ کے سامنے کرلینا اور تیغ نیام سے باہر کرلینا اور دشمنون کے قتل کرنا شروع کردینا۔

اور کتاب مستقصی مین ہے کہ نعمان اُس جنگ کے وقت کہتے تھے کہ اے اللہ کے شیرو لڑو جنت تمھارے سامنے ہے اور حورانِ جنت تمھارا انتظار کررہی ہین اور کہتے تھے عالمِ غیب سے ایسا میرے دل پر گذرتا ہے کہ آج مین جامِ شربتِ شہادت نوش کرون گا اور حضرت سید کائنات کی زیارت سے مشرف ہون گا بعد میرے حذیفۃ الیمانی امیر ہو اور بعد اُس کے جریر بن عبداللہ البجلی اور بعد اُس کے مغیرہ بن شعبہ۔

روایت ہے کہ جب آوازِ تکبیرِ سوم نعمان کی گوشِ لشکرِ خدا مین پہنچی تو مخالفانِ دین پر حملہ شروع ہوگیا اسی حملہ مین ایک تیر نعمان بن مقرن کے گلے پر لگا اور وہ شہید ہوگئے اور روح اُن کی حظایرِ قدس مین پہنچی اُن کے برادر سوید بن مقرن

نے اُن کی نعش فوراً اُن کے خیمہ مین پہنچادی اور خود اُن کے کپڑے پہن کر اور
اُن کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ مین آگئے اور اُن کی شہادت سے
کوئی آگاہ نہ ہوا اور بدنظمی لشکر اسلام مین نہ ہوئی اور سردار فارس جس کا نام
نوش جان تھا فیل جنگی پر جو زیورات سے آراستہ تھا سوار ہو کر میدان جنگ مین
آیا عمرو بن معدی کرب نے قصد اُس فیل کا کیا اور اپنے چچازاد بھائیون سے
کہا کہ مین اس فیل پر حملہ کرتا ہون اگر مین تیغ سے اس کی خرطوم تراش لون
تو فبہا اور اگر دشمن مجھ کو گھیر لین تو تم میری مدد کرنا یہ وصیت کر کے اُس ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوئے۔ نوش جان نام پہلوانِ فارس نے ان پر تیر چلائے
جس سے یہ زخمی ہوئے مگر موقع پاکر عمرو نے اپنی تلوار سے ہاتھی کی خرطوم
تراش لی ہاتھی نے مُنہ پھیرا اور چند قدم چل کر گر پڑا اور مر گیا اور مسلمانون نے
وہان پہنچکر نوش جان کا کام تمام کیا اور جریر بن عبد اللہ اور طلحہ بن خویلد الاسدی
نے فوج کو جہاد کی بڑی فصاحت کے ساتھ ترغیب اور تحریص کی تا ہم جنگ کا
فیصلہ کرین۔ اسی اثنا مین عمرو بن معدی کرب نے اپنے یارون سے کہا کہ
میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آج مین بھی شہید ہو جاؤن گا اور ان دونون جنگ آور
فرقون مین سے فرقہِ ناجیہ اہل اسلام فتحمند ہوگا اور مین اللہ کی راہ مین اپنی
جانِ عزیز نثار کرون گا اور اپنا توشۂ آخرت تیار کر لون گا اور اپنے مقر اصلی کو
روانہ ہو جاؤن گا۔ عمرو کے کلمات رقت آمیز نے اُن کے احباب کا دل دردمند
کر دیا۔ عمرو پیادہ ہوئے اور اپنے گھوڑے کا تنگ کسا اور اُس پر سوار ہوئے
اور تلوار میان سے نکالی اور اُسے بہادرانہ طریقے سے جنبش دی اور اُس وقت
اور اُس مقام کے موافق کچھ شعر پڑھے اور باآواز بلند تکبیر کہی اور دشمن کی طرف
حملہ کیا سواران بنی مدحج اُن کے اس حملہ مین شریک ہوئے دونون لشکرون کے

جنگ آورون نے اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اسی کوشش مین عمرو کا اسپ ٹھوکر کھاکر گرا عمرو بھی سر کے بل زمین پر گرے۔ جب وہ شیر دل گرا تو اُس کا گھوڑا وحشت کر کے بھاگا پرخاش جویانِ فارس اُس کے گرد اگرد صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اور تیرون کا مینہ اُن پر برسا دیا جب عمرو اُن دشمنون کی طرف متوجہ ہوئے اور حملہ کیا تو تلوار اُن کی ٹوٹ گئی تو دوسری شمشیر جس کا نام ذی النون تھا اُسے نیام سے کھینچا اور ایسی جنگ کی کہ اُس مین بھی دندانے پڑ گئے۔ آخر الامر مخالفون مین سے بہرام نام ایک شخص تھا اُسکی تیغ کے وار سے عمرو شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر تو اہلِ اسلام نے ایسے جان توڑ حملے پے درپے کئے کہ سپاہ فارس کے قدم اُٹھ گئے اور جماعت کثیر اُن مین سے قتل ہوئی اسی ہزار کافر شمار مین آئے فیروزان اپنے خواصون مین سے چار ہزار فوج لیکر بھاگا اور ایک پہاڑ پر جاکر پناہ لی۔ قعقاع بن عمرو ہزار مرد صف شکن سے اُن لوگون کے تعاقب مین روانہ ہوا اور اُن لوگون کو قتل کیا اور غنیمت بے شمار ہاتھ آئی۔ سائب بن اقرع محاسب لشکر اسلام نے بعد وضع خمس ہر سوار کو چھ ہزار درہم اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم تقسیم کئے۔

رواتِ اخبار کہتے ہین کہ تخارجان کہ منجملہ عظامِ اہل فارس کا تھا اور خسرو پرویز کے نزدیک منزلت رکھتا تھا اور خاتون اُس کی اُس وقت کی عورتون مین نہایت خوبصورت تھی اور سیستان مین قیام رکھتا تھا اور خسرو پرویز کو اُس عورت کے ساتھ تعلق بیحد تھا۔ تخارجان کو یہ بات معلوم ہوئی تو اپنی زوجہ سے کنارا کیا کسریٰ کو اس بات سے اطلاع ہوئی اور اُس سے کہا کہ تو خوشگوار چشمہ کا مالک ہے اور اُس کا پانی نہین پیتا تخارجان نے کہا کہ

اے بادشاہ مین اُس چشمہ کا پانی پیتا ہون لیکن ایک روز اُس چشمہ کے گرد
ایک شیر کو دیکھا اُس کا خوف مجھ پر بہت غالب ہوا پھر مجھ سے اُس چشمہ پر
جایا نہ گیا۔ پرویز اُس کے اس پر معنی جواب پر بہت خوش ہوا اور اپنے قصر
مین آیا اور سب زیورات کہ تین ہزار بیبیون کا جواہر نگار تھا تخارجان کی زوجہ
کو بخشا اور ایک تاج مکلل بہ جواہر و یواقیت اور دُرر اُس کے شوہر کو دیا
جب جنگ قادسیہ مین تخارجان قتل ہوا تو اُس کی اولاد کو وہ تاج پہنچا تو اُس
تاج گرانمایہ اور جواہر قیمتی کو نہاوند کے ایک قریہ مین مناسب جگہ دیکھکر دفن کردیا
جب متصرفانِ وحلی و تاج قتل ہوئے تو ایک شخص جو اس حال سے واقف تھا
سائب بن اقرع محاسب لشکر اسلام کے پاس آیا اور کہا کہ اگر میرے جان و مال
اور آل و اولاد کو امان دیجئے تو آپ کو مین ایسے خزانے کا نشان دون کہ
جس کی قیمت کوئی نہ دے سکے۔ سائب نے کہا کہ اگر تو اپنے قول مین سچا ہے
تو تجھے امان ہے اُس شخص کی راہ نمائی سے سائب کے معتمدون نے وہ تاج
اور زیورات نکالے۔

حدیقۃ الیمانی والا اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ امیر لشکر اسلام نے خمس غنایم
اور وہ زیورات مرصع بجواہر اور تاج بے بہا جس مین لشکریانِ اہل اسلام کا قانون
شرع کے موافق کچھ حق نہ تھا سائب کے ساتھ مدینہ طیبہ حضرت فاروق اعظم
عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور مین روانہ کیا۔ جب حضرت خلیفہ رسول اللہ
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے صورت حال مشاہدہ فرمائی سجدات
شکرانہ پروردگار تعالی شانہ بجالائے اور کہا کہ حذیفہ چاہتا ہے کہ یہ دو اشیاے
بے بہا بھیجکر مجھے فتنہ مین ڈالے ان کو کوفہ مین لے جاؤ اور فروخت کر ڈالو اور
ان کی قیمت کو خمس کے نکالنے کے بعد فوج اسلام پر تقسیم کرو۔

اے یا انصاف بھائیو حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی للٰہیت کو ملاحظہ فرمایا اب بھی اگر کسی کو اُن کی حقانیت مین شک ہے تو ہم تو کسی کو بُرا نہین کہتے خدا جانے اور وہ جانے ؎

چراغ مسجد و محراب و ممبر	ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

الغرض سائب آپ کے ارشاد کے موافق اُن دونون اشیاے گران بہا کو کوفہ مین لے گئے اور عمرو مخذومی کے ہاتھ دو ہزار درہم کو کوڑیون کے مول بیچ ڈالا اور فوج اسلام پر تقسیم کردیا۔

اہل اسلام اس فتح نہاوند کو فتح الفتوح کہتے ہین اس لئے کہ بعد اس فتح کے عجم کو اتنی فوج نصیب نہ ہوئی اور اُن کا زور بالکل ٹوٹ گیا۔

جب یزدجرد شہریار عجم کو اس لشکر کی شکست اور قتل فیروزان پر اطلاع ہوئی تو متحیر اور سراسیمہ ہوگیا اور اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ملک رے سے خراسان کو چلا جائے اسی اثنا مین حاکم طبرستان بہت سے ہدیہ اور تحفے لیکر اُس کے پاس پہنچا اور کہا کہ جہان مین ہون وہ جگہ بہت محفوظ اور مستحکم قلعجات سے گھری ہوئی ہے اور اُس سرزمین مین دلیر اور بہادر جوان بکثرت ہین آپ وہان تشریف لے چلین وہان کے سب لوگ جان نثاری کے لئے حاضر ہین اور مین بھی جان و مال آپ پر تصدق کرنے کو موجود ہون۔ یزدجرد نے اُس کی عرض قبول نہ کی اور بعد استخارہ و استشارہ ممالک نیمروز کی طرف رخ کیا اور سجستان مین قیام کیا اور وہان سے طوس کی طرف روانہ ہوا کہ اُس قلعہ مین قیام کرے قلعہ دار طوس نے اُس کے لئے بہت ہدایا اور تحفے روانہ کئے مگر قلعہ مین جگہ دینے سے معذرت کی یزدجرد اُس مقام سے محروم و مایوس پھرا اور مرو کو روانہ ہوا اور اُس بلدہ فاخرہ مین مہم اُس کی تمام ہوئی اور تفصیل اس کی زمانہ خلافت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین لکھی جاے گی انشاء اللہ تعالیٰ
زمانہ خلافت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوچکا اب آپ کی
شہادت کے واقعات ہین اہل اسلام اور اللہ تعالیٰ شانہ کے سچے بندون کے
لئے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس سے زیادہ
دردناک واقعہ یا آپ کی شہادت ہے یا شہادت حسین علیہ السلام ہے۔ شہادت
حسین سے تو اُس وقت کے مسلمانون کی آنکھون سے تصویر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لے لی گئی اور آپ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی شہادت سے ہمیشہ کے لئے ترقی اسلام بند ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ذکر شہادت حضرت خلیفہ دوم امیر المومنین فاروق اعظم عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسماے فتوحات خلافت فاروقی

فتح دمشق[1] و فحل[2] و بعلبک[3] و حمص[4] و حلب[5] و قزاین[6] و واقعہ یرموک[7] و
فتح[8] ایلیا[9] و قیاصرہ[10] و مصر[11] و اسکندریہ[12] و حیرہ[13] و مداین[14] و نہاوند[15] و دینور[16] و اصفہان[17]
و ری[18] و تومس[19] و طبرستان[20] و اہواز[21] و خدرستان[22] و کرمان[23] تا حد و مکران[24] و
اصطخر[25] و فارس[26] و دیگر امصار و بلدان جو حضرات اس مقام کو دیکھین یہ ملاحظہ
فرمائین کہ ایک شہر کے فتح کرنے مین کس قدر دقتین پیش آتی ہین اور برابر کی قوت
والی ہے تو فتح غیر ممکن ہی سمجھی جاتی ہے اور جہان فاتح کمزور اور مفتوح زور آور ہو
تو سمجھ لینا چاہیے کہ کمزور فاتح کو کن مشکلات کا سامنا ہوا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ شانہ کا
شکر ہے حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس برس کی خلافت مین

اتنے شہر فتح کئے اور تمام دنیا کو اہل اسلام سے بھر دیا اہل انصاف تعصب کو چھوڑکر ان کارنامون پر نظر فرمائین۔

علمائے اخبار فرماتے ہین کہ اواخر ایام حیات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین کعب الاحبار نے حضرت فاروق اعظم سے کہا کہ سفر آخرت کی تیاری کیجئے اور مراسم وصیت ادا فرمایئے کہ اب آپ کی عمر کے دو تین ہی دن باقی رہ گئے ہین جب آپ نے کعب احبار سے یہ بات سُنی تو اپنے قوائے جسمانی پر نظر فرمائی اُن مین کچھ ضعف کے آثار نہین پائے۔ کلمات کعب سے متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ بات تم کو کیونکر معلوم ہوئی۔ کعب نے کہا کہ توریت سے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرا ذکر تورات مین ہے۔ کعب نے کہا کہ بے شک بعضے صفات و اعمال آپ کے اُس کتاب مین ہین۔ اُسی عرصہ مین مغیرہ بن شعبہ کا غلام فیروز نام اور اُس کو ابو لولو بھی کہتے تھے اور وہ نصاریٰ کے مذہب پر تھا اُس نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرا مالک ہر روز مجھ سے میلغے کذاف مانگتا ہے اس سبب سے مجھ پر محنت پڑی ہے آپ اُنہین حکم دین کہ جو مجھ پر مقرر کیا ہے اُس مین کچھ تخفیف کرین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تو کیا کیا کام جانتا ہے اُس نے کہا کہ مین نجار اور نقاش اور آہنگر ہون حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جتنا تجھ سے مغیرہ طلب کرتا ہے ان کامون پر تو وہ زیادہ نہین ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابو لولو مین نے سنا ہے کہ تو ہوا چکی بنانا جانتا ہے اگر تو میرے لئے وہ بنادے تو بیت المال کا آٹا اُس مین پسا کرے تو بہت اچھی بات ہو۔ ابو لولو نے غصہ مین آکر کہا کہ مین آپ کے واسطے ایسی آسیا بادی بناتا ہون کہ مشرق و مغرب مین ذکر اُس کا رہے گا۔ جب وہ آپ کے سامنے سے

چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس غلام نے میرے قتل کا اشارہ کیا ہے اور اُس نے آپ کے قتل کا پورا ارادہ کر لیا۔

صبح کے وقت جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز صبح مین مشغول تھے اور امامت فرما رہے تھے یہ ابو لولو ملعون خنجر لیکر آپ کی طرف دوڑا۔ چند زخم خنجر کے آپ کے جسم مبارک پر مارے۔ اُن زخمون مین سے ایک زخم ناف کے نیچے تھا اور وہ بہت کاری تھا جب لوگ حضرت فاروق اعظمؓ کو اُٹھاکر گھر مین لائے تو حارث بن کلدہ طبیب کو بلایا کہ معلوم کرین کہ وہ زخم مرہم پذیر ہین یا نہین۔ حارث آیا اور اُس نے تھوڑا دودھ پلایا وہ خون سے ملا ہوا زخم سے نکلا۔ حارث زندگی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مایوس ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنین جو کچھ وصیت آپ کو کرنی ہو وہ کیجیے یہ زخم بہت کاری ہے اس سے صحت ممکن نہین۔

فائدہ۔ بہادر لوگ اکثر ایسے ہی ناکس لوگون کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہین۔ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحشی غلام نے شہید کیا۔ اور حضرت امیر المومنین علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن ملجم مردود نے شہید کیا اور حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مغیرہ کے غلام ابو لولو نے شہید کیا حضرت حسین علیہ السلام کو بھی ایک ناکس ترین قوم نے شہید کیا ؎

رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا	مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

اسی اثنا مین کعب اخبار حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے سامنے دو بیتین پڑھین جن کا ترجمہ یہ ہے

اخبار کرد کعب کہ از عمرت اے عمرؓ	سہ روز باقی است دران نیست اشتباہ
واللہ کہ نیست خوف من از انقراض عمر	لیکن حذر ہمی کنم از کثرت گناہ

بعد اس کے آپ نے عبداللہ سے کہا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس
جا اور مجھے امیرالمومنین مت کہیو کہ آج کے روز مین اہل اسلام کا امیر نہین ہون
بلکہ یون کہیو کہ عمرؓ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اجازت طلب کی ہے کہ اپنے
دونون صاحبون کے پہلو مین دفن ہو آپ کے فرزند عبداللہ نے آپ کے حکم کی
تعمیل کی۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اجازت دیدی اور فاروق اعظم
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد
ام المومنین سے دوسری بار پھر اجازت طلب کیجیو اگر اجازت ہو تو فبہا وگرنہ مسلمانون
کے مقابر مین دفن کر دینا۔

اسی وقت مہاجر و انصار کے ایک گروہ نے عرض کی کہ جو شخص کہ شائستہ
امر خطیر خلافت ہو اُس کو نامزد کیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بار گران کو اپنے ایام
حیات مین مین نے اُٹھایا اب بعد ممات مین کیونکر اُٹھا سکتا ہون اگر کسی
شخص کو مین نے نامزد کیا تو ہو سکتا ہے وہ مجھ سے بہتر ہو یعنی ابوبکر نے استخلاف
کیا اور اگر کسی کو نامزد نہ کرون تو یہ بھی جائز ہے اس واسطے کہ رسول اللہ نے
کسی کو نامزد نہین کیا بےشبہ عنان خلافت رسول اللہ نے کسی ایک کے ہاتھ
مین نہ دی تو جو لوگ آپ کے سامنے تھے اُن مین سے ایک گروہ نے کہا کہ ہم
سب اس بات پر رضامند ہین کہ آپ کے فرزند حمیدہ خصال عبداللہ خلیفہ ہون
آپ نے فرمایا کہ مین اس بات کو پسند نہین کرتا کہ آل عمر مین سے کوئی شخص
اس بار گران کو اُٹھا لے۔

اے خدا کے بندو دیکھتے ہو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی للہیت حضرت
صدیقہؓ کے حضور مین اپنے فرزند کو منع کر دیا کہ مجھے امیرالمومنین نہ کہنا اس لئے کہ
اب مین امامت کا کام کرنے کے قابل نہین۔ اور اب اپنی اولاد کے انتخاب کے

وقت بھی رضامند نہ ہوئے انکار کردیا یہ دین و دنیا کی بادشاہی تھی ؎

کس نمی خواہد کہ از من بہ شود	لیک می خواہد پدر فرزند را

جماعت صحابہ مین سے ایک شخص نے بہت مبالغہ کیا کہ آپ اپنے فرزند عبداللہ کو خلافت کے لئے نامزد کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو نہ عبداللہ پر مرحمت ہے نہ امت رسول اللہ پر شفقت۔ مین کیونکر مہام امر اسلام ایسے شخص کے ہاتھ مین دون کہ جو اپنی زوجہ کی طلاق کے مسئلہ سے بھی واقف نہین اُس کی اَور بڑے بڑے مسئلون پر کیا نظر ہوگی۔ یہ سخن آپ نے اس بنا پر کہا تھا کہ عبداللہ ابن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ حیات مین اپنی زوجہ کو ایام حیض مین طلاق دی تھی آپ کو اس واقعہ کی جب خبر ہوئی تو آپ نے عبداللہ ابن عمرؓ سے فرمایا کہ مراجعت کر اور اگر طلاق ہی دینا چاہتا ہے تو ایام طہر مین طلاق دیجیو۔ یہ واقعہ عبداللہ ابن عمرؓ کے شباب کا ہے اُس وقت علم آپ کا بے شک کم تھا اور اپنی آخر عمر مین تو بڑے فقیہ تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شائستۂ منصب خلافت چھ آدمی ہین جن کے واسطے دخول جنت کی بشارت ہے اُن کے نام یہ ہین۔ اوّل حضرت علیؓ دیگر حضرت عثمانؓ سوم سعدؓ بن ابی وقاص بن عبداللہ چوتھے زبیرؓ پانچوین عبدالرحمٰن بن عوف چھٹے طلحہؓ۔ چاہیئے کہ میرے انتقال کے تین روز کے بعد اصحاب ان چھ شخصون مین سے کسی کو چن لین۔

روایت ہے اہل تاریخ کی کہ بعض مسلمانون نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتین سُنکر زبان طعن دراز کی اور یہ خبرین آپ تک پہنچین اور آپ کو ناگوار ہوئین۔

فضائل اصحابؓ رسولؐ اللہ

جن کا انتخاب حضرت عمرؓ نے خود فرمایا تھا جن کے جنتی ہونے کی بشارت ہے، مین چاہتا ہون کہ صاحب روضۃ الصفا کی عبارت اُن کی کتاب سے اس مقام پر بجنسہ درج کردون :-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود کہ از رسولؐ شنیدم کہ بر زبان معجز بیان گذرانید کہ در ہیچ موقفے از مواقفت نباشم کہ دست من در دست علیؓ بن ابی طالب نباشد۔

و آنحضرت نوبتے با من خطاب کردہ فرمود کہ عثمانؓ بن عفان نماز شب می گذارد و ملائک سموات سبع بروے درود میگویند گفتم کہ یا رسولؐ اللہ این چہ منقبت مخصوص بہ عثمانؓ است فرمود آرے او از پروردگار شرم میدارد کہ گناہے یا خطائے ازو صادر گردد۔

اما طلحہؓ بن عبداللہ آنست کہ در شبے از شبہاے سرد کہ حضرت مقدس نبوی قطع منازل میفرمود و رحل آن سرور ساقط گشت حضرت رسولؐ زبان بہ دعا کشادہ گفت خداوندا ہر کہ از راحلۂ خود فرود آید و راحلۂ رسولؐ ترا راست کند ازو چنان راضی شو کہ دیگر بروے غضب نہ فرمائی دران زمان دیدم کہ طلحہ فرود آمد و رحل رسولؐ را بحال اوّل باز برد۔ آن حضرتؐ باو فرمود اے طلحہؓ این جبرئیل است بر تو سلام می کند و می گوید کہ در قیامت ہیچ کربتے از کرب نباشد کہ من با تو نباشم۔

و زبیرؓ بن العوام روزے رسولؐ را دید کہ در خواب است و مگسان بر روے مبارک او جمع شدہ بود۔ تا بیدار شدن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم زبیر بہ مگس راندن اشتغال نمود۔ چون حضرت از خواب در آمدہ بر خدمت زبیر اطلاع

یافت گفت اے زبیر این جبریل است بر تو سلام می گوید و می گوید که یدان خدائے کہ محمدؐ را بنوت فرستاد که در روز قیامت راننده شرر آتش از رخسار تو من باشم۔

اما شرف عبدالرحمنؓ بن عوف آنکہ روزے حضرت رسالتؐ در حجرہ حضرت عائشہؓ نشستہ بود کہ فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ در آمدند و ہر دو جگر گوشہ بتولؓ از گرسنگی می گریستند و فاطمہؓ نیز از گریہ ایشان می گریست پیغمبرؐ چون آن حال مشاہدہ نمود فرمود کہ الٰہی حظ وافر روزی کن آن کس را کہ بہ فرزندان من طعام دہد در این اثنا کسے حلقہ بر در زد چون در کشادند عبدالرحمنؓ بن عوف را دیدند کہ طبقے طعام در دست داشت حضرت رسولؐ او را اذن دخول داد عبدالرحمنؓ گفت کہ یا رسول اللہ این ہدیہ است حضرتؐ فرمود کہ اے عبدالرحمنؓ جنت از برائے تو مہیا شدہ و خدائے تعالیٰ در دنیا بر تو برکت خواہد فرمود و ازان حضرت مقدس نبوی با فرزندان ہمہ سیر شدند۔

اما منقبت سعد در غزوہ احد حضرت رسولؐ تیر بدست او میداد و او بجانب کافران می انداخت۔ دران روز سیزدہ نوبت ازان سرور شنیدم کہ فرمود ارم یا سعد فداک امی و ابی۔

پس ہر کہ در بارہ این طائفہ بدگمان گردد ظلم بر نفس خود کردہ باشد

در بعضے از روایات آمدہ کہ جمعے از عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید کہ چرا یکے ازین شش کس را بہ خصوصیت بر سریر خلافت نمی نشانی آنحضرت نسبت بہر یک سخنے گفت و صفتے از وے بیان فرمود کہ قلم شکستہ زبان کمال ادب در نقل آن ندید

نقل است کہ چون مہم خلافت بہ شوری قرار یافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوطلحہ انصاری را گفت کہ اسلام بواسطہ سعادت شما عزیز و منیع گشت میباید کہ

بعدازین پنجاه مرد انصاری اختیار فرمائی و براصحاب شوری موکل باشی و ہیچ کس را تا بطلبند پیش ایشان نہ گذاری و آن جماعت را ترغیب تحریص نمائی کہ مہم خلافت را بسرعت ہرچہ تمام تر بہ یکے قرار دہند اگر یک کس یا دو کس یا پنج تن یا چہار تن مخالفت نمایند تیغ تیز را برارباب خلاف حکم سازی و اگر سہ نفر ازین شش نفر با سہ شخص ہم از ایشان مخالفت کنند جانب شخص را کہ یکے از انہا عبدالرحمن بن عوف باشد مرجح داری و باید کہ پسر من عبداللہ دران مجلس حاضر باشد اما در ہیچ امر دخل نکند۔ باید کہ اصحاب ستہ بعد من از سہ روز زیادہ در تعیین خلیفہ مہلت نیابند۔

گویند کہ چون عمرؓ شش سعادت مندراجہت شوری تعیین فرمود عباس رضی اللہ تعالی عنہ براین حال مطلع شد امیر المومنین علیؓ را از روے نصیحت گفت عقیدۂ من آنست کہ اگر خود را دراین امر معاف داری بہتر بود علی مرتضی جواب داد کہ من مکروہ میدارم خلاف سخن عمرؓ را۔ عباس گفت برین تقدیر خواہی دید انچہ مکروہ طبع تست چون ترجیح جانب عبدالرحمن بن عوف بسمع امیر المومنین علیؓ رسید یا عباس گفت کہ خلعت خلافت از ما مسلوب شد عباس پرسید کہ از کجا دانستی امیر فرمود کہ ہرگاہ عمرؓ گفتہ باشد کہ از سہ کس از شش کس بہ جانبے باشند و سہ کس دیگر بر جانبے۔ مسلمانان را باید کہ متابعت عبدالرحمن کنند و از صواب دید او تجاوز جائز ندارند و لا محال عبدالرحمن کہ داماد عثمان است بر مقتضاے طبیعت او عمل خواہند نمود و سعد بن ابی وقاص جانب عبدالرحمن کہ ابن عم اوست نامرعی نگذارد و بر تقدیر کہ طلحہ و زبیر با من موافقت نمایند دامن مقصود بدست نیاید۔ عباسؓ گفت اے علیؓ بارہا ترا نصیحت کردم نشنیدی در مرض موت رسولؐ گفتم کہ از وے بپرس کہ بعد از تو برتق و فتق امور و تنظیم

مصالح جمہور کہ پرداز د قبول نہ کردی چون آنحضرتؐ بجوار رحمت ایزدی پیوست
گفتم کہ اگر ہوس خلافت داری در طلب آن مسارعت نمائی سخن مرا بسمع رضا
اصغا نہ نمودی اکنون ترا ارشاد کردم کہ خود را در سلک اصحاب شوریٰ منتظم
نگردان بقولِ من عمل نہ نمودی اکنون مصلحتِ وقت و مقتضی ناموس آنست
کہ ہرگاہ کہ این امر بر تو عرض کنند زبان بہ قبول مکشائی مگر آنکہ باتفاق بر بیعت تو
اقدام نمایند۔

بصحت پیوستہ کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اواخر ذی حجہ سنہ ثلاث وعشرین بدار
بقا پیوست و مدت خلافت او بروایتے دہ سال وشش ماہ و چہار روز
بود و بعض چند روز کمتر نیز گفتہ اند وصہیب بن سنان رومی کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
در ایام ناتوانی بہ امامت قوم نصب فرمودہ بود بروے نماز گذارد۔

اقوال علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بر جنازہ عمر رضی اللہ عنہ

در کتاب سوافقۃ الصحابہ مذکور است کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سبحانہٗ
عمرؓ بعد از فوت و قبل از غسل او در آمدہ گفت اے عمرؓ خدائے عز و علا بر تو رحمت کناد
کہ من غیر از تو ہیچ کس را نمی دانم صحیفۂ اعمال موافق جریدۂ افعال او باشد تمنائے
آن دارم کہ ملاقات من با حضرت پروردگار مثل ملاقات تو باشد۔ وظن من آنست
کہ خدائے تعالیٰ ترا از حبیبؐ خویش وخلیل او یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جدا
نہ سازد زیرا کہ من بسیار از و شنیدم کہ می فرمود کہ من و ابوبکرؓ و عمرؓ چنین کردم و چنین
رفتیم و تو پیوستہ ثالث ایشان بودی۔ خدائے عز و علا ترا بیامرزاد۔ اے عمر خطاب
کہ بہ آیات بینات او عالم بودی و بغیر از او جلّ ذکرہ از ہیچ کس بیم نہ داشتی و امر او
تر و تو بہ غایت عظیم بود و در اجرائے حکم جانب ہیچ احدے ملاحظہ نہ فرمودے و بحق

جواد بودی و بباطل بخل می ورزیدی از دنیا فقیر بودی و بہ آخرت غنی۔
چون سریر عمرؓ برداشتند و بموجب وصیت بدر حجرۂ عائشہؓ آوردند و بار دگر رخصت خواشتند ام المومنین عائشہ صدیقہ فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ من از عطیۂ خود ہرگز رجوع نہ کردہ ام آنگاہ انگشتان خود مشبک کردہ دستہا بر سر نہاد و آواز برکشید کہ وا محمدؐ آہ ابوبکراہ دوست شما عمر بزیارت آمدہ رخصت دخول می طلبند یکبار فریاد از اہل مدینہ برخاستہ کہ زلزلہ در زمین و زمان افتاد۔ بعد ازان جسد مبارک اورا در پہلوے قبر ابوبکر مدفون ساختند۔
در حین فوت گماشتہ او بر مکہ نافع بن عبداللہ خزاعی بود و بر طائف سفیان بن عبداللہ ثقفی و بر بصرہ ابوموسیٰ اشعری و بر کوفہ مغیرہ بن شعبہ و بر مصر عمرو عاص و بر حمص عمرو بن سعد و بر دمشق معویہ بن ابوسفیان۔
وآنکہ بعض ارباب تواریخ گفتہ اند کہ عمرو عاص شبے از شبہائے شورے بہ امیر المومنین علی ملاقات کردہ اورا بفریقت تا خلافت بر عثمان قرار بگرفت نزد طائفہ علما را اخبار مردود و ضعیف است۔
مرتب اجزا گوید کہ وقوف بر اسمائے عفت انتما عمرؓ و عدد اولاد او و تفصیل مناقب و آثار او حوالہ بکتب مبسوط مغازی السیر است۔
الحمد للہ کہ خلافت حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ہو گئی **یا اللہ تیری ذات پاک ستار و غفار ہے** اور تو اپنے گنہگار بندون پر اُن کے مان باپ سے ستر حصتون سے زیادہ بلکہ ان سے بھی زیادہ مہربان ہے اور جو مہربانیان تیری مجھ پر ہین اُن کا تو مجھ سے کچھ شکر ہو ہی سکا میری عمر اب قریب ستر کے ہے آنکھون کی روشنی مین کمی تو آ گئی ہے مگر ضرورت کے موافق لکھ پڑھ لیتا ہون۔ الحمد للہ کہ ضرورت کے موافق چل پھر بھی لیتا ہون

ابھی تھوڑے دن قریب دو مہینے کے ہوے کہ بایئن طرف مجھے فالج کا ہرج ہوا بہت روز تک چلا پھرا نہ گیا۔ تو جانتا ہے کہ جس رات کو مین تیرے حضور مین رویا ہون مجھ پر تو نے رحم فرمایا اور مین اس قابل ہوگیا کہ بے استعانت کسی دوسرے شخص کے چل پھر لیتا ہون دو سو قدم تک چلنے کی طاقت تو تیرے حضور سے عطا ہو گئی بڑھاپے مین بہت ہے۔ یہ تین جلدین مجھ سے لکھوا دین پروردگار مین تو تیرا ایک ضعیف بندہ ہون تیرا شکر تو اچھے اچھون سے ادا نہین ہوا۔ پروردگار اس کتاب کے لکھنے مین تیرے برگزیدہ بندے اور میرے مرشد حضرت سید **شاہ محمد قاسم عم گرامی** قدس سرہٗ کا ارشادی پاس انفاس اُس کے طرف سے غفلت بہت ہو گئی ہے عفو کا امیدوار ہون ع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید٭ پروردگار تعالیٰ میری دلی خواہشین تجھے معلوم ہین اس سے زیادہ عرض نہین کرسکتا

کریم سائلِ خود را غنی کند یکبار دوبارہ لب نکشاید صدف ز ابر بہار

یا اللہ جو لوگ کہ میرے محسن ہین اُن کی بھی دلی مُرادین برلا اور جو اس کتاب کو پڑھے اُس کی مشکلین بھی حل فرمائیو اللھم آمین یارب العالمین آمین۔ میری مادر مشفقہ اور میرے پدر بزرگوار اور میری نانی نانا کی روح پاک پر بخشش نازل فرما اور جن جن حضرات کا خون مجھ مین ملا ہے اور جو جو میرے شناسا عورت و مرد ہین سب پر تیری رحمت ہو زندگی مین اور مرنے کے بعد بھی آمین یارب العلمین آمین

سیزدہم ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۶ھ بمقام داناپور بر مکان سکونتی اجداد کرام بوقت ظہر یہ حصّہ خلافت عمری تمام ہوا اور جو حالت میری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ اجازت طلب کرنے کی حجرہ رسول اللہ مین ہوئی ہے میرا ہی دل جانتا ہے اچھے بندون کا ذکر ہر حال مین رحمت ہے اللہ بس اور باقی ہوس وہو نعم المولیٰ و نعم النصیر فقط

معذرت فقیر سید محمد اکبر ابو العلائی غفر اللہ ذنوبہ

میرے احباب میرے بخشش کی دعا فرمائین پروردگار نکتہ نواز جو اپنے گنہگار
بندون پر مہربان ہے ضرور قبول فرمائیگا یا اللہ میرے گناہون سے درگزر فرما تو
غفور الرحیم ہے توستار اور غفار ہے مین بے شک گنہگار ہون مگر تیری بخشش کا
امیدوار ہون کریمون کا کام بخشش ہے گنہگارون کا کام معذرت ہے الٰہی مجھے
بخش الٰہی مجھے بخش الٰہی مجھے بخش۔

من نگویم کہ طاعتم بپذیر		قلم عفو بر جرایم کش	

میرے بھائیو مجھے امید ہے اُس زمین و آسمان کے خالق سے کہ وہ میری تصنیفین
جو باقی رہ گئی ہین میرے ہی قلم سے نکلوا دے اور اگر رہ جائین تو معاف کیجیئے گا
یہ خاک کا پتلا کچھ نہین کرسکتا جب تک وہ پروردگار نہ چاہے میرے احباب
میرے واسطے دعا فرمائین کہ میری نجات ہو اور وقتِ آخر میری زبان سے کلمۂ
توحید اور شہادت رسول الثقلین ادا فرمائے اللّٰھم آمین ہم پر کیا تمام جہان پر
آپ کا احسان ہے کہ سب کو اللہ تعالیٰ شانہ کی توحید کے راستہ پر لگا دیا۔ اللہ
تعالیٰ شانہ کے احسانات کے بعد اگر ہے تو یہی احسان ہے کہ بقدر طاقت بشری
اللہ تعالیٰ شانہ کو ہم نے پہچانا اور یہ احسان آپ ہی کی ذات پاک سے متعلق
ہے آپ کے ظہور سے پہلے دنیا مین کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ تھا یہ لاگ لگائی ہوئی
اللہ پاک سے دلون مین ہمارے آپ ہی کی بعثت کے بعد سے ہے ؎

محمد ملے تو خدا مل گیا		پکار اُٹھے سب راستا مل گیا	

پہلے ایک بھی نہ تھا اب تیرہ سو برس کی مدت قلیل مین خدا کے پکارنے والے
کرورون پیدا ہوئے اور خدا سے مل گئے اور اب اس وقت کرورون بندے

موجود ہین اور قیامت تک ہوتے جائین گے انشاء اللہ تعالےٰ۔ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ

زمین از حُبِ او ساکن فلک ہم والہ وشیدا		فضلی اللہ علی نورٍ کز وشد نورہا پیدا

اے انصاف دوست بھائیو سنو اور دل مین غور کرو اور تاریخ کی کتابون پر نظر ڈالو معلوم ہوجائے گا کہ آپ کے ظہور سے پہلے دنیا کا کیا حال تھا خود ملک عرب جہان سے تخم توحید کا قُلّہ پھوٹا ہے ہر گھر بت خانہ بنا ہوا تھا سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہین وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تشریف لیجانے کے بعد تین سو ساٹھ بتون کا معبد تھا اور جو کعبہ سے اردگرد باہر تھے وہ حساب سے خارج ہین ہر بت کی خدائی ایک روز رہتی تھی ؎

کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہین		دو ہی دن مین یہ صنم ہوش ربا ہوتے ہین

اب عیسائیون کو دیکھئے جب تک مان بیٹے ملکر زور نہ لگائین باپ کی خدائی قائم نہین ہوسکتی یہود نے صرف ایک عزیر علیہ السلام کو خدا کا مدد دینے والا مان لیا اُنھون نے اس پر عمل کر لیا کہ دو چون کے بھی بُرے ہوتے ہین۔ اسی حساب کی مد مین فارسی ہین خدائے خیر یزدان اور خدائے شر اہرمن یعنی شیطان۔ فارسیون کے مذہب مین شیطان بھی خدا ہے۔ ہندو تو عجائب پرست مشہور ہی ہین نہ لاکھ کا حساب ہے نہ کرور کا۔ چینی بدھ مذہب والے اُن کے یہان تو شمار کئے ہوئے پونے دو کرور خدا ہین۔ یہان ایک ہی خدا کو پہچاننا مشکل ہے اُن لوگون نے پونے دو کرور خداؤن کو کیونکر پہچانا اور تماشے کی بات یہ ہے کہ اگر شاہ چین کی کوئی اُمید نہ پوری ہوئی تو اُس امید کے خدا کی جس کے متعلق وہ اُمید ہے اُس کی نذر و نیاز سب بند۔ خدا اور اتنے بے اختیار۔ یہ دنیا کے پہلے حالات ہین جس بے نظیر آدمی نے ان لغویات اور فضولیات سے ہم کو بچایا اور سچے ایک خدا کو پہچنوایا کیا اُس کے احسانات کا کچھ بدل ہوسکتا ہے ہرگز نہین اور کیا ایسے

بزرگ اور ستودہ صفات ذات کا ذکر سبب نزول رحمت نہین ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اے میرے عزیزان قلبی اپنے واحد خدا سے جس کی صفت وحدہٗ لاشریک ہے اُس سے لو لگائے رہو وہ ضرور تمھاری اُمیدین پوری کرے گا تم اُس کی بندگی کیے جاؤ یہی کام بندون کا ہے تم خدمت کیے جاؤ وہ خدمت کا صلہ دے گا۔

اے کریم کارساز مین اپنے عزیزون کے ہاتھ تیرے دست پاک مین دیتا ہون تو ان کی دستگیری فرما اور ان کی نافرمانیون سے اور میرے عصیانون سے درگذر کر اللّٰھم آمین یارب العالمین آمین۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

جناب عمر کے انتقال کے وقت کے حالات رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جہان تک ہم کو صاحب روضۃ الصفا نے راہ دکھائی ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلے اور جابجا اُن کی عبارت کو بجنسہ اپنی کتاب مین نقل کر دیا اب ہم اَور مورخون کی خوشہ چینی سے سعادت اندوز ہوتے ہین قوم اس بات کو دیکھے اور ضرور دیکھے کہ زندگی مین آپ کا معاملہ خدا کے ساتھ کیسا رہا اور اب انتقال کے وقت کیسا ہے اسلام کا دارو مدار آدمی کے خاتمۂ کار پر ہے۔ یہ وہ بزرگ ہین جن کو ایک قوم کہتی ہے کہ یہ دنیا پرست تھے جو کچھ آپ نے کھایا پیا اور جس طرح بسر کی وہ سب آپ حضرات کی خدمت مین یہ فقیر بے نوا محمد اکبر ابو العلائی داناپوری

پیشکش کرتا ہے وہوہذا

گریہ ہر وقت بحر بخشش کا جوش ہے

خوشا وہ آنکھین جو ہر وقت اللہ تعالےٰ شانہ کے خوف سے تر ہین اور کیا خوب وہ لب ہین جو اللہ تعالیٰ شانہ کے مقبول بندون کے راز و نیاز ملاحظہ فرما کر ہنستے رہین۔ ایمان کی تعریف یہی ہے کہ بین الخوف والرجا ہے۔ خوف خدا رولاتا رہے امید بخشش ہنساتی رہے۔

جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھنے بیٹھنے کی قوت کو خیر باد کہا تو عبد الرحمٰن ابن عوف کو حکم دیا کہ نماز پڑھاؤ اُنھون نے اُسی گریہ و بکا کی حالت مین نماز پڑھائی۔ فاروق رضہ سامنے بسمل پڑے تھے ابو لولو نے اَوْر لوگون کو بھی زخمی کیا کُلیب ابن بکیر اور بقول مسعودی بارہ آدمیون کو زخمی کیا جن مین سے چھ تو شہید ہوگئے۔ چونکہ نماز کا وقت تھا اور لوگ مشغول بہ خدا تھے وار پورے پڑے جب وہ پکڑا گیا تو اُس نے خود کشی کر لی۔ جناب عمر رضہ زخمون کے صدمات سے بڑی دیر تک مسجد کی محراب مین بیہوش پڑے رہے اللہ تعالیٰ شانہ کے دو برگزیدہ بندے عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ شانہ کے گھر سے اللہ تعالیٰ شانہ کے گھر سے اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سدھارے اور روانگی کا وقت اور حالت بھی ایک ہی تھی۔ حضور کا شکم مبارک باندھا گیا اور زخم مین ٹانکے لگا دیے گئے مگر امید زندگی نہ تھی دوا جو پلائی گئی زخم سے باہر نکل آئی واویلا وا مصیبتا ۲ ر ذی الحجہ ۲۳ھ ہجری روز چہارشنبہ کو زخمی ہونے کے دوسرے دن انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون

نظم

شدہ است تیرہ ز سیلی رخ مہ انور		طپید مہر درخشان بخون خود رشفق

برہنہ است ز ماتم سر بنات النعش	جدا ز گوش ثریا سفد است عقد گہر
بجائے دف زدہ ناہید سینہ زانو	بہ آب دادہ عطارد ز گریہ صد دفتر
عمامہ زد بہ زمین مشتری چہ پیش آمد	نہاد بہر چہ مریخ بر گلو خنجر
ز بس بخاک فگند ند خویش را ز فلک	زمین پر است زبال فرشتگان یکسر

جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِس بیوقت کی موت نے اُنھین اپنا جانشین بھی تجویز نہ کرنے دیا وہ مدت سے اسی سوچ مین تھے مگر ابھی فیصلہ نہ کر چکے تھے کہ چشم فلک نے اُن کے جاہ و جلال مین نظر لگا دی اور ایسی زہر آلود قاتل نظر لگائی کہ جس کا کچھ علاج بھی نہ ہوسکا اور وہ سرو بستان خلافت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسلمانون کے سر پر سے اپنا سایہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ شانہ کی جوار رحمت مین جا کر آرام کی نیند سو گیا اور اسلام کا آفتاب غروب ہو گیا اور ہم مسلمانون کے لئے ترقی کا دروازہ بند ہو گیا

شورش بخت نظر کن کہ چو موج دریا	دوری از من کند آنکس کہ بمن یار تر است

آخری اضطراب مین بھی ہمارے بخت بد کے اثر سے کوئی بات طے نہ ہونے پائی جناب عالی فاروق اعظمؓ نے صرف اتنا فرمایا کہ آپ چہ اصحاب یعنی جناب علیؓ مرتضیٰ۔ حضرت عثمانؓ باحیا۔ جناب طلحہؓ بن عبداللہ۔ جناب زبیرؓ بن العوام۔ جناب عبدالرحمنؓ بن عوف ۔ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ ملکر انجمن شوریٰ قائم کرین اور متفق الراے ہو کر جسے چاہین خلیفہ کرلین۔ حضرت طلحہؓ اُس زمانہ مین مدینہ طیبہ مین موجود نہ تھے اس لئے فرمایا کہ اگر وہ تین دن کے اندر آجائین تو اُنھین بھی مشورہ مین شریک کرلین اور جو نہ آئین تو اُنھین پانچون کو خلیفہ چن لینے کا اختیار ہے اور اگر ابو عبیدہ امین الامتہ زندہ ہوتے تو اُنھین کو مین خلافت سپرد کر جاتا۔

صدمۂ زخم کی غشی سے جب حضرت فاروق اعظمؓ کو ہوش آیا تو آپ نے پوچھا کہ بتاؤ تو میرا قاتل کون ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ فیروز ابو لولو جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ مین ایسے آدمی کے ہاتھ سے مقتول نہین ہوا ہون جسے دعوئ مسلمان ہونے کا ہو اور جس نے اپنی عمر بھر مین خدا کو بھولے سے بھی سجدہ کیا ہو۔

پھر جناب فاروق اعظمؓ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہؓ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اے فرزند تم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت مین حاضر ہو کر آپ سے دست بستہ اجازت چاہو کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پہلو مین دفن ہونے کی اجازت دین۔ جناب عبد اللہؓ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوئے صدیقہ رضی اللہ عنہا پہلے سے غم فاروقی مین رو رو کر بدحواس ہو رہی تھین۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھکر جوش گریہ سے بدافاقہ ہو گئین اور ڈھاڑھین مار مار کر رونے لگین اور فرمایا ہائے عمر فاروقؓ اب تمھارے بعد ہم بیواؤن کی عزت وآبرو اِس غمخواری کے ساتھ کون کرے گا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ بین سنکر عبد اللہؓ بھی بے اختیار ہو گئے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے مگر دونون ہاتھون سے کلیجہ کو تھام کر سر سے پاؤن تک بید کی طرح کانپ گئے اور نہایت درد آگین آواز سے التماس کی کہ میرے باپ نے حضور مین سلام عرض کیا ہے اور اجازت چاہی ہے کہ حضور حضرت سید انام امام دو جہان رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پہلو مین جگہ عنایت ہو یہ سنکر حضرت صدیقہ کا حال غیر ہو گیا ایک چیخ زمین پر تھی اور ایک آسمان پر سننے والون کے کلیجے شق ہوتے تھے پرندے ہوا مین بیقرار تھے اور درندے دشت مین سر ٹکراتے

پھرتے تھے فرشتوں کی زبان پر الامان تھی کروبی کہتے تھے کہ یا اللہ العالمین آج کہین زمین پانی ہوکر بہہ نہ جائے

اے صبحدم چہ شد کہ گریبان دریدۂ	وے شب چہ حالت است کہ گیسو بریدۂ
از دیدۂ زمانہ روان است جوے خون	اے دیدۂ زمانہ بگو تا چہ دیدۂ

جب بڑی دیر تک یہ قیامت کبرے برپا رہی تو بمشکل اپنے تئین سنبھال کر فرمایا کہ اے برخوردار اپنے والد ماجد سے کہنا کہ میری تقویت تم سے تھی مین نے اتنے دنون تک نہین سمجھا کہ میرے باپ کا سایہ میرے سر پر سے اُٹھ گیا ہے آج مین سمجھی کہ مین بے پدر ہو گئی میرے حجرہ مین جو یہ دو بالشت جگہ ہے تو مین سمجھی تھی کہ مین بھی اپنے مالک اور باپ کے قدمون مین جا پڑون گی مگر مجھے ایسے تین عاشق معشوق کو جدا کرنا منظور نہین ہے آپ بخوشی اُس مین آرام فرمائین اور اپنے صاحب سے جا کر ملین۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صدیق اکبرؓ اپنے آرام گاہ مین بیقرار ہین اور فرما رہے ہین کہ یا اللہ تعالیٰ شانہ اب اپنے بندون کی نگرانی تو فرمائیو جس بندے کو تو نے مقرر فرمایا تھا اُس کو تو تو نے اپنے پاس بُلا لیا بے شک اس زمین کے مستحق مجھ سے زیادہ آپ ہی ہین آپ وہان شوق سے آرام فرمائین **کیون بھائیو یہ زمین جنت ہے یا نہین** اب بھی یہ زمین کسی کو مل سکتی ہے اور اس زمین مین آرام کرنے والا جنت کا شایان ہے یا نہین۔ جناب عمرؓ یہ خبر سُنکر بہت خوش ہوئے اور زخم کی تکلیف بھول گئے اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ شانہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیک اجر دے مجھ پر بڑا احسان کیا۔

پھر جناب فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ تا تقرر خلیفہ جدید حضرت صہیب امامت کرین جنھین خلافت سے کوئی مطلب نہین کیونکہ اگر مین علیؓ وعثمان و زبیر و عبدالرحمٰن

بن عوف و سعد ہی مین سے کسی کو امامت کے لئے کہون گا تو اُس کی نسبت یہ خصوصیت فیصلہ خلافت مین اثر ڈالے گی جیسا کہ صدیق اکبرؓ کے معاملہ مین ہو چکا ہے۔ پھر جناب علیؓ مرتضیٰ سے کہا کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور اگر ملکی معاملات مین کوئی عہدہ آپ کو سپرد کیا جائے تو بنی ہاشم کو اُس کا والی نہ بنانا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کو وصیت کی کہ خلیفہ ہو کر اپنے اقربا یعنی قبیلہ کے لوگون کو ہرگز ترجیح نہ دینا۔

جاریہ بن قدامہ سعدی سے روایت ہے کہ فاروق اعظمؓ نے پہلے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے پاس بلایا اُن کے بعد انصار۔ اُن کے بعد اہل شام۔ اُن کے بعد اہل عراق کو۔ یہ لوگ سب اُن کے پاس جاتے تھے۔ سب کے بعد ہم گئے دیکھا کہ ایک سیاہ چادر پیٹ سے لپٹی ہے اور خون اُس سے ٹپک رہا ہے مین نے کہا کہ ہمین بھی کچھ وصیت فرمائیے۔ ارشاد ہوا کہ قرآن کی پیروی کرنا اگر تم اُس کی اتباع نہ کروگے تو گمراہ ہو جاؤگے۔ مہاجرین کا خیال رکھنا وہ تھوڑے ہین اور تم لوگ بہت اور انصار کو دین کا گھر سمجھنا۔ اعراب تمھارے اصل اور مادہ ہین اور ذمی تمھارے کنبون کا رزق ہین یہ تمھارے نبیؐ کا طریق ہے اس کی مین تمھین وصیت کرتا ہون۔

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے وصیت کی اے قریش کے لوگو مین تم کو آگاہ کرتا ہون کہ کہین ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ماتحتون پر جفا اور ظلم کرنے لگو۔ دو چیزون کا حد سے زیادہ خیال رکھنا یہ تمھارے حق مین بہت نفع بخش ہوگا۔ ایک تو حکم دینے کے وقت اور تقسیم کرنے کے وقت عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور جو فیصلہ کرنا دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے اس کا بہت خیال رکھنا کہ تم لوگون کی چال اونٹ کی قطار ہے خبردار اگر اس قطار مین ایک بھی ٹیڑھا ہوا تو پوری قطار ٹیڑھی ہو جائے گی پھر سیدھا

رستہ تم کو معلوم نہ ہوگا الغرض جو وصیتین اُس قوم کے برگزیدہ رکھوال نے اُس جان کنی کے وقت کین وہ سب قوم کی خیر خواہی پر مبنی تھین۔ دین کی حفاظت۔ سلطنت کا انتظام۔ رعیت کی دلجوئی وآسائش۔ ملک کا امن وامان سے رکھنا خدا سے ڈرنا انصار کی تعظیم وعزت اعراب کی حق شناسی ذمیون کے ساتھ نیک سلوک سے برتاؤ کرنا اور جو معاہدے اُن سے کئے جائین اُن کو پورا کرنا اُن کی حفاظت سے دست کش نہ ہونا اُن کے دشمنون کو اپنا دشمن سمجھنا اور ذمیون کو برداشت سے زیادہ تکلیف نہ دینا اور سب سے زیادہ مسلمانون کے لئے یہ ہدایت تھی کہ بھائیو ملے جُلے اتفاق سے ایک راستہ پر چلے جانا ورنہ مصیبتون کے گڑھون مین جا پڑوگے پھر اُس سے نکلنا سخت مشکل ہوگا۔

دیکھ لو اسلام کو تفرقہ شیعہ وسنی وغیر مقلد نے کس قدر کم زور کر دیا اور جس جگہ یہ بکھیڑے نہین ہین وہان جو تھوڑے سے مسلمان ہین الحمد للہ کہ اپنی عزت وآبرو لئے ہوئے بیٹھے ہین ؎

	بے دولتی از نفاق خیزد		دولت ہمہ ز تفاق خیزد	

یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ وہ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی وصیت تھی وہی اہل اسلام بھول گئے اب ہزارون طرح کی اُلٹ پھیر کر رہے ہین اور جس کو دیکھا اُسی کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ کہین نصاریٰ کی روش اختیار کی کہین بنگالیون کی قاؤن قاؤن پر نظر دوڑی کہین جاپانیون کا طرز پسند کیا کوئی ان سے پوچھے تو کہ وہ کیا چیز ہے جو تمھارے خزانے مین نہین ہے تمھاری روش اختیار کر کے تو تمام یورپ مہذب اور شائستہ ہو گیا اور تم گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو۔ تمھاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ جتنے آدمی اُتنے ہی مذہب۔ راہ گم کردہ لوگون کی روش اختیار کر لی ہے اور اپنی سمجھ اور روش پر ناز کر رہے ہین جس نے

فاروق اعظمؓ مدبر اور نبض شناس تمدن کی نہ مانی اُس کی شان مین کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے اُس کا مُنہ موتیون سے بھرنے کے قابل ہے۔

جس نے نہ مانی بڑے کی سیکھ		اُس نے لے ٹھیکرا مانگی بھیکھ	

تمام دنیا کے اہل انصاف فرمائین کہ آج کل کے مسلمان اس کے مصداق ہین یا نہین۔ شیعہ سنی کے جھگڑون مین جوتی پیزار ہوئی اور دونون فریق حاضر عدالت اپنے گھر کا فیصلہ دوسری قوم کے ہاتھ۔ مقلد غیر مقلد کا جھگڑا اور فریقین سے کفر کے فتوے مسجل تیار۔ ایک فریق کافر ہے دوسرا فریق لامذہب۔ جھگڑا پڑا ہے کہ وہ آمین زور سے کہتا ہے اور یہ آہستہ سے کہتا ہے۔ ایک صاحب ضالین سے لامذہب ہو گئے دوسرے صاحب اس کے خلاف سے کافر ہو گئے یا اللہ تو ہی اس قوم کو خلفاے راشدین کے راستہ پر چلا سکتا ہے ہم لوگون کی قوت سے تو یہ بات باہر ہے۔ ایک صاحب فرما رہے ہین جب تک فلان مسلمان بزرگ کو دشنام مغلظہ نہ دی جاے اُس کی کوئی عبادت مقبول خدا نہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیر دانا را

اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ ضعف کے سبب سے تھوڑی دیر تک خاموش ہو گئے۔ مگر اس بات کو ہمارے حق شناس بھائی ملاحظہ فرمائین کہ حضرت فاروق اعظم نے کس قدر قوم کی غمخواری کا خیال رکھا کہ تا لب گور قوم ہی کا دم بھرتے ہوے اللہ سے ملے سبحان اللہ ایسا بزرگ بھی مسلمان نہ سمجھا جاے۔ اس وقت اُن کی مجروح نعش مبارک ہماری آنکھون کے سامنے ہے کہ ایک سیاہ کپڑا شکم مبارک سے لپٹا ہوا ہے اور خون کے قطرے اُس سے ٹپک رہے ہین اور بالیقین مرنے کا وقت آنکھون کے سامنے ہے مگر قوم کے وعظ و پند سے غافل نہین

نہ قاتل کی دار و گیر کی پروا نہ اپنی زندگی پر افسوس۔ ایسا آدمی بھی قوم کا سچا خیر خواہ نہ سمجھا جائے تو پھر دوسرا کون ہے اور اس قدر للہیت کہ قوم کہہ رہی ہے کہ اپنے فرزند کو خلیفہ کر دیجئے ہم سب رضامند ہین مگر بالکل نامنظور۔
یا عمر فاروقؓ یہ گنہگار محمد اکبر جو آپ کے تیرہ سو برس بعد اس دنیا مین پیدا ہوا ہے خدا کے سامنے سچی زبان اور سچے دل سے اقرار کرتا ہے کہ آپ بیشک سچے خیر خواہ قوم تھے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	

یہ بات قابل غور ہے کہ دنیا مین اولاد سے بڑھ کر کوئی چیز نہین ہے آدمی جو کچھ پیدا کرتا ہے وہ سب اولاد ہی کے لئے ہوتا ہے ؎

کس نمی خواہد کہ از من بہ شود		لیک می خواہد پدر فرزند را	

تمام عرب کہہ رہے ہین کہ آپ اپنا خلیفہ اپنے فرزند کو کر جایئے مگر آپ کی للہیت کو دیکھئے کہ آپ نے پورا انکار کر دیا۔ اب اس سے زیادہ ثبوت آپ کی نیک نیتی کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ کی روح مبارک اپنے بدگویون کو پکار پکار کر سنا رہی ہے

باغبان گل نگر فتم ز من آزردہ مشو		پارہ ہاے جگر خویش بدامان کردم	

آپ نے اپنے فرزند دلبند عبد اللہ رضؓ کو اہل شوریٰ کے ساتھ شامل رہنے کو تو کہا مگر یہ سخت شرط لگا دی کہ تو ہرگز خلیفہ نہین ہو سکتا اور وصیت کی کہ اسے عبد اللہ یاد رکھیو کہ اہل شوریٰ مین اختلاف راے ہو تو تیرا فرض ہے کہ تو کثرت راے کا تابع رہے اور رائین آدھی ایک طرف ہون اور آدھی ایک طرف ہون تو تجھے اُس طرف ہو جانا چاہیئے جدھر عبد الرحمن بن عوف ہون یون کثرت تیری طرف ہو جائے گی۔ اس کے بعد اجازت دیدی کہ جو میرے پاس آوے اُسے آنے دو۔ جتنے لوگ درِ دولت پر جمع تھے سب اندر آ گئے آپ نے اُن سے

پوچھا کہ اے بھائیو میری موت مین کوئی بڑا آدمی بھی شریک ہے تو ایمان ایمان سے کہہ دے سب نے بالاتفاق ایک زبان ہو کر پکارا خدا نہ کرے ہرگز نہین ہرگز نہین۔ ہمارے شیر خدا علیؓ مرتضیٰ بھی اُس وقت با دل مغموم کلیجہ تھامے مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے آپ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے مین ابن عباس بھی آگئے آپ نے یعنی فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ تمھین انتخاب کے معاملہ مین میری رائے سے اتفاق ہے یا نہین۔ ابن عباس نے کہا بالکل اتفاق کرتا ہون یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا کہ نہین مجھے دھوکا نہ دینا۔ تمھین اور تمھارے ساتھیون کو خلافت کے معاملہ مین جو کچھ کہنا سننا ہو وہ اس وقت میرے سامنے کہہ سن لو تاکہ پیچھے جھگڑا نہ پڑے اور مسلمانون کے خون کے دریا نہ بہہ جائین جو اسلام کے لئے ہتک اور نقصان کی بات ہے۔

جب فاروق اعظمؓ نے دیکھا کہ میرا اخیر وقت ہے تو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ؎

ندارد حاصلے با سینہ صافان کاوشِ بیجا		بہ ناخن چہرۂ آئینہ را نتوان خراشیدن

فاروقِ اعظمؓ سے کہا گیا کہ اپنے فرزند عبداللہ کو خلیفہ کیون نہین مقرر کر جاتے۔ یہ بات سُنکر حضرت بہت ناخوش ہوئے۔ پھر لوگون نے عرض کی کہ جو چھ آدمی آپ نے خلافت کے لئے منتخب کئے ہین اُن مین سے کسی ایک کو نامزد کر دیجئے۔ جواب دیا کہ اتنا بڑا بوجھ مین اپنے سر پر لینا نہین چاہتا۔ اس انکار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اُس فراست کے انوار سے سمجھ لیا تھا کہ آگے بہت خرابیان پیدا ہون گی لہذا آپ اس سے کنارہ کش ہوئے۔

اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت عمر فاروقؓ کو عقل خلافت ایسی عطا فرمائی تھی کہ غیر قوم کے لوگ بھی اس کا اقرار کرتے ہین ؎

تاج شاہی رافروغ ازگوہروالاے تو	اے قبائے بادشاہی راست بربالائے تو

جب آپ سے اپنا خلیفہ نامزد کرنے کے لئے کہا گیا تو یہی جواب دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا جانشین خود کب نامزد کیا پھر مین کیونکر مقرر کرون۔ قوم جسے پسند کریگی آپ کرلے گی۔

پھر جناب عمر فاروق رضی نے حضرت علی وعثمان وزبیر وسعد وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے کہا کہ اگر تین روز مین طلحہ آجائین تو اور اگر نہ آئین تو انہین لوگون مین سے کسی کو خلیفہ مقرر کرلینا اور جو خلیفہ ہو اُس سے حلف دیکر عہد لینا کہ اپنون اور عزیزون کا بوجھ خلق خدا کی گردن پر نہ رکھے اور اتفاق کے ساتھ ملے جلے رہنا کہ اتفاق بڑی زبردست طاقت ہے۔

پھر آسمان کی طرف مُنہ کرکے یون مناجات کی کہ اے کس بیکسان و لے فریادرس درماندگان تو اچھی طرح جانتا ہے کہ جہان تک مجھ سے ہوسکا مین نے اسلام کی شان وشوکت بڑھانے اور ضعیفون اور ناتوانون کی محافظت اور مصالح ملکی مین کوشش بلیغ کرنے مین کوئی کمی نہین کی ہے اور اپنے جانشین کے لئے ہر طرح سے ملک مین امن وامان چھوڑے جاتا ہون اس پر بھی اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معافی کا خواستگار ہون اور بخشش کا طلب گار ہون ؎

اشک تا دامن آلودۂ من پاک کند	می کنم گریہ ز آلودگیٔ دامن خویش

اس کے بعد ابوطلحۃ الانصاری کو حکم دیا کہ ان اہل شوریٰ کو ایک حجرہ مین لیجاکر بٹھادو اور خود حجرہ کے دروازہ پر بیٹھے رہو جب تک یہ لوگ اس معاملہ کو بڑی چھان بین سے طے نہ کرلین تم وہان سے اُٹھنا مت اور خبردار کوئی اور آدمی اندر نہ جانے پائے تاکہ ان کی تجویز مین خلل نہ پڑے۔ پھر اپنے فرزند عبداللہ کو

کہا کہ تم بھی ان کے ساتھ جا بیٹھو مگر ان کی کسی بات مین دخل نہ دینا جب کثرت رائے ایک طرف ہو جائے تو اُسے بسر و چشم مان لینا اور مساوات کی حالت مین عبدالرحمن ابن عوف کی طرف ہو جانا تاکہ کثرت رائے حاصل ہو جائے۔

اس تمام وقت مین جناب علیؓ مرتضےٰ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضرت عمرؓ کی بالین پر بیٹھے ہوئے طبیب کو ہدایات کر رہے تھے کہ علاج مین کوشش کرو مگر جب کوئی چارہ نہ دیکھا گیا تو آخر کو آپ سے کہا گیا کہ خلافت کے لئے کسی کو نامزد کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کی بابت جو کچھ مجھے کرنا تھا وہ کر چکا اس سے زیادہ اَور کارروائی کرنے مین مجبور ہون۔

بعد ازان آپ مشغول بحق ہو گئے اور خلافت کے انتظام سے یکسو ہو گئے

جناب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت زخم کے صدمون سے آپ پر غشی طاری ہوئی تو مین نے آپ کے سرِ مبارک کو زمین سے اُٹھا کر اپنی گود مین رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا اے عبداللہ میرے سر کو زمین پر رکھ دے لَعَلَّ اللہُ یَرْحَمُنِیْ شاید خدائے کریم و رحیم مجھ پر رحم فرما دے۔ میرے دل نے فرطِ محبت سے اس بات کو گوارا نہین کیا کہ ایسے نازک وقت مین آپ کے سر مبارک کو سخت زمین پر ڈال دون۔ اُسی طرح گود مین لئے بیٹھا رہا تو آپ نے جھنجلا کے فرمایا اے عبداللہ تیری مان تجھے نہ دیکھے تو میرے سر کو زمین پر کیون نہین رکھ دیتا۔ مین ڈر گیا اور اَلْاَمْرُ فَوْقُ الْاَدَبْ سمجھ کر مین نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے اپنی پیشانی اور رخسارے زمین پر ملنے شروع کئے اور فرمایا کہ اے لوگو اگر خدا نے اُسے نہ بخشا تو عمر ہلاک ہو گیا۔ یا اللہ میری خطائین معاف کر۔ پھر فرمایا کہ جب مین مر جاؤن تو میری تجہیز و تکفین مین جلدی کرنا جو دو حال سے خالی نہین اگر میری معذرت

پروردگار کے حضور مین قبول ہوگئی تو مین جلد وہان پہونچون اور اُس کا شکر کرون اور اگر اس کے خلاف ہے تو تم لوگ میرے بارے جلد سبکدوش ہو جاؤ گے اتنا فرماکے رونے لگے۔ مین نے عرض کی کہ اے ابی آپ روتے کیون ہین فرمایا وہان کا حال معلوم نہین۔ مین نہین جانتا کہ جنت مین مجھے لیجائین گے یا دوزخ مین۔

عروہؓ ابن زبیر سے روایت ہے کہ جب فاروق اعظم کے مہلک زخم لگا تو بہت سے لوگون نے عرض کی یا امیرالمومنین کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجیے تو ارشاد ہوا کہ اگر امین الامۃ ابو عبیدہؓ بن الجراح زندہ ہوتے تو مین اُنہین مقرر کر دیتا اگر پھر مجھ سے خدا پوچھتا کہ اے عمر تو نے ہمارے بندون کو کس کے سپرد کیا تو کہدیتا کہ اے خدا اُس کو جسے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی اُمت کا امین فرمایا ہے۔ اور اگر سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ زندہ ہوتے تو اُن کو خلیفہ کر دیتا پھر اگر مجھ سے پرسش ہوتی تو عرض کرتا کہ اُسے جسے تیرے نبیؐ نے تیرا دوست رکھنے والا بتایا تھا۔ لوگون نے عرض کی کہ آپ اپنے فرزند عبداللہ کو کیون نہین خلیفہ کر دیتے کہ وہ ہر طرح اس کے قابل ہین دین مین اُن کا مرتبہ بلند ہے فضل مین سب سے اعلیٰ ہین اسلام اُن کا مقدم ہے۔ جواب ملا کہ اے لوگو اولاد خطاب کے لئے اتنا ہی بہت ہے کہ اُن مین سے صرف مجھ ہی سے حساب و کتاب ہو جاسے اور قیامت کے دن برابر پر چھوٹ جاؤن۔

پھر جناب عمرؓ نے دوسرے موقع پر اسی معاملہ مین یون تقریر کی کہ اے لوگو مین نے تمھارے چلے جانے کے بعد اس باب مین غور کیا تو دل نے کہا کہ علی مرتضےٰ اس کام کے واسطے سب سے بہتر ہین وہ تم سب کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھا سکتے ہین۔ پھر میرے دل نے مجھ سے یہ کہا کہ اے عمرؓ اگر تو نے صرف

اپنی ہی راے سے یہ کام کیا تو جس طرح دنیا مین یہ بوجھ اب تیرے سر پر ہے
اُسی طرح قیامت تک تیری ہی گردن پر رہا بہتر ہے کہ تو اس بوجھ کو اہل الراے
کے سر پر رکھ جا۔ پس آپ نے اُن چھٔ اہل شوریٰ کو بلایا جن کے اسماے گرامی
اوپر مذکور ہو چکے ہین وہ آئے اور آپ کے سامنے خاموش بیٹھے سب سے
پہلے حضرت عمرؓ نے جناب علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف مخاطبت فرمائی اور
فرمایا کہ اے علی شاید لوگ آپ کی بہت تعریف کرکے اور آپ کو رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بہت قریبی رشتہ دار سمجھ کے اور آپ کا
علم اور تفقہ کا خیال کرکے خلافت آپ کے حوالہ کرین اس لئے کہ آپ کی
ذات جامع الصفات ایسی ہی ہے اور مین ایسی ہی جانتا ہون تو آپ
اُس حالت مین خدا سے ڈرتے رہئے گا۔

پھر آپ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اے عثمان اگر یہ لوگ میرے بعد
آپ کی تعریف کرکے اور قرابت رسول اللہ کا اور آپ کی شرافت اور نجابت
اور تجربہ کاری اور زیادتی عمر کا خیال کرکے خلافت آپ کے سپرد کرین تو خدا
سے ڈرتے رہنا یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے یہ کہکر آپ نے اُن اہل شوریٰ کو
بلایا جن کے سامنے جناب خیرالوریٰ نے انتقال فرمایا تھا اور حضور اُن سے
تا دم آخر بہت خوشنود گئے تھے۔

جناب عبداللہ ابن عمر اور دوسرے راویون سے روایت ہے کہ وہ بزرگوار
یہ ہین۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمن
بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر آپ نے سب
صاحبون سے فرمایا کہ مین آپ سب صاحبون مین سے اُسے خلیفہ کیا چاہتا ہون
کہ جس پر سب صاحبون کا اتفاق ہو اور اگر ان مین اختلاف ہو تو جس کی طرف

کثرت رائے ہو وہ خلیفہ کیا جاے اور اگر دونون طرف مساوی رائین ہون تو محاکمہ میرے بیٹے عبداللہ پر ہے وہ جس کی طرف ہو- اگر لوگ اس محاکمہ سے بھی راضی نہ ہون تو اُس جماعت کے قول پر عمل کیا جاے جس مین عبدالرحمٰن بن عوف شامل ہون- آپ کی یہ باتین سنکر سب چلے گئے آپ نے اپنے فرزند عبداللہ سے فرمایا کہ بیٹا اگر علی مرتضٰے خلیفہ ہون تو بدل وجان اُن کی اطاعت کرنا اور کبھی اُن کی فرمان برداری سے قدم باہر نہ رکھنا- یہ سُنکر حضرت عبداللہ نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جناب علی کا خلیفہ ہونا پسند کرتے ہین تو پھر آپ انہین خود کیون نہین خلیفہ کر دیتے یہ بات تو آپ کے اختیار مین ہے تو آپ نے جواب دیا کہ پسند کرنا اَور بات ہے اور اپنے سر پر کسی کا بار لینا یہ اَور بات ہے مین یہ نہین چاہتا کہ جس طرح زندگی مین یہ بوجھ میرے سر پر تھا اُسی طرح موت کے بعد بھی یہ چھپّر میرے ہی اوپر دھرا رہے-

روایت- جناب عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نزع کی حالت مین والد ماجد کو دیکھنے آئے اُس وقت بالکل آپ کا آخری وقت تھا آپ کی یہ حالت معائنہ کر کے سب سے پہلی بات انہون نے آپ سے یہ کہی کہ اے امیرالمومنین امت محمدی پر کسی کو خلیفہ کر جایئے- غور فرمایئے کہ اگر اونٹون کا چرواہا اونٹون کو جنگل مین بے حفاظت چھوڑ کر آپ کے پاس چلا آوے تو آپ اُس سے ضرور ناراض ہون گے افسوس آپ خدا کے پاس جاتے ہین اور مسلمانون کو بے والی وارث چھوڑے جاتے ہین یہ غریب مصیبت کے وقت کس کے دامن عاطفت مین پناہ لینگے- یہ دردناک تقریر سُن کے حاضرین مین کہرام پڑ گیا فرط محبت قومی سے فاروق اعظمؓ کی آنکھون سے اشک جاری ہو گئے اور فرمایا لوگو صبر کرو نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ رہے گا سفر آخرت سب کو

درپیش ہے تم سب ملے جلے پیار اور محبت سے رہنا اسلام کی حالت کو بگڑنے
نہ دینا یہی تمھارا پہلا فرض ہے مجھ سے جیسے ہوسکی تمھاری خدمت کی اگر اس مین
کچھ فروگذاشت ہوا ہو تو معاف کرنا اور میرے لئے دعا کرتے رہنا کہ خداوند
تعالیٰ شانہ میری خطا سے درگزر کرے - ابوبکرؓ نے مجھے خلافت دیدی تھی اگر
مین بھی اُن کی تقلید کرون تو ہوسکتا ہے مگر مجھے قیامت تک یہ وبال اپنے
سر لینا منظور نہین لہذا مین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیروی
اختیار کرتا ہون کہ آپ اپنا جانشین مقرر کرکے نہین گئے تم لوگ جسے چاہو اپنا
حاکم خود مقرر کرلینا کہ تمھاری شکایت کسی طرح میرے ذمہ نہ رہے بس مین تم کو
خدا کے سپرد کرتا ہون خدا تمھارا نگہبان ہے اور حافظ حقیقی وہی ہے یہ فرمانا تھا
کہ درودیوار سے رونے کی صدائین آنے لگین مدینہ تھا کہ جوش گریہ سے کلیجہ
پھاڑے ڈالتا تھا اور ہر متنفس کہہ رہا تھا کہ اب ایسا عادل بادشاہ کہان ملیگا
جو راتون کو آپ بیدار رہتا تھا اور ہم کو آرام کی نیند سُلاتا تھا ؎

از پیش من آن رشکِ چمن می گذرد — چون روح روانے کہ ز تن می گذرد
حالے عجبے روزِ وداعش دارم — من از سرِ جان و او ز من می گذرد

غرضکہ فاروق اعظمؓ کے یہ کلمات الوداعی سنکر سب ساکت ہوگئے ناگاہ کعب احبار
تشریف لائے تو جناب عمر فاروق اعظمؓ نے اُن کو دیکھ کر یہ دو شعر عربی کے
پڑھے جن کا ترجمہ تحریر ہوتا ہے ؎

داد مارا کعب عالم این خبر — بعد سہ روز از تو کے مانند اثر
قول او صادق بدو گشت آنچنان — کہ خبر داد آن خبردار نہان
نیست مارا خوف جان از جانِ جان — ہست خوفم از گناہِ بیکران

بات یہ تھی کہ کعب احبار نے جناب عمر فاروقؓ کو اُن کی شہادت سے قبل

باریاب ہوکر کہا تھا کہ آپ وصیت فرمائیے کہ مجھ کو کتاب سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ تین دن مین وفات کر جائینگے آپ کی صفت اور حالات حیات و موت توریت مین موجود ہین پھر دوسرے دن آکر کہا کہ دو دن آپ کی زندگی کے اب باقی رہے ہین پھر دوسرے روز آکر کہا کہ اب ایک دن باقی ہے اُس وقت تک کوئی بات ایسی نہین پائی جاتی تھی جس سے آپ کی رحلت کا شبہ بھی ہوتا کہ تیسرے دن صبح کو یہ قیامت انگیز حادثہ واقع ہوا۔

ناظرین ہمارا کام یہ ہے کہ ہم مقدس اور برگزیدہ بزرگ کی ایک شان آپ کو دکھادین جس کے ہم فریفتہ ہین :-

قبر مین پیر لٹکا دئے ہین اور زندگی کی کوئی امید نہین سب امیدین منقطع ہو چکی ہین کوچ کا سامان پیش نظر ہے مگر اپنی خدمت اور انتظام سے غافل نہین قوم کا کام اُسی ذمہ داری سے کر رہے ہین یہ خبر بھی نہین کہ کہان زخم لگا ہے وصیتین ہو رہی ہین قوم کو تشفی دے رہے ہین خود بھی اللہ تعالیٰ شانہ سے ڈر رہے ہین اور امیدوارانِ خلافت کو ڈرا رہے ہین لیاقت سرداری کے یہ معنی ہین جو آتا ہے وہ متقاضی ہے کہ حضرت دیر کیون لگائی ہے کہین کسی کو خلافت کے لئے منتخب اور نامزد کر بھی دیجئے مگر وہان پورا استقلال ہے نہ اضطراب ہے نہ پریشانی - معلوم ہوتا ہے کہ اس مکان سے اُٹھ کر دوسرے مکان مین جانے والے ہین جب اپنے فرضی کامون سے فرصت ہو جائے گی چلے جائینگے - جواب کیا تقویٰ کا ہے بھائیو تم جا نو تمھارا کام جانتے مین دو سر دن کی بلا کیون اپنے سر پر لون جس سے تم رضامند ہو اُس کو اپنا پیشوا بنا لینا البتہ جو حضرات خلیفہ ہونگے اُنھین وہی مشورہ دیا گیا ہے جس کی خلاف ورزی اُن کے حق مین سم قاتل ہے تجربہ کاری اور پختہ مزاجی اور ملک داری ایسی ہوتی ہے ؎

روئے آئینہ زرائے تو مصفا شدہ است　　طوطی ناطقہ از فیض تو گویا شدہ است

یا اللہ کیا تھا کیا ہو گیا بعض حضرات فرمائین گے کہ یہ کیا رو رہے ہین۔ رونا تو
مصائب اہل بیت پر چاہیے یہ ایک شخص تھے قتل ہوئے ہوئے۔ میرے دانشمند
بھائیو یہی ذات بابرکات تھے کہ اہل بیت کو اپنے سایۂ عاطفت مین یون عزت و
آبرو سے لئے ہوئے بیٹھے تھے کہ جیسے مرغی اپنے بچون کو پرون مین چھپائے
ہوئے آرام سے لئے بیٹھی رہتی ہے جو لوگ اللہ کے بندون کے عاشق ہین
وہ اپنے بال بچون کے لئے نہین روتے مگر قوم کے سچے غمخوار کے واسطے
عمر بھر رویا کرتے ہین اور ہمیشہ زندہ رہین تو تا بقیامت روتے رہین گے۔
آپ دیکھین گے کہ ابھی تو خلیفہ شہید ہوا ہے اب آگے خلافت بھی شہید
ہوتی ہے پھر اس کے بعد اہل بیت پر مصائب ہونگے مگر سینہ سپر کوئی نہ ہوگا
خیر جو کچھ ہوا وہ تو ہونے والا ہی تھا کیونکر نہ ہوتا۔ یہی مردود قاتل حضرت فاروق
اعظم بعض قوم کا بابائے شجاع کہا جاتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

روایت ہے جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات
فرمائی تو اُس وقت بہت کم زور تھے مگر آواز سے کلمہ شریف کا ورد کر رہے تھے
اور کبھی کبھی یہ عربی شعر پڑھتے تھے۔ **ترجمہ** اگر مین مسلمان نہ ہوتا تو میرے
نفس کے لئے بڑی مشکل تھی مگر مین نے تمام نمازین پڑھی ہین اور روزے
رکھے ہین۔ **الحمد للہ** کہ ہمارے **خلیفہ دوم** نے بڑی مردانگی سے جان
پاکیزہ جان آفرین کے سپرد کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ
صہیب رومی نے پڑھائی۔ جب جنازہ لیکر چلے تو حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے
حضرت ام المومنین کے دردولت پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور اجازت بار دیگر
وصیت کے موافق چاہی کہ عمر بن الخطاب کا جنازہ حاضر ہے اجازت ہو تو

دفن کرین - صدیقہ رضہ نے حکم دیا آؤ اور شوق سے دوست کو دوست کے پاس
دفن کردو - جناب علی مرتضیٰ جناب عثمان جناب زبیر جناب عبدالرحمن بن
عوف جناب سعد جناب عبداللہ بن عمر جناب طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
نعش مبارک کو قبر مین اُتارا اور صدیق اکبر کے پہلو مین حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا مین دفن کیا اسلام کا روشن ستارا برج آفتاب مین آفتاب اسلام کے
ساتھ غروب ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون تاریخ دفن یکم محرم ۲۴ہجری
یوم شنبہ سے زخمی ہونے کے بعد تیسرے روز دفن ہوئے

اے اسلامی دنیا کے بسنے والو یہ تمھاری مصیبتون کے آغاز کا پہلا روز
ہے خوب سمجھو اور جتنی مصیبتین اسلام پر آنے والی ہین سب اسی تخم سے
پیدا ہون گی اور ایک ایسی قوم بھی ہو گی کہ جو اس روز کو عید کا دن مقرر کریگی
آصف الدولہ کے دربار مین اسی روز عید ہوتی تھی اور نذرین گزرتی تھین
اُس کے مقربین مین سے ایک غریب سنی بھی تھے وہ بھی نذر لیکر حاضر ہوئے
آصف الدولہ نے اُن سے کہا کہ مین آپ سے نذر نہ لونگا اس لئے کہ یہ دن
آپ کی خوشی کا نہین ہے ہم لوگون کی خوشی کا ہے وہ حاضر جواب اور
نواب بھی نیک مزاج تھا - اُنھون نے عرض کیا اس غم مین ہماری بھی
ایک خوشی پنہان ہے یعنی خلیفہ سوم کی تخت نشینی ہے وہ سرنگون کرکے
خاموش ہوگیا اور اس حاضر جوابی پر انہین بہت انعام دیا اور کہا کہ امرا کے
مصاحب ایسے ہی لوگ ہونے چاہئین کہ اپنے مالک کو اُن کی غلطیون پر ایسے
اچھے طریقہ سے آگاہ کرتے رہین - ہائے ہائے اسلام کا رکھوال نہ رہا کہ جو
حسین علیہ السلام کے قتل کے وقت سینہ سپر ہوتا -

کسی اُستاد نے اُن کے سال رحلت کی تاریخین کہی ہین وہ یہ ہین ؎

شنبہ و غرۂ محرم بود	کہ عمرؓ نقل زین جہان فرمود
بسکہ در عدل سعی وکدش بود	رحلتش ہم بسال کد بنمود ۲۴

دیگر

سال نقلش خرد بہ حسرت خواند	وا ے صد وا ے عدل بےکس ماند ۲۴

جو سچے مسلمان پورے مومن ہین وہ اس واقعہ پر قیامت تک خود بھی روئینگے اور دوسرون کو رولائین گے شعراے عرب نے بہت مرثئے آپ کے غم مین لکھے ہین یہ چند شعر ہین ایک شاعر عرب کے

جزا اللہ خیرًا من امیر و بارکت	ید اللہ فی ذالك الادیم الرّوق

ترجمہ خدا جزاے خیر دے امیر المومنین عمرؓ کو اور حق سبحانہ تعالیٰ کا ہاتھ اُس جلد مین دے جو خنجر ظلم سے ٹکڑے ہو گئی ہے۔

قضیت امورًا ثم غادرت بعدھا	بوائج فی اکمامھا لم تفتق

ترجمہ اے عمر آپ نے اپنے عہد خلافت مین بہت سے امور عظیمہ کا فیصلہ کیا مگر بعد ازان اُن کے پردون مین ایسی مصیبتین نکلین جو اب تک ظاہر نہین ہوئی تھین

البعد قتیل بالمدینۃ اظلمت	لہ الارض تھتز العضاہ باسوق

ترجمہ اب بعد مقتول مدینہ کے بڑے بڑے سرسبز درختون پر خزان چھا گئی۔ اور مملکت اسلامیہ پر اندھیرا غالب ہوگا اُس کا غم سب کو چیرلیگا۔

تظلل الحصان البکر یلقی جنینھا	نتا خبر فوق المطے معلق

ترجمہ اس خبر وحشت اثر کو شتر سوار شہر بشہر لیے پھرتے ہین جہان اس کی شہرت ہوتی ہے وہان کی پاک دامن عورتون کے حمل فرط غم سے گر پڑتے ہین

وما کنت اخشیٰ ان تکون وفاتہ	بکفی سبنتی ازرق العین مستوق

ترجمہ افسوس ہاے افسوس مجھے یہ ڈر مطلق نہ تھا کہ ایک کمینہ ذلیل گربہ چشم

ڈھیٹ آدمی اُسے مار سکیگا کیونکہ اُس کا درجہ ذلیل قاتل سے بہت زیادہ کم تھا۔

ہم نہین بتا سکتے کہ رونے والے قیامت تک عمرؓ کو کیا کہہ کے روئین گے کیونکہ دست قدرت کی اس پیاری پیاری صنعت مین لا انتہا خوبیان مضمر تھین جن کا حصر حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔

یہ وہ مرثیہ ہے جو دوستون کی گریہ وزاری ہے
اب وہ مرثیہ سُنئے جو مخالفین پکار پکار کر سُنا رہے ہین

سر ولیم میور نے ہمارے رولوانے کو یون لکھا ہے کہ عمرؓ فاروق نے جو آنحضرتؐ کے بعد مسلمانون مین سب سے بڑے آدمی تھے اس طرح وفات پائی + یہ شخص دانائی ۔ استقلال ۔ قوت ۔ سرگرمی مین اپنا مثل نہین رکھتا تھا اسی کی دہ سالہ حکومت مین ملک کے ملک فتح ہوئے۔ اپنی خلافت کے پہلے دن وہ صرف عرب کے حاکم تھے مگر مسلمانون کو ایران مصر شام وغیرہ کا بادشاہ بنا کر وفات پائی۔ عمرؓ کا زمانہ اسلام کی عظیم الشان خوش نصیبی کا زمانہ تھا۔ عمرؓ کے فیصلے سنجیدہ اور عاقلانہ ہوتے تھے اُنھون نے کفایت شعاری اور سادہ زندگی سے کبھی اپنے آپ کو آگے نہین بڑھایا۔

مقامات بعیدہ سے جب کوئی اجنبی آپ سے ملنے آتا تھا تو صحن مسجد مین کھڑے ہو کر یہ پوچھنا پڑتا تھا کہ اے مسلمانو تمھارا شہنشاہ کہان ہے حالانکہ وہ سادہ وضع کا زبردست خلیفہ اُس کے سامنے فرش خاک پر بیٹھا ہوتا تھا۔

جناب عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے عمرؓ فاروق کی شان مین یہ فرمایا ہے کہ خدا عمرؓ پر رحمت نازل کرے وہ نیک مرد تھے جب بات کرتے بلند آواز سے کرتے تھے۔ راستہ تیزی سے چلتے تھے جسے کھانا کھلاتے سیر کر دیتے تھے بڑے زود فہم تھے۔

اپنے ہمعصرون کو اُنہون نے معاملات کے واسطے تیار کردیا وہ اپنے ڈھنگ کے ایک ہی آدمی تھے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ جناب رسول اللہؐ کے بعد مین نے عمرؓ فاروق سے بڑھ کر کسی کو تیز اور کھرا نہین دیکھا۔

جناب عثمانؓ سے ایک دن کسی نے کہا کہ آپ عمرؓ فاروق کی تقلید کیون نہین کرتے اس کے جواب مین حضور نے کمال دیانت سے فرمایا مجھے اتنی طاقت نہین کہ لقمان حکیم ہوجاؤن۔

جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے رمضان مین مساجد مین قندیلین جلتی ہوئی دیکھین تو فرط محبت سے فرمانے لگے کہ خدا عمر کی قبر کو ایسا ہی روشن کرے جیسا اُس نے مساجد کو روشن کردیا ہے۔

اے بھائیو جن کو تم ایک دوسرے کا دشمن سمجھ رہے ہو دیکھو اُن مین آپس کے میل جول کی کیا کیفیت تھی زندگی مین اُن کی تعریف اور اُن کے احسان کے شکریئے اور بعد انتقال دعائین پھر کس طریقے سے آپ اُن کو بُرا بھلا کہتے ہین دیکھو ہم مسلمانون کی حالت آپس کی نا اتفاقیون سے بہت خراب ہوگئی ہے ہم اسی زمانہ کے بھائیون کی حالت کا ذکر نہین کرسکتے ہم آپ کو سعدی کا مرثیہ سناتے ہین جو مستعصم باللہ سے بادشاہ کے زوال سلطنت پر کہا ہے سنئے اور اپنی فکر کیجئے اور اتفاق بین القوم کی کوشش کیجئے اور لعنت کیجئے ان جھگڑون پر بزرگان دین کی روحون پر لعنت کرنے سے ان جھگڑون پر لعنت کرنا بدرجہا اچھا ہے۔ مرثیہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین	برزوالِ ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمدؐ گر قیامت می برآری سر زخاک	سر برآر و این قیامت درمیانِ خلق بین

دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکتِ بیت الحرام	قیصرانِ روم بر سر خاک و خاقان بر زمین
خونِ فرزندانِ عمِ مصطفےٰ است شد ریختہ	ہم بران خاکے کہ سلطانان نہادندے جبین
نازنینانِ حرم را خونِ حلقِ نازنین	زآستان بگذشت و ما را خونِ دل از آستین
زینہار از دورِ گیتی و انقلابِ روزگار	در خیالِ کس نہ گشتے کان چنان گردد چنین

بغداد کی تباہی گو سنی شیعہ کی عداوت کا نتیجہ تھا مگر اصل مین زمانہ نے پکار کے مسلمانون سے اس پردہ مین یہ کہا تھا کہ کرامت اور کامیابی میل جول اور باہمی اتفاق مین ہے اگر تم نے ذرا بھی تو تو مین مین کی تو سمجھے رہنا کہ بغداد کا سا حال ہو جائے گا مگر اس کو ہم نہ سمجھے اور وہ ہوا کہ جس کا بیان نہین ہو سکتا اور بے شک ایسی اتفاق توڑ قوم کی یہی سزا تھی کوئی ہو اس مین شیعہ یا سنی جیسا کریگا ویسا پائیگا اور اگر اللہ فضل کرے اور بخش دے تو وہ مالک ہے۔

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار مین آئے

یہ آپ کا محمدؐ اکبر دانا پوری عرض کرتا ہے کہ اگر مسلمان اصحابِ رسول اللہ کی روش پر چلے جاتے اور آپس کے جھگڑون مین نہ الجھتے تو ان سے زیادہ سلجھی ہوئی کوئی قوم نہ ہوتی یہی وہ قوم ہے کہ جس نے عرب کی برسون کی الجھی ہوئی گتھیون کو چند روز مین سلجھا دیا۔ یا اللہ تعالیٰ ہماری قوم مین پھر ویسا ہی اتفاق کرا دینے والا کوئی مجدد پیدا ہو جائے جو ہماری بگڑی ہوئی کو سنوار دے اللھم آمین۔

تصوف اور سلوک سیدنا عمرؓ ابن الخطاب کا

اِس سے پہلے کہ ہم فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اُن کے تصوف کے حالات بیان کرین ناظرین کتاب کو سمجھا دین کہ کیا شے ہے تصوف جس کو شرع کی زبان مین احسان بھی کہتے ہین۔

اہل تصوف کا بیان ہے کہ جو حضرات یہ طریقہ معرفت الہی اختیار کرتے تھے وہ دنیاوی آرائشون سے جدا ہو جاتے تھے اور گلیم پوشی پسند کرتے تھے کہ جس سے صرف بدن چھپ جائے اسی پر قناعت کرتے تھے اور یہی شعار حضرت فاروق اعظم کا تھا اور اپنے ماتحتون اور عمال کو موٹا کپڑا پہننے کا حکم فرماتے تھے اور جو شخص باریک کپڑے استعمال کرتا اُس سے ناخوش ہوتے تھے۔ اُنہین پشمینہ پوشون کو صوفی کہتے ہین۔

اب یہ سنئے کہ تصوف کا دوسرا نام احسان بھی ہے احسان کا مادہ حسن ہے اور حسن کے معنی نیک کے ہین نیک کام کرنے والا۔ اس کی بابت حدیث مین یون وارد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہے احسان تو آپ نے فرمایا کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی خداوند تعالیٰ شانہ کی بندگی کر یون کہ گویا تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ مرتبہ تجھے حاصل نہ ہو تو یون اُس کی عبادت کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ تصوف ہے اس کے اصول تین ہین سب سے پہلے علم جب علم نہ ہوگا تو معرفت الہی کے ہزارون مسئلہ ہین ایک بھی سمجھ مین نہ آئے گا سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

طلب کردن علم شد بر تو فرض	دگر واجب است از پیش قطع ارض

یعنی تحصیل علم کے لئے سفر کرنا واجب ہے اور یہ واجب فرض کے قریب ہے اکثر بزرگان دین نے جنہین مرشد اپنے وطن مین نہ ملا ضرور ہی سفر کرکے اس علم کو حاصل کیا ہے۔ اور جاہل فقیر کے واسطے تو جو مثل مشہور ہے اُسے سب جانتے ہین بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ لیکن اس قسم کی عبادت کے لئے جس علم کی ضرورت ہے وہ بہ معنی یقین ہے اور یقین بھی وہ یقین نہین

جو دوسرون کی دیکھا دیکھی یا کتب استدلالیہ کی مزاولت سے پیدا ہو خاص وہ مرتبہ جو امور خیر یعنی صوم و صلوٰۃ کے استمرار اور دوام کے سبب سے حاصل ہوا اور اُس کو خاص عطیۂ الٰہی سمجھنا چاہیئے اصطلاح تصوف مین حضرات خواجگان طریقۂ نقشبندیہ ابو العلائیہ مین اس کا نام یاد داشت ہے اب یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تمام مسلمان اپنے اپنے استعداد کے موافق امور خیر مین مصروف رہتے ہین مگر یقین کا یہ مرتبہ اُن کو حاصل نہین ہوتا اس کی کیا وجہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال خیر کے ادا کرنے کے لئے کچھ ایسے قواعد بھی ہین کہ جب اُن قاعدون کے ذریعہ سے اعمال خیر کئے جایئن گے تو مرتبہ یقین کا فیضان اُس جانب سے آئیگا۔ وہ جہان تک خیال کیا جاتا ہے بس یہی تین چیزین معلوم ہوتی ہین ایک تو اخلاص کہ بغیر اس کے وہ عمل خیر صورت کے اعتبار سے چاہیے خیر کہنے کے قابل ہو لیکن حقیقت کے اعتبار سے اُس کی خیریت اُسی وقت ہے کہ اخلاص ہو یعنی سچا اخلاص۔

اخلاص کے معنی خالص یعنی پاک کرنا دل کا خیالات ماسوی المعبود سے ہر عبادت کے وقت مقصود اُس کا وہی ذات پاک ہو۔

شیر حق را دان منزہ از دغل	از علی آموز اخلاصِ عمل

دوسرا قاعدہ اُن اعمال کے مقدار کی زیادتی جن سے اس اخلاص مین مدد ملے جیسے نوافل و مستحبات و مسنونات کی پابندی۔ اس کا ایک خاص اثر دل پر پڑتا ہے ان باتون کو سچا اور راہ رفتہ مرشد بتاتا ہے اس کا لطف وہی جانتے ہین جو اس رنگ مین رنگے ہوے ہین۔

تیسرا قاعدہ ان اعمال مین خشوع و خضوع ہے جو اخلاص کے لوازمات مین سے ہے یہ کمال مصروفی ہے اس قسم کے خیالات اور اشغال مین جن سے

خشوع و خضوع کی ہر وقت یاد دہانی رہے علم کا لابدی نتیجہ یہ ہے کہ اُس کا کچھ نہ کچھ اثر قلب پر پڑتا ہے اس مرتبۂ یقین کا جو اثر قلب پر پڑتا ہے وہ دو قسم کا ہوتا ہے یا تو بہت جلد زائل ہو جاتا ہے اُسے ارباب تصوف حال کہتے ہین یا دیرپا ہوتا ہے اُس کا نام مقام ہے۔ ابو طالب مکی صاحب فتوحات مکیہ جو اس فن کے شیوخ مین سے ہین دس مقامات تحریر فرماتے ہین

دس مقامات

توبہ پہلا مقام پھر زہد۔ صبر۔ شکر۔ رجا۔ خوف۔ توکل۔ رضا۔ فقر۔ محبت۔ یہ وہ مقامات ہین کہ ہر انسان کسی وقت مین ان مین سے کسی نہ کسی مقام مین ضرور ہوتا ہے۔ تمام قلوب کی ساخت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ ان سے کسی وقت خالی ہو ہی نہین سکتے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ یقین کے حاصل ہونے سے بیشتر ان کے مصارف اور امور اَور ہوتے ہین اور بعد یقین کے اَور ہوتے ہین جن کو اصول مقامات کہیے ورنہ مقامات کا انحصار ان دس ہی پر نہین ہے۔ صدق حال۔ شدت لامر اللہ۔ تواضع۔ صدیقیۃ۔ محدثیۃ۔ شہیدیۃ۔ حواریۃ۔ جن مین سے بعض کے ساتھ بعض صحابہ رسول اللہ بھی بہ لسان مبارک مبشر ہو چکے ہین۔

پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ یہ اُمور یقین سے بیشتر بھی ہوتے ہین اور یقین کے بعد بھی اور پھر یقین کے بعد بھی بعض ایسے ہین کہ وہ امور مذمومہ سے بہت مشابہ ہو جاتے ہین جیسے توکل و رجا ظاہر مین تکبر اور حرص سے مشابہ ہین۔ یہ امتیاز کر لینا کہ یہ مقامات یقین ہی سے پیدا ہوئے ہین ایک مشکل امر ہے۔ ان کے یہان کے اصول کے مطابق ان کے امتیاز کی صورت یہ ہے۔

دیکھنا چاہیے کہ جو ان مقامات کے ساتھ متصف ہو رہا ہے اُس کے یقین کا

پایہ کہان تک ہے اگر مرتبۂ یقینی ناقص ہے تو صاف سمجھ لینا چاہیے کہ یہ مقامات نہین یہ امور طبعیۃ ہین اور اگر مرتبۂ یقینی بہت بلند درجہ پر ہے تو اب یہ غور کرنا چاہیے کہ اس یقین کے حاصل ہونے سے پیشتر بھی وہ ان صفات کے ساتھ موصوف تھا یا نہین اور پھر خاص اُسی رنگ کے ساتھ جس مین اب ہے - اگر یہ صفتین اسی رنگ مین پہلے بھی تھین تو سمجھ لو کہ مقام نہین نتیجہ ہے یقین کا اور یہ امور یقین سے پیشتر بھی تھے پس مقام کہان - اور اگر یقین سے پیشتر نہ تھے تو سمجھ لو کہ ہان یہ مقامات ہین

ارباب فہم اس مختصر بیان سے اپنے اپنے مقامات کا امتیاز کر سکتے ہین صوفیہ کے یہان حال و مقامات دونون نگہداشت کے قابل ہین لیکن زیادہ مہتم بالشان مقام ہے اور ثمرات و کوائف جو کچھ مرتب ہوتے ہین وہ اسی پر ہین مولنا فرماتے ہین ؎

روزہا گر رفت گو رو باک نیست	تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست

اس مین روزہا سے حالات مُراد ہین اور تو کا خطاب مقام عشق کی جانب ہے جس کا سلسلہ اوپر سے چلا آتا ہے اور اس لئے زیادہ کوشش اسی کی کی جاتی ہے کہ وہ واردۂ قلبی جو حال کی صورت مین جلوہ گر ہوا ہے مقام ہو جاے یہی دوسری اصل ہے - اب جب قلب پر اثر پڑا جو یقین کا نتیجہ تھا تو قلب کا اثر جوارح پر پڑیگا کیونکہ تمام اعضا تابع قلب ہین جو خاص کیفیت قلب مین پیدا ہوتی ہے ان کے تمام لشکر مین خاص وہی رنگ چھا جاتا ہے ذراسی خوشی مین تمام اعضا مین ایک خاص قسم کی چستی و چالاکی محسوس ہونے لگتی ہے ذرا سے رنج مین تمام اعضا پژمردہ ہو جاتے ہین اِنہین کی اصلاح سے اصلاحِ جمیع اعضا ہے اور اگر کہین ذرا بھی ان کا مزاج بگڑا تو نبض ساقط ہے رنگ زرد ہے بدن ٹھنڈا ہے

غرض کہ تمام کشتی اور اُس کے سوار غرق بحر فنا ہو گئے طلسم ٹوٹ گیا اور صاحب طلسم اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ حضرت طبیب امراض باطنیہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے ان فی جسد آدم لمضغۃ اذا صلح اصلح الجسد کلہ واذا فسد فسد الجسد کلہ الا وھی القلب یعنی انسان کے بدن مین ایک ایسا ٹکڑا گوشت کا ہے کہ جس کے بننے سے سارا بدن بن جاتا ہے اور اُس کے بگڑنے سے بالکل بدن کا ناس ہو جاتا ہے سن رکھو وہ دل ہے۔ پس ممکن نہین کہ انسان اپنی کسی حالت کو جو اُس کے بدن مین پیدا ہوتی ہے اس طرح چھپائے بیٹھے رہین کہ کسی کو معلوم نہ ہو اور اعضا کو اُس کی خبر نہ ہو یون سمجھئے کہ یقین کا ایک دریا جوش زن ہو جاتا ہے پھر اُس دریا کے کف جو دریا پر تیرنے لگتے ہین اُن کے ذریعہ سے بدن کے سب اعضا اپنی اپنی دوری اور نزدیکی کی مقدار سے آگاہی کا حصہ لے لیتے ہین اسی کا نتیجہ ہے عمل یا دوام عمل۔ اگر عمل کی مدت قلیل ہے تو وہ حال ہے اور اگر دراز ہے تو وہ مقام ہے۔

کرامات تربیت و تعلیم مسترشدان

حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس خوبی سے ان تمام اصولون کو طے فرمایا ہے ہم تو کیا چیز ہین بڑے بڑے حضرات بھی نہین بیان کر سکتے ہین آپ کا عمل آپ کا قول آپ کی تعلیم خواہ وہ حاضرین کے لئے ہو خواہ غائبین کے لئے اس شرح و لبط سے ہین کہ دفتر کے دفتر بھی اُن کی تحریر کے لئے ناکافی ہین۔ میری بصارت میرا دامن پکڑ کر کہتی ہے کہ مجھ پر رحم کرو اپنی ضروریات کے لئے مجھے سلامت رہنے دو۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز و دم درکش		حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

الغرض مشائخ کے مقامات کا پتہ اور اُن کی شناخت اکثر قرائن سے ہوتی ہے اور اُسی کو ہوتی ہے جس نے برسون اُن کی صحبت اور ہمنشینی کی ہے اور اُن کی عادات و خصائل سے واقف ہے مثلاً کسی بزرگ کو کئی مرتبہ مصیبت کی حالت مین دیکھا مگر اُن کو پریشان خاطر اور بیقرار نہین پایا سمجھ لیا کہ یہ مقام صبر مین ہین یا ہم دیکھ رہے ہین کہ ہماری طرح اسباب ظاہریہ کی تلاش ان کو نہین ہے بس معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہ پر بھروسا کئے بیٹھے ہین تو ہمارے دل نے ہم سے کہا کہ یہ حضرت مقام توکل مین ہین

الغرض انہین طریقون سے ظنی طور پر سمجھ لین گے کہ ان بزرگ کا یہ مقام ہے مگر فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ہی اَور ہے۔

حضرت مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشادات سے حضرت فاروق اعظم جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامات کا پتہ صاف طور سے چل رہا ہے اور اس کثرت سے پایۂ ثبوت کو وہ ارشادات پاک پہنچے ہین کہ اُن کی اجمالی حالت پر تو ایمان لانا ضروری ہو گیا۔ ہمارا آیندہ بیان اس بیان کی فی الجملہ شرح کے واسطے کافی ہے۔

تمہید آگے یہ اَور یاد رکھ لیجئے کہ نفس ناطقۂ انسانی مین دو قوتین ودیعت رکھی گئی ہین عاملہ اور عاقلہ قوت عاملہ کی جب پورے طریقہ سے تہذیب ہو جاتی ہے اسی کا نام عصمت ہے یعنی معصوم ہونا۔

قوت عاقلہ کا یہ کمال ہے کہ اُس عالم کی باتین اُس کو ملائکہ کے ذریعہ سے معلوم ہونے لگین اور اسرار غیبی اُس پر منکشف ہوتے رہین اسی کا نام وحی ہے۔ سوائے انبیاءؑ کے یہ دونون مقام کسی اُمتی کو حاصل نہین ہو سکتے۔

مگران دونون کمالون کا علیحدہ علیحدہ ایک ایک پرتوا یا نائب ہے جس مین
یہ دونون نائب جمع ہو جاتے ہین وہ مرشد خلایق اور پیغمبر کا خلیفہ برحق اور
مظہر رحمت الٰہی ہو جاتا ہے۔ مرتبہ وحی کی نائب ہے محدثیت اور جامع مرتبتین
کی رائے کا وحی کے موافق ہونا صاحب فراست اور صاحب کشف صادق ہونا
عصمت کا نائب ہے۔ ایسے کامل شخص کے سایہ سے شیطان گریز کرتا ہے۔

جب یہ دونون مرتبے جمع ہو جاتے ہین تو وہ شہدیت ہے اُس کی ذات
مین حاصل ہو جاتا ہے اور اس کا مستحق ہو جاتا ہے کہ وہ شخص پیغمبر کا نائب ہو
اور آخرت مین بڑے بڑے درجون پر فائز ہو۔

اب سُنئے کہ حضرت رسالتمآب فرماتے ہین کہ تم سے اگلی امتون مین
سے کچھ لوگ مُحدَّث گذرے ہین اگر میری امت مین کوئی ہوگا تو وہ عمرؓ ابن الخطاب
ہین احمد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد
کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ حضرت عمرؓ جو کچھ فرماتے تھے اُس کی تصدیق
مین قرآن پاک نازل ہوتا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ جب صحابہؓ مین اختلاف ہوتا تو جس جانب
حضرت عمر کی رائے ہوتی اُسی کے مطابق قرآن پاک نازل ہوتا۔

فائدہ۔ اس کے مطلب یہ ہین کہ حضرت فاروق اعظم کے دل پر وہ مطلب
اللہ تعالیٰ شانہ القا فرمادیتا تھا اور پھر وحی کے ذریعہ سے اُس کی تصدیق ہو جایا کرتی
تھی اور اختلافات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سٹ جاتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان ودل پر حق کو مقرر کردیا ہے۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی باتین ہوتی تھین کہ جس سے سب کو اطمینان قلبی حاصل ہوجاتا تھا۔

حضرت سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمرؓ فاروق اعظم سے فرمایا کہ شیطان تمھارے سایہ سے بچکر نکل جاتا ہے بے شک حق کے مقابلہ مین باطل کو فروغ نہین ہوتا۔ دوسری مشہور روایتون مین سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آپؓ کو شہید فرمایا ہے۔

ایک مقام پر حضرت سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت مین اقوی خدائی امور مین عمرؓ فاروق اعظم ہین۔

ایک مقام پر بھیڑئے کے کلام کرنے کی حدیث مین حضرت سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ادمن بہ انا وابوبکر وعمر یعنی میرا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کا اس پر ایمان ہے۔ اس موقع پر یہ دونون حضرات موجود نہ تھے اس سے ان دونون حضرات کے یقین کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

دوسرے موقع پر حضرت سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر یعنی اُن کی اتباع کرو جو میرے بعد ہین ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ جو ہمارے دینی بھائی تراویح کی بیسؔ رکعتون کو بدعت کہتے ہین وہ اس حدیث کو ملاحظہ کرین۔

ایک مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

جب تک عمرؓ تم مین رہین گے تم پر کوئی آفت اور مصیبت نہ آئے گی۔

چونکہ احصار اور انحصار اس قسم کے ارشاد کا مقصود نہین ہے انہین پر اکتفا کیا گیا صرف انہین سے مقامات متذکرہ بالا یعنی تکمیل قوت عاملہ کی محدثیت اور قوت عاقلہ کی رائے کا موافق وحی ہونا یا مرشد عامہ مسلمین ہونا کیسا صاف طور سے ظاہر ہو رہا ہے۔

اب ہم اُن اصول ثلثہ یقین و مقام و کرامات و تعلیم کو تھوڑی تھوڑی روایتون کو بیان کرتے ہین جس کا ہم نے وعدہ اور ارادہ کیا ہے ان سے معلوم ہو جائے گا کہ **تصوف** یعنی **احسان** شرعی آیا یہی تصوف ہے جس کا آج کل ہم عموم بلوہ دیکھ رہے ہین کوئی تو رنگین ساڑیان پہنے ہے اور نماز و روزہ کو خیرباد کہہ چکے ہین کوئی شراب خوار ہے کوئی دیوانہ بنا ہوا بیٹھا ہے یا اُس زمانہ مین تصوف کا مصداق کچھ اَور تھا اس مین حضرت **فاروق اعظم** عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و افعال ہم نقل کرتے ہین اپنی رائے کو کچھ دخل نہ دین گے وہ خود فیصلہ کر دین گے جن کی اقتدا اور اتباع کا ہم کو حکم کیا گیا ہے

علم و علما کی قدر

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ ایسے ہزار عابدون کا مرنا جو شب زندہ دار اور روزہ دار ہون بہ نسبت ایک ایسے عالم کی موت کے جس کو حلال و حرام مین بصیرت تام ہو بہت ہی آسان ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مکان سے نکلتا ہے اور اُس کے سر پر گناہون کا ایسا بار ہوتا ہے جیسا جبل تہامہ کسی موقع پر علم کی بات سنکر اُس کو خوف ہو جاتا ہے اور ندامت حاصل ہوتی ہے گھبرا کر مکان کو پلٹ آتا ہے اس حالت مین

اور جاتے وقت کی حالت مین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے اس وقت اس کے ذمہ کسی گناہ کی باز پرس نہین ہوتی۔ پس جہان تک ہوسکے مجلس علما کو ترک نہ کرو پروردگار عالم نے کوئی مقام مجالس علما سے بڑھکر نہین پیدا کیا۔ اتنا اور بھی سمجھ لیجیے کہ یہ علم کس قسم کا ہوتا ہے کیا یہی کتب درسیہ پڑھ لینے سے ویسے ہی عالم ہوجائین گے ہرگز نہین آپ خود فرماتے ہین کہ مجھے جس قدر اس اُمت مین منافق عالم کا خوف ہے اُتنا کسی کا خوف نہین۔ عرض کیا گیا کہ منافق سے کون حضرات مراد ہین۔ فرمایا کہ جن کی زبان پر تو علم ہو اور دل مین اُس کا کچھ اثر نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے جو افقہ صحابہ مین سے ہین فرمایا کہ میرے خیال مین ہے کہ علم دس حصّون مین سے نو حصّے حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ ایسے علما صحابہ کے ہوتے ہوئے آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین۔ جواب دیا کہ میرا مقصود وہ نہین جو تم سمجھے ہو میرا مطلب عرفان رب سے ہے۔

تعبّد

آپ نے یعنی فاروق اعظم نے اپنے تمام عمال کو لکھ بھیجا تھا۔ تمام کامون مین مہتم بالشان نماز ہے جو اس کو ضائع کررہا ہے اُس سے دیگر امور کی کیا توقع کی جائے گی۔ نماز کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ جس روز آپ کو زخم لگا ہے اُس کی صبح کو جب نماز کے واسطے آپ کو جگایا گیا آپ فوراً مستعد ہوگئے حالانکہ زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تارک صلوٰۃ ہے اُس کو اسلام سے حصّہ ہی کیا ملا۔ آپ کی نظر مبارک نماز و جماعت کے اسرار پر نہایت

غائر تھی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پروردگار کی کچھ یاد دلاؤ۔ وہ قرآن مجید کی آیات کی تلاوت فرماتے یہان تک کہ بعض اوقات نماز کا آدھا وقت اس مین صرف ہو جاتا اور لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی پکار چارون طرف سے کرتے۔ آپ فرماتے کہ کیا ہم نماز مین نہ تھے۔ آپ کا مقصود یہ ہرگز نہ تھا کہ محض اسی حالت مین رہنا نماز فریضہ کے ادا کرنے کے قائم مقام تھا بلکہ جو حالت نماز مین حضوری پیدا ہوتی ہے وہی آپ کو حاصل تھی جماعت کے فوائد کی جانب آپ کبھی کبھی اس طرح ارشاد فرما دیتے تھے کہ جماعت مین اپنے بھائیون کو دیکھ لیا کرو جو لوگ مرض کی وجہ سے شریک جماعت نہین ہوئے ہین اُن کی عیادت کو جاؤ اور جو لوگ بے عذر گھر مین رہ گئے ہین اُن پر عتاب کرو کہ آئندہ اُن کو اس کا خیال رہے۔ جماعت کی خوبی بہت بڑی یہی ہے کہ اُس سے اپنے بھائیون کی کیفیت معلوم ہوتی رہتی ہے اگر اُن کو امداد کی ضرورت ہے تو مدد دے سکتے ہین۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے اللہ اکبر زیادہ سُنا جاتا تھا گویا یہ آپ کا شغل اور وظیفہ تھا۔

آپ فرمایا کرتے تھے مساجد سب بیوت اللہ ہین ہر صاحب خانہ اپنے گھر مین آنے والے کی کچھ نہ کچھ خاطر کرتا ہے۔ سمجھ لیجئے کہ عرفان فاروقی کیسا تھا۔ توکل کا کیا کوئی اَور مرتبہ ہے۔

جب وقت وصال حضرت علیؓ تشریف لائے تو فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے روے زمین پر کوئی ایسا شخص جس کے نامۂ اعمال کے ساتھ مین خدا سے مل سکون تم سے زیادہ محبوب نہین۔ پوچھئے حضرت علیؓ سے کہ حضرت

فاروق اعظم کی کیاشان تھی خداوند تعالیٰ شانہ ہمارے بھائیون کو آنکھین دے کہ وہ آپ پہچانین اور خیال کرین کہ ہم کیسے شخص کو برا کہتے ہین۔

آفات زبان

حضرت فاروق اعظم کا ارشاد آپ فرماتے ہین کہ زق زق بق بق کرنا شیطانی حرکات مین سے ہے۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے آپ کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تم مجھے اور اپنے آپ کو دونون کو ڈبو تے ہو۔

حضرت احنف کو آپ نے تعلیم فرمائی کہ جو زیادہ ہنستا ہے اُس کی ہیبت جاتی رہتی ہے اور جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اُس کو ہلکا سمجھنے لگتے ہین۔ جو شخص جس چیز کا ذکر کرتا ہے اُسی چیز سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ جو شخص زیادہ بکتا ہے ضرور ہے کہ خراب باتین بھی اُس کی زبان سے نکلین گی۔ خراب باتون سے اُس کی حیا جاتی رہیگی حیا کے جانے سے تقویٰ بھی رخصت ہوجاتا ہے اور تقویٰ کا جانا اور دل کا مردہ ہونا برابر ہے

حضرت فاروق اعظم کا ارشاد ہے کہ انسان کے لئے تمام گمراہیون مین سے یہی تین باتین کافی ہین کہ جو خود کرتا ہے دوسرون پر اُسی کی طعن کرتا ہے۔ لوگون کے اُن عیوب پر اُس کی نظر رہتی ہے جو خود اُس مین ہین اور جن سے یہ بالکل غافل ہے۔ اپنے دوستون کو فضول باتون مین تکلیف دیتا ہے۔

آفات قلب

آپ جب خطبہ پڑھتے تو اکثر نصیحت فرماتے کہ وہی شخص کامیاب رہا جو ان تین آفتون سے محفوظ ہے۔ خواہشات نفسانیہ۔ طمع۔ غضب

ایک مرتبہ آپ کو ایک شخص پر غصہ آیا فوراً ناک مین پانی ڈالنا شروع کیا اور حدیث مرفوع مین آیا ہے کہ غصہ کے وقت پانی پی لینا چاہیئے۔

ایک آدمی نے درخواست کی کہ بعد نماز صبح لوگون کو وہ کچھ نصیحت کرے آپ نے منع فرمایا۔ اُس نے عرض کی کہ آپ مجھے نصیحت کرنے سے روکتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان مجھے اس کا ڈر ہے کہ کہین اس وعظ کی بدولت آپ کے غرور کا سر مبارک ثریا تک نہ پہنچ جائے۔ وعاظ کے لئے یہ مقام نہایت دشوار ہے دوسرے کی تکمیل اپنے کمال حاصل کرنے کے بعد ہے جب تک اپنے نفس کی تہذیب نہین کی ہے اَورون کو مہذب بنانا خام خیالی ہے کیا خوب کہا ہے جس نے کہا ہے ؎

آستین شکر آلود مگس ران نشود	وعظ من گرد فشاندۂ عصیان نشود

سننے والون کے لئے ضرور ہے کہ وہ اس کا خیال نہ کرین کہ کہنے والا کون ہے اور اس کا عمل کیا ہے بلکہ یہ دیکھین کہ یہ کہتا کیا ہے لیکن اثر جب ہی پڑیگا کہ قائل خود خالصاً مخلصاً اللہ ہی کے واسطے کہتا ہو۔

حکایت ایک عورت کا لڑکا بیمار ہوا اُس کو طبیب نے منع کیا کہ شیرینی اس کو بہت مضر ہے یہ نہ کھائے مگر وہ لڑکا نہ مانتا تھا اُس کے پیر جن کا مرید تھا کہا کہ طبیب نے اس کو شیرینی کھانے کو منع کیا ہے اور یہ مانتا نہین آپ منع فرمادین۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو تین دن کے بعد لانا وہ عورت تین دن کے بعد اُس کو اُن بزرگ کے پاس لائی آپ نے اُس لڑکے سے کہا کہ بیٹا شیرینی تجھ کو اس عارضہ مین مضر ہے تا صحت شیرینی نہ کھائیو۔ بعض مرید حاضر تھے اُن لوگون نے عرض کی حضور اتنی بات تو اس سے آپ روز اول بھی کہہ سکتے تھے یہ تین دن کی خصوصیت کیا تھی آپ نے فرمایا کہ بھائی

شیرینی تو مین بھی بہت رغبت سے کھاتا ہون تو میرے کہنے کا کیا اثر ہوتا اب مین نے تین دن سے شیرینی نہین کھائی ہے اب اسے منع کیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمھاری قوم کا سردار کون ہے اُس نے کہا مین ہون آپ نے فرمایا کہ تم ہوتے تو ایسا نہ کہتے۔ خود آپ کا عمل بالکل ایسا ہی تھا۔ عجب و تکبر کو پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ایک دلچسپ واقعہ اپنی نایاب کتاب بوستان مین نقل کیا ہے دیکھنا چاہیئے کہ اس حکایت سے اُن کی تمام زندگی کے واقعات پیش نظر ہو سکتے ہین یعنی ایسی سادہ وضع تھی کہ کچھ جاہ و حشم اُن کے ساتھ نہ رہتا تھا بازارون مین عام آدمیون کی طرح چلتے پھرتے تھے کوئی نہ جانتا تھا کہ بادشاہ ملک ہین کپڑے سادے اخلاق نیکو نہایت درجہ کے متواضع۔

حکایت

گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے	نہادش عمرؓ پائے بر پشت پائے
ندانست درویش بیچارہ کوست	کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
برآشفت بروے کہ کوری مگر	بدو گفت سالار عادل عمرؓ
نہ کورم ولیکن خطا رفت کار	ندانستم از من گناہ درگذار
چہ منصف بزرگانِ دین بودہ اند	کہ با زیر دستان چنین بودہ اند
فروتن بود ہوشمندِ گزین	نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

ذرا ملاحظہ ہو اُس گدا سے دریوزہ گر کی دریدہ دہنی اور اُس بلند قدر بادشاہ کا انکسار۔ اُس گدا سے کہا کہ بھائی اندھا تو نہین ہون لیکن نادانستگی مین یہ قصور ہو گیا معاف کرو یہ انصاف ہے۔ واقعی فاروق اعظم حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالار عادل تھے۔

آپ کی فروتنی کا یہ عالم تھا کہ ایک ہاتھ مین گوشت اور دوسرے ہاتھ مین درّہ ہوتا تھا جب بازار سے مکان جاتے تھے آپ محض نفس کشی کی غرض سے اپنے گھر کے کامون کے لئے اپنے دوش پر مشک بھر بھر کر لاتے تھے حالانکہ لونڈی غلام سب موجود تھے۔ خیر نفس کشی تو تھی ہی مگر اصل سخن تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب کے خلیفہ کی فطرت ہی ایسی رکھی تھی

۵	وزیرِ چنین شہریارِ چنان		جہان چون نگیرد قرارِ چنان

اگر ان خلفا کی ذات پاک نہ ہوتی تو بعد تشریف بری رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسلام کا چراغ ہی گُل ہو گیا ہوتا اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو ایسا نفس مزکیٰ عطا فرمایا تھا کہ جس کا تزکیہ روز ازل ہی مین ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ شانہ نے ایسا مزکیٰ نفس آپ کے لئے اور آپ کو ایسے مزکی نفس کے لئے پیدا کیا تھا۔ آپ کو اپنے امورات خانگی کے انجام دینے کے لئے کبھی کسی امیر سے امیر کے سامنے بھی عار نہ ہوتی تھی۔ وہ یہی جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے میرے ہاتھ مین ملک صرف انصاف کے لئے دیا ہے نہ اس لئے کہ مین اُس سے دنیاوی حظ اُٹھاؤن۔ یہی سمجھ تھی کہ اُن سے ہر قسم کے کام لے لیتی تھی اور آپ نے خوب سمجھ لیا تھا کہ دنیا کیا چیز ہے اور اُس کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے

رباعی

دنیا مطلوب طالبِ دین نشود	شیدائی آن شیفتۂ این نشود
بارِ دلِ عارف نشود جلوۂ دہر	آئینہ ز عکسِ غیر سنگین نشود

آپ کو پر تکلف لباس کا کبھی خیال نہ تھا۔ جب آپ شام کے ملک مین داخل ہوئے ہین تو بالکل معمولی اور مستعمل لباس تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے عرض کی

بڑے بڑے ملک شام کے سردار آپ کی ملاقات کو آئین گے نیا لباس زیب تن فرما لیجئے۔ آپ نے ارشاد کیا اللہ تعالیٰ شانہ نے جو عزت ہم کو عطا فرمائی ہے وہ اسلام کی بدولت ہے نہ لباس فاخرہ کے سبب سے۔ اسلام اچھا رہنا چاہئے بڑی عزت ہماری یہ ہے۔

آپ ہم کو ایک بڑی محکم اور سچی بات تعلیم فرما گئے ہین۔ بہت سے ایسے کام ہین کہ ہم اُن کو اچھا سمجھتے ہین مگر کم سمجھ لوگون کی خندہ زنی کے خوف سے اُس کو نہین کرتے اور امر حق کو چھوڑ دیتے ہین اُس کی وجہ سے نقصان اُٹھاتے ہین۔ آپ نے اُس کی تعلیم ہمین صرف قول سے نہین کی بلکہ وہ کام آپ نے خود کر کے دکھا دیا۔

ایک بار حضرت عمرو ابن اسود عیسی نے کہا کہ مین کبھی مشہور کپڑا نہ پہنونگا کبھی گدّہ پر نہ سوؤن گا۔ سم تراشیدہ گھوڑے پر نہ سوار ہونگا اور کبھی کھانے سے پورا پیٹ نہ بھرونگا۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے یہ سُن کر فرمایا کہ جس کو رسول مقبولؐ کا طریقہ مبارک دیکھنا ہو وہ عمر بن اسود کو دیکھ لے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمام راتین عبادت مین گذارے اور تمام دن روزے رکھے اور صدقہ دے جہاد کرے لیکن حُبّ فی اللہ اور بغض فی اللہ نہ ہو تو یہ چیزین اُسے کچھ بھی مفید نہ ہونگی۔ واقعی اصلاح قلب کی اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر اگر ہے تو یہی ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہو تو اُسکا مدار محض للّہیت پر ہو اور اگر نفرت ہو تو وہ بھی محض براے خدا۔ جس کو جس قدر محبوب حقیقی سے تعلق ہو اُسی قدر محب کو اُس کے ساتھ محبت ہو گی۔ اور جس کو جتنا اُس جناب سے بُعد ہے اُتنا ہی وہ محب کی نظرون سے دور ہے محب کا کوئی مطلب کوئی غرض اپنی جانب سے نہین جو کچھ ہے مطلوب کی

جانب سے ہے۔

آپ اکثر فرماتے کہ علانیہ اعمال کیا کرو۔ لوگون نے پوچھا کہ اعمال علانیہ کی تعریف کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے اعمال کیا کرو کہ اگر لوگون کو اُس کی اطلاع ہوجاے تو تم کو شرمسار نہ ہونا پڑے اس سے معلوم ہوا کہ اعمال کی وہی حیثیت مقصود ہے جو پروردگار عالم نے مقرر فرمادی ہے۔ نہ یہ کہ جلوت مین تو نماز و روزہ اور دیگر عبادات اور خلوت مین کچھ اَور۔ خدا ہی حافظ ہے

واعظان کین جلوہ در محراب و منبر می کنند چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند	؎

ایسے حضرات کو سوچنا چاہئے کہ اُنھون نے قبلہ عبادات کس کو بنایا اور خداے تعالیٰ شانہ کے علام الغیوب ہونے کو کہان تک یاد رکھا ہے۔ کیا جلوت مین جس کی معبودیت کا اقرار کیا جاتا ہے خلوت مین اُس کی معبودیت نہین۔ نہین ہرگز نہین اُس کا علم اور خدائی ہر جگہ برابر ہے۔ اسی واسطے عرفا نے ریا کو قریب کفر کے سمجھا ہے۔ اے بھائیو اللہ تعالیٰ شانہ سے سچے دل سے توبہ کرو کہ اللہ پاک ان افعال سے بچنے کی توفیق ہم کو تم کو اور سب مسلمانون کو عطا فرمائے اللھم آمین توبہ۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ حساب سے پہلے خود اپنا حساب کرلو میزان قیامت سے پیشتر اپنے اعمال کی جانچ پرتال کرلو کیا عجب ہے کہ پروردگار تعالیٰ شانہ تمپر فضل فرمائے اور تمھاری نافرمانیون سے درگذر کرے۔

ایک روز آپ کو مغرب کی نماز مین اتنی تاخیر ہوگئی تھی کہ ایک تارا نظر آگیا تھا اس کے کفارہ مین آپ نے ایک غلام آزاد کیا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ

توبہ کرنے والون کے پاس بیٹھا کرو۔ کہ دل نرم کرنے کا یہ بڑا اچھا علاج ہے۔

ایک بار آپ نے احنف بن قیس سے پوچھا کہ سب سے زیادہ احمق کون ہے اُنھون نے جواب دیا کہ جو شخص اپنی آخرت دنیا کے پیچھے تباہ کر ڈالے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص اُس سے بھی زیادہ بے وقوف ہے جو دوسری کی دنیا لے کر اپنی آخرت کو برباد کر دے۔

ایک مرتبہ آپ یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ رو رہے ہین۔ فاروق اعظم نے سبب گریہ دریافت کیا حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جبریلؑ نے آکر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اُس بوڑھے آدمی کے عذاب دینے سے شرماتا ہے کہ جس کا بڑھاپا اسلام مین گذرا ہو کیا اُس بوڑھے کو جس کی جوانی اسلام مین گذری ہے بڑھاپے مین گناہ کرنے سے شرم نہین آتی فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ذم دنیا مدح قناعت

اے پیارے نور چشمو یہ کلمات ہین کہ جن کو حکمت آیات کہتے ہین ان کو پڑھو اور یاد رکھو جو مرنے کے وقت کام آئین تاولون اور کہانیون مین کیا رکھا ہوا ہے۔

فاروق اعظم نے اپنے عاملون کو لکھ کر بھیجا تھا کہ دنیا نہایت خوش گوار سبزہ زار ہے جو اُس کو اِس لئے حاصل کرتا ہے کہ اُس کو اُس کے مصارف مین صرف کرے وہ اُس کا مستحق نہین کہ اُس مین اُس کے لئے برکت عطا فرمائی جائے اور دوسرے خیال سے حاصل کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ کھائے جاتا ہے

مگر سیر نہین ہوتا۔

جب فارس کے خزانون کے ڈھیر آپ کے سامنے لگا دئے گئے ہین تو اُن کو دیکھ کر فاروق اعظم بہت روئے۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ یہ تو خوشی کا وقت ہے آپ روتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس کا گذر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی خانہ خراب نفاق کے قدم بھی قوم مین آجاتے ہین سبحان

اللہ وبحمدہٖ	ع	مرد آخر بین مبارک بندہ ٔ	

آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ایک مرتبہ لکھا۔ وہ بڑا اچھا حاکم ہے جس کی رعایا اُس سے خوش ہو اور نیک کردار ہو اور جس کی رعایا بدبخت ہو اُس حاکم سے بدتر کوئی حاکم نہین۔ ایسا نہ ہو کہ متاع دنیا مین سے کچھ حصہ لیلو اگر تم ایسا کروگے تو تمھارے نائب اور ماتحت بھی اس مین پڑجائین گے اس حالت مین تمھاری مثال اُس جانور کی سی ہوجائے گی جو ایک سبزہ زار دیکھ کر اُس پر پل پڑے اور چارون طرف اس لئے مُنہ مارتا پھرے کہ موٹا ہوجاؤن گا۔ مگر یہ خبر ہی نہین کہ اُس کی موت اُس کے موٹا ہونے مین ہے۔

حضرت فاروق اعظم اپنے میلے کپڑے اپنے مبارک ہاتھون سے دھو لیا کرتے تھے اور آپ کو کسی قسم کا عار نہ ہوتا تھا۔

عطاے خراسانی فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ لوگ آپ کے انتظار مین بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو توقف کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کپڑے دھو رہا تھا۔ جب وہ سوکھ گئے ہین تو پہن کر آیا ہون۔ کیون میرے نیک کردار انصاف پسند عزیز و ایسی سلطنت کو کوئی دنیا کی بادشاہی کہہ سکتا ہے کیا کسی دنیا کے بادشاہون مین اس بادشاہی کی نظیر مل سکتی ہے کیا کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ ذات پاک غاصب تھی۔

آپ کھانا تناول فرمانے کے بعد اپنی اُنگلیاں چاٹ کر صاف کر لیتے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پونچھ لیتے اور ارشاد فرماتے کہ میرا رومال یہی ہے۔

جب مدینہ مین غلّہ گران ہو گیا تو آپ نے جَو کھانے شروع کر دئے وہ مزاج مبارک کے ناموافق ہوئے۔ آپ نے شکم مبارک کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ جب تک مسلمانون کو ارزانی حاصل نہ ہو تجھ کو یہی کھانا پڑیگا۔

عبداللہ بن عامر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین سفر مین آپ کے ساتھ تھا کسی موقع پر خیمہ استادہ نہ ہوا۔ لوگون نے کہا کہ کس چیز کے سایہ مین قیام ہو۔ جواب دیا درخت پر اپنی چادر ڈال کر آرام فرمایا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو دنیا اور دین دونون مین وبال ہے واقعی قلت طعام تمام امراض سے محفوظ رہنے کے لئے کافی ہے دنیا دی صحت قائم رہتی ہے اور آخرت کا یہ حال ہے کہ ایک خاص قسم کی تنویر قلب مین پیدا ہو جاتی ہے۔ نیند کم آتی ہے عبادت کے لئے بدن سبک رہتا ہے قلتِ طعام قلتِ منام اور قلت کلام یہی تین قلتین ہین جو ابجد درویشان ہین۔ آپ کے تزہد کے بے شمار واقعات ہین جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات مین لکھے ہین جس کو ہم نے اختصار کے ساتھ اس کتاب مین نقل کیا ہے۔ اتنی ہی تحریر مین غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی خلافت کہان تک جاہ طلبی یا دنیا طلبی کی راہ سے تھی

حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نہ ایسے قدیم الاسلام تھے نہ ایسا بہت زیادہ فی سبیل اللہ خرچ کیا کرتے تھے پھر کیا تھا جو اس اعلیٰ درجہ کے مقام پر پہنچ گئے وہ چیز آپ کا زہد اور خلوص تھا جس نے اُن کو

عروج اسلام کا تخت نشین بنا دیا۔ اس نے سمجھا دیا کہ اسلام کے اصول
کیسے مطابق عقل کے ہین تمام کشا فتین ہون سب صاف ہو جاتی ہین
ہم کو اُس زمانہ کے اور ان حالات پر اور جو اس زمانہ مین ہو رہے ہین۔
پیش نظر رکھ کر آپ کے حالات کو بہ نظر انصاف دیکھنا چاہیئے پھر صاف
معلوم ہو جاے گا کہ یہ شخص کس قدر ملکی معاملات کی اُلجھنون مین پھنس کر
بھی کیسی اچھی رجوع الی اللہ رکھتا ہے اور یون کوئی ہٹ دھرم نہ مانے
تو اُس کا تو علاج ہی نہین ہے۔ آپ کے اسلام اور ایام جاہلیت کی خشونت
اور پھر ایام خلافت کی انصاف پسندی۔ یہ وہ واقعات ہین کہ اسلام سے
پیشتر کسی نبی کی اُمت مین کسی اولو العزم کو نہین ملے۔ اب ہم اُنہین
بزرگون کی کتابون سے کچھ واقعات بطور اختصار نقل کرتے ہین جن سے
آپ کے یقین کامل کا کچھ رتبہ معلوم ہو۔ اس لئے کہ اصل اسلام اور اصل
تصوف یہی ہے۔ اسی واقعہ پر غور کیجیے جب جناب رسالت مآبؐ نے
ازواج مطہرات سے کچھ دنون کے واسطے علیحدگی اختیار فرمائی تو فاروق
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ اگر حضور کا فرمان ہو تو مین ابھی حفصہ
کی گردن اُڑانے کو تیار ہون۔ ایک واقعہ جانکاہ آپ کے فرزند
ابو شحمہ ہی کا ہے کہ آپ نے اُن پر حد جاری فرمائی اور وہ اُسی حالت
مین مر گئے اور پیاس کی حالت مین اُن کا دم نکل گیا مگر حد کے تمام ہونے
سے پہلے پانی پینے نہ دیا۔

تفصیل واقعۂ جانکاہ ابو شحمہؓ

تمام دنیا کے بادشاہون کی تاریخ پڑھ جایئے مگر اسکی نظیر نہ ملیگی نہ ملیگی

روایت ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس مین تفضیل صحابہ کا ذکر چلا سب نے اس پر اتفاق کیا کہ افضل صحابہ حضرت ابوبکر صدیق اعظمؓ ہین اور بعد اُن کے فاروق اعظمؓ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباسؓ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر سنتے ہی اس قدر روئے کہ قریب بیہوش ہونے کے ہوگئے جب افاقہ ہوا تو کہنے لگے کہ خدا اُس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس نے قرآن پڑھ کر اُس پر عمل کیا اور حدود الٰہی کو اس شان سے اجرا کیا جیسا کہ حق تھا اور اُن امور مین کسی کے کہنے سننے کی پروا نہ کرتا تھا۔ مین نے خود دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بچہ پر حد جاری فرمائی یہان تک کہ اُس بچہ کا انتقال ہوگیا۔ لوگون نے اس واقعہ کی تفصیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ :-

ایک روز حضرت عمرؓ مسجد نبوی مین تشریف فرما تھے اور احباب گرداگرد جمع تھے یکایک ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ اپنے اس بچہ کو لیجئے آپ نے فرمایا کہ میرا بچہ کیسا۔ اُس نے کہا کہ آپ کا نہین آپ کے صاحبزادے کا اُس سے پوچھا کہ کس بچہ کا۔ اُس نے کہا ابوشحمہ کا۔ پھر اُس نے اوّل سے آخر تک اپنی سرگذشت بیان کی جس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابوشحمہ سے یہ خطا سرزد ہوئی ہے جس کی وجہ سے اُن کو سو دُرّے لگنے ضرور ہین۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً نقیب کے ذریعہ سے مسلمانون کو مسجد مین جمع کراکر فرمایا کہ سب یہین حاضر رہنا۔ پھر ابن عباس کو لے کر پاپیادہ مکان پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکایا اور پوچھا کہ ابوشحمہ ہے اندر سے آواز آئی کہ کھانا کھا رہے ہین۔ امیرالمومنین اندر پہنچے اور بیٹے سے کہا کہ کھانا کھا شاید یہ تیرا آخری کھانا ہو۔ یہ سُنکر صاحبزادہ کا رنگ فق ہوگیا اور تمام بدن

کانپنے لگا یہان تک کہ لقمہ جو ہاتھ مین تھا چھوٹ پڑا۔ آپ نے پوچھا کہ بیٹا
مین تمھارا کون ہون۔ آپ نے عرض کیا انت ابی و امیر المومنین
آپ نے پوچھا کہ کوئی میرا حق اطاعت بھی تم پر ہے۔ کہا ایک نہین دو۔
ایک والد ہونے کی حیثیت سے اور ایک امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے
امیر المومنین نے قسم دیکروہ واقعہ دریافت فرمایا جو اُس لونڈی کے ساتھ
گذرا تھا۔ آپ نے اقرار کیا۔ مگر یہ بھی آخر مین کہا کہ مین نے توبہ کرلی ہے
آپ نے فرمایا توبہ سے حدود شریعہ معاف نہین ہوتی۔ پھر اُن کا ہاتھ پکڑا اور
مسجد کی طرف گھسیٹتے لے چلے۔ ابوشحمہ نے نہایت عاجزی سے التجا کی کہ
حضور مجھے رسوائی سے بچائیے اور جو سزا دینا ہو یہین دیدیجیے۔ فاروق اعظم رض
نے فرمایا کیا تم نے خداوند کریم کا یہ ارشاد نہین سنا ولیشھد عذ ابھا
طائفة من المومنین آخر کشان کشان اُن کو مسجد مین لائے اور تمام
صحابہ کے سامنے کھڑا کرکے کہا کہ عورت سچّی ہے ابوشحمہ اُس کے بیان کی
تصدیق کرتا ہے یہ فرماکر آپ نے اپنے غلام جس کا نام افلح تھا اُس کو حکم دیا
کہ ابوشحمہ کو سَو دُرے لگا خبردار اس کی رعایت نہ کرنا کہ میرا بچّہ ہے افلح
اس حکم کو سُنکر کانپ اُٹھا اور رو کر کہنے لگا کہ یہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔
حضرت عمر فاروق اعظم نے فرمایا کہ اے افلح تو خوب جانتا ہے کہ میری اطاعت
خدا و رسول کی اطاعت ہے یہ میرا حکم کچھ میرا حکم نہین ہے بلکہ میرے مالک
میرے خالق کا حکم ہے جس سے کسی کو سرتابی کی مجال نہین ہے تجھ پر بھی
اُس حکم کی بجاآوری فرض ہے افلح نے مجبوراً ابوشحمہ کے کپڑے اُتارے
حاضرین نے جب یہ حالت دیکھی تو رونے لگے اور جوش گریہ سے بیتاب
ہوگئے خود حضرت عمر کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور صاحبزادے سے

فرماتے تھے کہ اے میرے لخت جگر یہ مین اس لئے کرتا ہون کہ وہ تمام
جہان کا خالق و مالک مجھ پر اور تم پر رحم فرمائے اور قیامت کے روز تم سے
اس کا حساب نہ ہو جو مجمع اولین و آخرین ہے اُس مین پاک وصاف رہو
فرزند سے تو یہ ارشاد ہو رہا تھا اور افلح کو حکم تھا اضرب یعنی حد تمام کر جب
ستر دُرّے لگ چکے تو ابو شحمہ کو خدا اُن سے راضی ہو تشنگی غالب ہوئی اور
پانی مانگا ارشاد ہوا بیٹا صبر کرو اگر اللہ تعالیٰ شانہ نے تم کو اس سزا کے بعد
پاک وصاف کر دیا تو تم حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے دست مبارک سے جام کوثر پینا اور ہمیشہ کے واسطے سیراب ہو جانا اور
پھر افلح کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اضرب جب اسّی دُرّون پر نوبت آئی تو
ابو شحمہ بیدم ہو گئے اور والد کو الوداعی سلام کیا۔ آپ نے جواب مین فرمایا
وعلیک السلام اگر رسول اللہ کی حضوری ہو جائے تو میرا سلام عرض کرنا
اور کہدینا کہ خادم عمر کو اس حالت مین چھوڑ آیا ہون کہ وہ قرآن پڑھتا ہے
اور اُس کے احکام جاری کرتا ہے۔ پھر غلام سے ارشاد ہوا اضرب دس
دُرّے اور لگے تھے کہ ابو شحمہ کمال ضعف سے بالکل ساکت و خاموش ہو گئے
اور طاقت گویائی نے بالکل جواب دیدیا۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ حالت
دیکھکر صحابہ مین ایک حالت پیدا ہو گئی اور سب نے سفارش کی کہ تھوڑی دیر
کے لئے دُرّے مارنا موقوف کرا دیجئے آپ نے فرمایا کہ جب گناہ مین تاخیر نہ ہوئی
تو سزا مین ناممکن ہے حضرت عمر یہ فرما ہی رہے تھے کہ ابو شحمہ کی والدہ روتی ہوئی
باہر نکل آئین اور کہا۔ یا امیر المومنین ابو شحمہ کو چھوڑ دیجئے مین ہر درہ کے بدلہ
مین پاپیادہ حج کرون گی اور صدقہ بھی دون گی۔ مدینہ مین کہرام مچ گیا۔
پھر غلام سے ارشاد ہوا کہ حد پوری کر جس وقت آخری کوڑا لگا ہے ابو شحمہ

زمین پر گرے اور روح مرکز اصلی کی طرف پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرزند کی نعش کو دیکھکر فرمایا کہ خدا اسے تعالیٰ تجھ کو تیرے گناہون سے پاک کرے پھر بے اختیار روئے اور ابو شحمہ کا سر زانو پر رکھ کر فرمانے لگے تیرا باپ قربان ہو اس پر جس کی جان حق پر نکلی جو حد کے تمام ہونے پر اس جہان کو چھوڑکر گیا اور جس پر اُس کے باپ اور اقارب نے ترس نہ کھایا۔ مدینہ مین ایک عام واویلا مچا ہوا تھا یہ وہ مصیبت ہے کہ جو کم دیکھی گئی ہوگی۔ اس واقعہ کے چالیسوین روز حذیفہ بن الیمان نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک جوان حلّہ بہشتی پہنے ہوئے آپ کے ساتھ ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اے حذیفہ عمرؓ سے میرا اسلام کہہ اور یہ پیام پہنچا کہ تم نے قرآن پڑھا اور اُس کی تعمیل کا حق ادا کر دیا۔

فاروق اعظم کی عام ہمدردی

یہ بات خیال کی جاتی ہے کہ جس قدر اس کو تصوف سے مناسبت ہے اُسی قدر خلافت کے زیادہ شایان ہی نہین بلکہ اعلیٰ درجہ کی ضروریات سے ہے۔ اس عام ہمدردی کا کم سے کم یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ مظلومون کی داد رسی جس تندہی سے کی جائے گی وہ بغیر اس کے ممکن نہین۔ جس قدر رعایا کے حقوق کی نگہداشت اِس کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ کیا بے درد شخص سے یہ خیال مین بھی آسکتی ہے۔

اِسی کا یہ نتیجہ ہوگا کہ رعایا اپنے خلیفہ کی جان نثار ہوگی اور اُس کی نیت کا اثر جب پڑے گا تو تمام لوگ اسی رنگ مین رنگے ہون گے پھر ان ممالک مین

جو کچھ ترقی ہو وہ تھوڑی ہے۔
آہ صد آہ ہم مسلمانون کا ایک اعلیٰ درجہ کا دُر بے بہا اُن سے جُدا ہو کر دوسری قوم کے تاج مین چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اب یہ حالت ہو گئی ہے دنیا بھر مین مسلمانون سے زیادہ بیدرد قوم کوئی نہین خیال کی جاتی۔ اگر کوئی واقعہ جو کسی خاص بادشاہ کی نیت بد کا نتیجہ ہو یا واقعی ذرا سا بھی سیاسی پہلو لئے ہو وہ سب اسلام کے سر مارا جاتا ہے اور علی الاعلان پکارا جاتا ہے کہ اسلام نہایت بے درد ہے افسوس ہزار افسوس۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق مدینہ طیبہ مین لوگون کو کھانا کھلا رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ بائین ہاتھ سے کھا رہا ہے۔ فرمایا کہ اے خدا کے بندے داہین ہاتھ سے کھا اُس نے عرض کیا کہ وہ ہاتھ بیکار ہے موتہ کی لڑائی مین چوٹ آگئی تھی۔ آپ اُس کی یہ مجبوری دیکھ کر رو دئے اور نہایت افسوس کے ساتھ فرمانے لگے کہ تم کو وضو کون کراتا ہے سر کون دھوتا ہوگا کپڑے کون پاک کرتا ہوگا۔ پھر خادم کو آواز دی اور اُس خادم کو ایک سواری اور سب ساز و سامان کے ساتھ اُس آدمی کو دے ڈالا۔ اس مین ہمدردی کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمدردی صرف زبانی ہی نہ تھی بلکہ وہ ہمدردی آپ کو مجبور کرکے اُس کی رفع حاجات کے سامان بھی کرا دیتی تھی جو اُس وقت کے مناسب ہوتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سچی ہمدردی تھی نہ کہ آج کل کی سی۔

ایک شب کو حسب معمول گشت مین دیکھا کہ ایک عورت اپنے بچون کو لئے بیٹھی ہوئی ہے اور وہ بچے رو رہے ہین۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ بچے کیون روتے ہین۔ کہا بھوک کے مارے۔ سامنے ہانڈی بھی چڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر اس مین کیا ہے اُس نے کہا پانی ہے

ان کو بہلا رہی ہون کہ یہ سو جائین تو تھوڑی دیر کے لئے مجھے اس عذاب سے نجات ملے یہ سُن کر آپ کمال آبدیدہ ہوئے اور بیت المال سے خود جاکر سامان لائے اور اپنے ہاتھ سے ہانڈی پکاکر بچّون کو کھلا کر اور پانی پلا کر اُن کا سامان کر کے اُس عورت کو بیفکر کر دیا یا اللہ تعالیٰ شانہ وہ تیرے کیسے بندے ہین جو ایسے ہمدرد قوم کو ظالم اور غاصب کہتے ہین کیا کوئی آدمی اس وقت ایسے دل کا ہے۔ وہ حضرات جو ایسے بزرگ منش کو بیدرد فرماتے ہین۔ کیا اُن سے اس طرح کی ہمدردی قومی ظہور مین آئی ہے۔

ایک مرتبہ کچھ تاجر آکر عیدگاہ مین ٹھیر گئے۔ آپ عبدالرحمٰن کو ساتھ لیکر اُن کی حفاظت کے واسطے وہان پہنچے۔ تمام شب آپ نے اُن کی حفاظت فرمائی۔ رات مین کئی مرتبہ ایک بچے کے رونے کی آواز آئی۔ آپ اُس کی مان سے جاجاکر کہہ آتے تھے آخری مرتبہ فرمایا کہ تم کیسی مان ہو تمھارا بچہ رات بھر کیسا رویا ہے اُس نے کہا کہ مین اس بچّہ کا دودھ چھوڑانا چاہتی ہون اس لئے یہ رویا ہے پوچھا کہ اتنی جلد کیون دودھ چھوڑاتی ہو۔ اُس نے کہا کہ عمر کا حکم ہے کہ صرف اُن بچّون کا وظیفہ مقرر ہو سکتا ہے جو دودھ چھوڑ چکے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ عمر کا بُرا ہو جس کے حکم سے خدا جانے کس قدر مسلمانون کے بچون کو تکلیف ہوئی ہو گی۔ اور اعلان کرا دیا کہ بچون کو پیدا ہوتے ہی وظیفہ ملا کرے گا۔ آپ نے اس حکم کو تمام عمال کو لکھ بھیجا تھا۔

ایک شب کے گشت مین آپ ایک اعرابی سے ملے جس کی بی بی دردِ زہ مین مبتلا تھی آپ نے اُم کلثوم کے خیمہ مین اُسے پہنچا دیا۔ اُنھون نے دروازہ پر آکر پکارا یا امیرالمومنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی مبارکباد دیجئے۔ اعرابی امیرالمومنین کا نام سنکر کانپ اُٹھا اور نہایت لجاجت سے عذر کرنے لگا

آپ نے فرمایا کہ کچھ خیال مت کرو ہم تو تمھاری ہی خدمت کرنے کو پیدا کیئے گئے ہین - پھر اُس طفل نوزائیدہ کا وظیفہ کر دیا اور زچگی کے خرچ کے لئے کچھ اَور دیدیا - یہ بی بی ام کلثوم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی حقیقی خواہر مکرمہ ہین اور امیر المومنین فاروق اعظم کی زوجہ ہین -

فاروق اعظم کا خوفِ خدا

جو ان سب خوبیون کا سرچشمہ تھا جن مین سے یہ سب دُرّ شاہوار برآمد ہوئے تھے یقین کامل کا جو سب سے پہلے اثر ہوتا ہے وہ یہی ہے اسی کے ذریعہ سے ہر امر مین خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی اس کا خیال رہتا ہے کہ پروردگار عالم کے کسی حکم کے خلاف تو نہین ہے بس یہ خیال ہی آدمی کو ایسا سیدھا کر دیتا ہے کہ کہین کجی رہنے نہین پاتی - پروردگار تعالیٰ شانہ نے جو علماء اور اولیا کی شانین فرمائی ہین اُن مین حصر کے ساتھ جس کو بیان فرمایا ہے وہ چیز یہ خشیت ہی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ علماء یہ تو علما کی شان مین ہے -

اور اولیا اللہ کی شان مین ہے ان اولیاہ الا المتقون غرض یہی وہ صفت ہے جس کی قرآن پاک مین اگر غور سے دیکھا جاے تو جا بجا تاکید ہے بعض مقام پر ایک ہی آیت مین دو دو جگہہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اس کا اندازہ اُسی وقت ہوتا ہے جب کوئی خواہش یا آرزو پیدا ہو یا سخت غصہ کی حالت ہو ایسے وقت مین کتاب اللہ یا حدیث رسول مقبول یاد دلادی جاسے تو فوراً رُک جاسے رکنا کیا معنی اُس کا کوئی

شائبہ بھی باقی نہ رہے ایک یا دو مرتبہ ایسی حالت طاری ہو جانا اعلیٰ درجہ کا
کمال نہین بلکہ طبیعت مین داخل ہو جائے کسی موقع پر اُس کے خلاف
ظاہر ہونا ایسا ہی ہو جیسے سخت موانع کی حالت مین امور طبیعہ کے خلاف
ہونا بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو چونکہ یقین سے تعلق ہے اِس
وجہ سے اس کے خلاف کسی صورت مین ممکن نہین بشرطیکہ یقین کامل ہو۔

ایک شخص نے آکر آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے باب مین بالکل
انصاف نہین فرماتے آپ کو غصہ آیا حُرؔ بن قیس نے کہا کہ حضور سرورِ کائنات
کو پروردگار تعالیٰ شانہ تعلیم فرماتا ہے خذ العفو وامر بالعرف واعرض
عن الجاھلین بس یہ سنا تھا کہ آپ کا غصہ فوراً جاتا رہا۔

ایک مرتبہ آپ کپڑے بدل کر جمعہ کی نماز کو چلے راہ مین حضرت عباسؓ کا
مکان تھا اُن کے یہان اُس روز دو چوزے ذبح ہوئے تھے اُن کا خون
پانی مین ملکر پرنالے کی راہ سے آپ کے کپڑون پر گرا آپ نے حکم دیا کہ
اِسی وقت پرنالہ توڑ دیا جائے پھر کپڑے بدل کر نماز کو تشریف لے گئے وہان
حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ یہ پرنالہ اِس مقام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے لگایا تھا یہ سنتے ہی حضرت فاروق اعظمؓ
نے حضرت عباسؓ کو قسم دیکر فرمایا کہ اِس پرنالہ کو فوراً اُسی مقام پر نصب کر دو
حضرت عباسؓ نے اُس کو وہین لگا دیا۔

ایک شب کو آپ عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ گشت فرما رہے تھے
ایک مکان سے بے وقت کچھ روشنی نکلتی ہوئی نظر آئی آپ اُس مکان کے
اندر چلے گئے وہان ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا نظر آیا کہ شراب اُس کے سامنے
رکھی تھی اور ایک چھوکری بیٹھی ہوئی گا رہی تھی آپ نے اُس سے فرمایا کہ

مین نے ایسا بوڑھا آدمی کہ جو مرنے کے قریب ہے تجھ سے زیادہ بدافعال نہین
دیکھا اُس نے کہا کہ یا امیرالمومنین آپ کا یہ فعل میرے فعل سے زیادہ بد ہے
ایک تو آپ نے اس اندرونی حالت کا تجسس کیا ع

محتسب را درون خانہ چہ کار

خود پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے ولا تجسسوا دوسرے آپ بغیر میری
اجازت کے میرے مکان مین چلے آئے یہ بھی شرعاً ممنوع ہے۔ حضرت عمرؓ کے
انصاف کو دیکھئے کہ آپ نے فرمایا کہ تم سچّے ہو بے شک مجھ سے خطا ہوئی اور فوراً
اُس کے مکان سے باہر آ گئے اپنا عمامہ دانتون سے چباتے ہوئے غایت
شرمندگی مین یہ بات ہوتی ہے۔ اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اگر خدا نے عمر کو
نہ بخشا تو کیا مصیبت ہے۔ اِس کے بعد مدّت تک وہ بوڑھے آدمی فاروق
اعظمؓ کے حضور مین نہ حاضر ہوئے پھر جو حاضر ہوئے تو نہایت شرمندہ آپ نے
فرمایا ذرا میرے قریب آجاؤ جب وہ قریب آئے تو آپ نے اُن سے قسمیہ
فرمایا کہ جو کچھ تم سے ظہور مین آیا نہ تو مین نے کسی سے کہا نہ عبداللہ بن مسعودؓ
نے۔ اُن بوڑھے آدمی نے بھی عرض کیا حضرت مین نے بھی اُن خُرافات کو
ترک کر دیا۔

فاروق اعظم کا خوفِ خدا سے یہ حال تھا کہ کبھی زمین پر سے تنکا
اُٹھا لیتے اور فرماتے کاش مین یہی ہوتا کاش مین پیدا ہی نہ ہوتا کاش میری
مان مجھ کو نہ جنتی کاش مین کچھ بھی نہ ہوتا کاش مین بھولا بسرا ہوتا۔

آپ فرمایا کرتے کہ اگر کوئی بکری کا بچّہ بھی مر جائے گا تو مجھے ڈر ہے کہ
مجھ سے بازپرس نہ ہو۔

عبداللہ بن عیسیٰ فرماتے ہین کہ حضرت عمرؓ فاروق اعظم کے رخسارون پر

روتے روتے نشان پڑ گئے تھے کبھی روتے روتے گر پڑتے تھے اور ایسی چوٹ آتی تھی کہ کئی روز تک گھر سے باہر نہ نکلتے تھے اور لوگ آپ کی عیادت کو آتے تھے

روایت قابل غور۔ ایک مرتبہ راہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات ہوئی تو شہزادگان نبوت حضرات حسن و حسین بھی آپ کے ساتھ تھے دونون شہزادون نے حضرت فاروق اعظمؓ کو گھیر لیا اور کھڑے ہو گئے آپ کو آگے نہ بڑھنے دیا آپ چشم نم ہو گئے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے پوچھا کہ کیون آپ آبدیدہ کیون ہین آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر رونے کی کیا بات ہوگی کہ اس اُمت مرحومہ کے کاروبار میرے متعلق کئے گئے ہین مین اُن کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہون اور مجھے بالکل خبر نہین کہ میرے فیصلے حق ہین یا ناحق۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ کے فیصلے ہمیشہ انصاف پر ہوتے ہین۔ لیکن اس جواب سے آپ کا رونا بند نہ ہوا پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کا انصاف بیان فرمایا مگر آپ ویسا ہی روتے رہے جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کچھ فرمایا تو آپ کے آنسو تھم گئے اور پوچھا کہ آپ اِن امور کے گواہ ہین تو صاحبزادے اپنے والد ماجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا چہرۂ مبارک دیکھنے لگے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہان ہان گواہ ہو جاؤ مین بھی تمھارے ساتھ گواہ ہون۔

ایک مرتبہ آپ نے راہ مین چلتے ہوئے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو اس قدر اُس کا اثر ہوا کہ ایک ماہ تک آپ کی عیادت کی گئی۔

ایک بار جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ راہ مین کھڑا ہوا ایک عورت سے باتین کر رہا ہے آپ نے اُس کو ایک دُرّہ مارا

وہ چلا اُٹھا کہ حضور یہ تو میری بی بی ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے مقام پر کہ جو شارع عام ہے تم کو اس سے باتین نہ کرنا چاہیے بی بی سے باتین کرنے کا مقام گھر ہے نہ کہ بازار۔ کیا تمام دنیا اِسے پہچانتی ہے کہ تم اِس کے شوہر ہو اور یہ تمھاری زوجہ ہے شریعت امت کے ادب دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔

شریعت را مقدم دار اکنون   شریعت از طریقت نیست بیرون

اُس نے کہا کہ ہم مسافر ہین یہان ابھی وارد ہوئے ہین ہمارا گھر نہین ہے آپ نے دُرّہ اُس کے حوالہ کیا اور کہا کہ تو بھی مجھے ایک دُرّہ اُس کے قصاص مین مارلے اُس نے کہا کہ حضرت مین نے معاف کیا اور جب تک مکرر سہ کرر اُس سے معافی کے لفظ نہ سُن لئے قرار نہ آیا پھر بھی حضرت عبدالرحمن سے اِس کا ذکر کیا اُنھون نے کہا کہ حضور آپ تو امت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ادب دینے والے ہین آپ کا منصب ہے جو کچھ آپ نے کیا وہ آپ کے منصب کے موافق تھا اور یہ حدیث سنائی کہ حضور نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ندا کی جائے گی کہ اس امت مین سے کوئی اپنے نامۂ اعمال کو ابوبکرؓ اور عمرؓ سے پہلے نہ اُٹھائے اس خشیت رب کی برکت سے وہ رفیع حالت پیدا ہوئی کہ اس عالم سے جدائی کے وقت بھی آپ سے وہ مبارک خشیت رب جدا نہ ہوئی۔

مکاشفات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس کو شرع مبارک کی زبان مین فراست کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے یہ وہی قوت ہے جو وحی کی نائب اور قوت عاقلہ کی کمال ہے جیسا کہ صاحب احیاء العلوم نے اِسے بہت شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔

مکاشفہ فاروق اعظمؓ

حضرت عمر فاروق اعظمؓ ایک روز جمعہ کا خطبہ ممبر شریف پر پڑھ رہے تھے
کہ یکایک آپ نے خطبہ چھوڑ کر یہ فرمانا شروع کر دیا یا ساریۃ الجبل دو تین
مرتبہ اس جملہ کو کہکر آپ پھر خطبہ پڑھنے لگے عبدالرحمن بن عوف نے دریافت کیا
کہ درمیان خطبہ کے یہ جملہ کیا تھا جو فرمایا کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ساریہ اور
اُن کے ساتھی پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہین اور کفار اُن کو چارون طرف سے
گھیرے ہوے ہین بے اختیار میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ ساریہ جبل سے
مل جاوٴ- پھر انہین فتح ہوئی اور حضرت کی آواز وہان پہنچ گئی-

ابو مسلم خولانی جب مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے ہین (یہ وہ حضرت تھے کہ
اسود بن قیس نے جس نے یمن مین نبوت کا دعویٰ کیا تھا ان سے بھی کہا
کہ آپ میرے نبی ہونے کا اقرار کیجئے اُنھون نے انکار کیا اِس نے بہت سی
آگ دہکوا کران کو اُس مین ڈلوا دیا یہ اُس مین سے بالکل صحیح و سالم نکل آئے
اُس نے انہین اپنی سرحد سے باہر نکلوا دیا یہ سیدھے مدینہ منورہ چلے آئے) تو
جون ہین یہ مسجد پاک مین داخل ہوئے حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ لو یہ
تمھارے وہ بھائی آئے جن کی نسبت اسود کا خیال تھا کہ ان کو آگ جلا دیگی
اور خدا نے ان کو بچا دیا- اُس کے بعد آپ اُن سے اُٹھ کر ملے اور فرمایا کہ کیا
تم عبداللہ بن ثوب نہین ہو اُنھون نے کہا کہ بے شک- اس کے بعد آپ نے
رو کر فرمایا خدا کا شکر ہے کہ مین نے اپنی حیات ہی مین اس امت مرحومہ کے
ایسے لوگ بھی دیکھ لئے جن کو ابراہیم خلیلؑ کی طرح سے اللہ تعالیٰ شانہ نے آگ
سے محفوظ رکھا-

الغرض جب ساریہ اُس جنگ سے مظفر و منصور واپس آئے تو اُنہون نے حضرت کی آواز سننے کا واقعہ بیان کیا اور وہی صدا اُن کے فتح و نصرت کا سبب ہوئی۔

مکاشفہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے خواب مین دیکھا کہ صبح کی نماز جناب رسالت مآب کے اقتدا کے ساتھ ادا فرمائی نماز سے فارغ ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم محراب سے تکیہ لگا کر متجلس ہوئے ایک جاریہ ایک طبق مین تازہ چھوارے لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیئے آپ نے اُس طباق مین سے ایک چھوارہ اُٹھا کر فرمایا اے علی کھاتے ہو آپ نے عرض کیا کہ ہان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے دست مبارک بڑھا کر آپ کے دہن مبارک مین وہ چھوارہ رکھ دیا پھر دوسرا چھوارہ اُٹھا کر وہی فرمایا اور اُسی طرح آپ کے مُنہ مین وہ چھوارہ بھی رکھ دیا اور آپ نے نوش فرمایا۔ پھر آنکھ کھُل گئی۔ آپ فرماتے ہین کہ جاگنے کے بعد میری عجیب حالت تھی حضور اقدس کے دیدار مبارک کو دل تڑپ رہا تھا اور چھوارون کی شیرینی میری زبان پر تھی۔ اُٹھ کر مین نے وضو کیا اور مسجد شریف کو چلا وہان حضرت عمرؓ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے مین بھی شریک ہو گیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نماز سے فارغ ہو کر محراب کے سہارے سے بیٹھ گئے میرے دل ہی مین یہ بات گذری تھی کہ مین اپنا خواب آپ سے بیان کرون کہ اتنے مین ایک جاریہ آئی اور چھوارون کا طبق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا آپ کی زبان مبارک سے بھی وہی کلمہ نکلا کہ یا علی چھوارے کھاتے ہو مین نے کہا کہ ہان آپ نے اُسی طرح جیسے رسول اللہ نے دو چھوارے مجھے اپنے دست مبارک سے کھلائے تھے کھلا دئے اور بقیہ چھوارے اور اصحاب کو تقسیم

فرما دئے حضرت سیدنا علیؓ فرماتے ہین کہ میرے دل مین یہ خواہش تھی کہ کچھ اور چھوارے اسی طرح آپ کھلا دین فاروقؓ اعظم نے فرمایا کہ مین تو رسول اللہ کے نقش قدم پر چلنے والا ہون جتنے رسولؐ اللہ نے آپ کو کھلائے اُتنے ہی مین نے بھی کھلا دئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مجھے سخت تعجب ہوا کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے میرے خواب پر پورا پورا حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو مطلع فرما دیا میرے دل مین یہ آیا ہی تھا کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب فرمایا کہ اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ سچ ہے مین نے بالکل اسی طرح خواب مین دیکھا تھا۔ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفان فاروقی کس مرتبہ کا تھا کہ جس کو امام الاولیا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ عالم خواب مین ملاحظہ فرمائین اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیداری مین دیکھین۔

علی و عمر ایک ہین ایک ہین

الحمد للہ کہ فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بمقام داناپور بہ غریب خانہ بہ محلہ خانقاہ بروز ختم عرس حضرت والد ماجد حاجی سید شاہ محمد سجاد قدس سرہٗ بتاریخ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ کو تمام ہوئی۔ یا اللہ تعالیٰ شانہ میری اور میری والدین اور میری نانی صاحبہ اور دادی صاحبہ اور میرے جملہ عزیز و اقارب اور میرے برادران و خواہران اور میری زوجہ مرحومہ اور سب مریدین و مریدات جو اس وقت موجود ہین اور جو انتقال کر گئے اور جو آیندہ ہونے والے ہین اپنی رحمت کاملہ اور اپنے فضل عمیم کے صدقے مین سب کو بخش دے اللھم آمین یارب العالمین یا اللہ تعالیٰ شانہ تجھے معلوم ہے کہ میری چھوٹی لڑکی یتیم بچے چھوڑ کر مری ہے اور وہ ایک ظالم کے پنجہ مین اسیر ہین اُن کی زندگی کا تو حافظ رہیو اور

اُن کو نیک چلن اور عالم دین کیجیو اللّٰہم آمین یارب العالمین

باخیر

گزارش

خدا کے فضل و کرم سے یہ مطبع تینتالیس برس سے جاری ہے اسمین
عربی فارسی اُردو ہندی ہر قسم کی کتابت نہایت صحت اور عمدہ صفائی
اور ہر قسم کی خوبی سے چھپ سکتی ہے تصفیہ چھپائی بذریعہ خط کتابت
طے ہو سکتا ہے۔

نہایت بیش بہا کتابین اور قرآن مجید مطبع مین فروخت کے لئے
موجود ہین جن کی فہرست درخواست کرنے پر بھیجی جائیگی۔ اور ہر قسم کا
مال شرائط مقررہ کے موافق ہماری معرفت قیمت آنے پر یا ویلیو پی ایبل
کے ذریعہ سے روانہ ہو سکتا ہے۔ کسی خاص معاملہ کے اطمینان کو
ہزارون روپیہ کی گارنٹی دی جا سکتی ہے۔

نیازمند

خواجہ صدیق حسین منیجر مطبع آگرہ اخبار۔ آگرہ